اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

بحمد للہ کتاب مستطاب مشتمل سوانح قطب الاقطاب بانی دینیات قامع بیخ کفر و بدعت آیۃ من آیات اللہ
یعنی حضرت سید محمد بن یوسف حسینی الحسینی بندگی گیسو دراز چشتی نصیری نظامی دہلوی ثم گلبرگوی بادشاہ دکن

سیر محمدی

مصنفہ جناب حضرت مولانا الشاہ محمد علی سامانی رحمۃ اللہ علیہ مرید خادم بارگاہ سید بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ عنہم

سنہ ۸۳۱ھ

مسمّیٰ بہ اسم معروف

تحفۂ احمدی

نیست کعبہ در دکن جز درگہ گیسو دراز بادشاہ دین و دنیا تا ابد بندہ نواز

مترجمہ جناب حضرت مولانا الحکیم السید شاہ نذیر احمد القادری نسباً و نسبۃً و الحنفی مذہباً الاسکندرپوری رحمۃ اللہ نزیل گلبرگہ شریف ایوان
باہتمام و حسن سعی احباب مخلص گلبرگہ شریف ۔ ملازمین جلیل القدر اعلیٰ حضرت حضور نظام خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

رجب سنہ ۱۳۴۰ھ

یونانی دواخانہ پریس سبزی منڈی الہ آباد

اَلعَنوَنۃُ

ہدیہ مختصر تحفۂ احمدی ترجمۂ سیر محمدی جو حضرت سیدی سید العالم بندگی شاہ بازبلند
پرواز سیدنا گیسو، از رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح زندگی ہے بکما ا خلوص و
عقیدت مرشد کامل بحق، ن تیر پیستان ولایت ہزبر بیشۂ معرفت حضرت
ماموں صاحب جناب مولانا سید شاہ ظہور الدین احمد المعروف بسید شاہ محمد بشیر
قدس سرہ العزیز ابوالعلائی چشتی صاحب سجادہ و مالک دائرہ حضرت جدی شاہ
محمد اجمل الہ آبادی جعل اللہ برہانہ فی الدارین کے نام نامی سے معنون کرتا ہوں۔
خدا آپکے وسیلہ سے اسکو مشرق سے غرب تک رائج اور مقبول فرمائے۔

نعم المولیٰ و نعم النصیر

سید نذیر احمد وفق لہ التزود لغد۔ الہ آبادی۔ سکندر پوری۔ نزیل گلبرگہ
ایوان تعلقہ داری ممالک محروسہ سرکار عالی دکن

سیرِ محمدی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد مر خداوندیرا کہ درجہ شموس سمٰوات ولایت ورتبۂ اقمار افلاک معرفت را از قبۂ جوزا و ہامۂ ثریا گذرانید و خواطر عواطر و ضمائر ظواہر ایشان را بدوام اذکار و لزوم مراقبات جلیس و انیس خود گردانید و صلوات نامیات و تحیات زاکیات بروح مطہر و قالب معطر قدوہ اہل صفا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و بر آل و اصحاب او کہ جواسیس قلوب و مشرفان غیوب اند۔ بندہ ضعیف امیدوار رحمت ربانی محمد علی سامانی کہ از کہترین مریدان و کمترین مسترشدان حضرت قطب الاقطاب عالم مقصود خلقت عالم وجود آدم الملقب بالولی الاکبر الصادق مرشد عشق دار و عشق باز صدر الملۃ والدین سید محمد حسینی گیسودراز قدس اللہ سرہ العزیز است۔ بنا بر داعیۂ بعضے عزیزان این رسالہ را کہ مشتمل بر بیان احوال و افعال و اقوال آن سلطان اصحاب حقیقت

ترجمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد مخصوص ہے اوس خدا کیلئے جس نے جوزا و ثریا سے بھی ولایت کے آسمانوں کے آفتابوں کو اور معرفت کے فلکوں کے چاندوں کو اوپر بلند بڑھا دیا ہے اور ان حضرات کی خاطروں کو جو عطر آگین ہیں اپنے ذکر و مراقبہ دوام کے ساتھ اپنا ہمنشین و غمخوار بنالیا ہے درود بڑھنے والا اور تحیۃ مطہر پاک روح و قالب معطر پیشوائے اہل صفا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور آپ کی اولاد و اصحاب پر جو دلوں کے جاسوس غیب کی باتوں کے دیکھنے والے ہیں۔

بندہ ضعیف امیدوار رحمت ربانی محمد علی سامانی جو مریدوں مین کمترین طلبگار ارشاد حضرت قطب الاقطاب عالم مقصود خلقت عالم و آدم الملقب بالولی الاکبر الصادق مرشد عشق دار و عشق باز صدر الملۃ والدین سید محمد حسینی الحسینی گیسودراز قدس اللہ سرہ العزیز کا ہے۔ بعض اعزہ کے اصرار سے اس رسالہ کو جو احوال

مقتدای ارباب طریقت و شریعت از مبتدا تا منتها
در قلم آورده و نیز این فقیر را صحبت با حضرت ایشان
بوده و هم با خلفا و دیگر اصحاب ایشان که هادی کیفیات
کلی و جزوی ایشان بوده اند و نام این رساله
سیر محمدی داشته اند در محرم سنه ۸۳۱ احدی و ثلثین
و ثمانمائه تالیف کرده شده مشتمل بر نه (۹) باب بر عدد
افلاک و سیارات والمتمم هو الله - **باب اول** در
بیان نسب حضرت مخدوم رضی الله عنه و احوال
ایشان از ابتدای حال تا انتهای ایشان **باب دوم**
در بیان فضایل حضرت مخدوم رضی الله عنه
باب سیوم در بیان روش حضرت مخدوم
رضی الله عنه **باب چهارم** در ذکر تلقینات حضرت
مخدوم رضی الله عنه - **باب پنجم** در تصانیف
حضرت مخدوم رضی الله عنه **باب ششم** در ذکر
فرزندان حضرت مخدوم و فضایل ایشان رضی الله
عنه **باب هفتم** در ذکر خلفای حضرت مخدوم
رضی الله عنه و از فرزندان و غیر آن رضی الله تعالی
عنهم **باب هشتم** - در ذکر یاران حضرت مخدوم
و بعضی خلفا که اصحاب شغل بودند رضی الله عنهم
باب نهم در بعضی مکتوبات که حضرت مخدوم و
مخدوم زادگان بجانب بعضی خدام و یاران رضی
الله عنهم نوشته اند

اقوال سلطان اصحاب حقیقت و مقتدائے ارباب
طریقت و شریعت پر مشتمل ہے ابتدا سے لیکر انتہا تک
تحریر مین لایا حضرت کیساتھ نیز حضرت کے خلفا اور
دیگر اصحاب کے ساتھ جو آنحضرت کے کلی اور جزی کیفیتونکے
ہادی تھے صحبت اور یکجائی رہتی تھی۔ ان بزرگوں نے
اس رسالہ کا نام **سیر محمدی** رکھا محرم
سنہ ۸۳۱ ہجری کو یہ تصنیف کیا گیا فلکوں اور سیارون
کی تعداد کے اعتبار سے رسالہ مین بھی نو باب رکھے گئے
ختم کرادینے والا اللہ ہے **باب اول** حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ کے نسب اور حضرت مخدوم رضی اللہ
عنہ کے ابتدا سے لیکر انتہا تک کے حالات کے بیان مین
باب دوم حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ کی فضیلتوں
کے بیان مین **باب سیوم** حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ کی
روش کے بیان مین **باب چہارم** حضرت مخدوم رضی اللہ
عنہ کے تلقینوں کے ذکر مین۔ **باب پنجم** حضرت مخدوم
رضی اللہ عنہ کی تصنیفونکے ذکر مین **باب ششم** حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ کے فرزندوں اور انکی فضیلتوں کے
بیان میں رضی اللہ عنہم **باب ہفتم** حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ کے خلفاء کے بیان مین عام ازین
کہ صاحبزادگان ہوں یا غیر صاحبزادگان رضی اللہ تعالی
عنہم **باب ہشتم** حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ کے
یاروں کے بیان مین۔ خاصکر بعض انکا ذکر جو صاحب
شغل تھے رضی اللہ عنہم **باب نہم** حضرت

باب اوّل

در بیان نسب حضرت مخدوم و احوال ایشان رضی اللہ عنہ بدانکہ تولد حضرت مخدوم قطب الاقطاب سید محمد حسینی الحسینی گیسو دراز[1] رضی اللہ عنہ در دھلی چہارم ماہ رجب المرجب بود سنہ ۷۲۱ احد و عشرین و سبعمائۃ زیراکہ در سنہ ۸۰۸ ثمان و ثمانمائۃ کاتب این رسالہ سیر محمدی در احسناباد عرف گلبرگہ بود در چہارم ماہ رجب ہمہ یاران چنانکہ قاضی راجا و شیخ زادہ شہاب الدین و خواجہ احمد دبیر مولانا ابو الفتح و قاضی سیف الدین و جز آن وقت چاشت پیش حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ روش می بردند۔ بعضی باسم صدقہ و بعضی تحفہ باسم مبارکبادی کاتب الحروف پرسید امروز چیست کہ یاران چیزی چیزی می برند۔ مولانا بہاؤ الدین امام و مولانا سراج الدین خادم و مولانا نور الدین و مولانا دانیال بارے دہان ہر ہمہ گفتند کہ امروز سالگرہ

مخدوم رضی اللہ عنہ کے مکتوبات و ملفوظات مین جنکو آپنے بعض احباب و خدام کو لکھا ہے۔

باب اوّل

آپکے نسب اور آپکے حال کے بیان مین

آپکی ولادت[1] دہلی مین چوتھی رجب المرجب ۷۲۱ھ کو ہوئی، اس لئے کہ مین کاتب سیر محمدی ۸۰۸ھ مین احسناباد گلبرگہ مین تھا، سارے احباب جیسے قاضی راجا۔ شیخ زادہ شہاب الدین، خواجہ احمد دبیر مولانا ابو الفتح۔ قاضی سیف الدین اور انکے علاوہ دیگر احباب چاشت کے وقت حضور مخدوم رضی اللہ عنہ کے پاس نذرین لیکر حاضر ہوئے۔ بعض نے تو صدقہ کے نام سے بعض نے تحفہ و ہدیہ کے نام سے نذرین پیش کین کاتب حروف نے پوچھا آج کیا ہے کہ احباب نذرین لے کر حاضر ہوتے ہین۔ مولانا بہاء الدین امام۔ مولانا سراج الدین خادم۔ مولانا نور الدین۔ مولانا دانیال سب نے یک زبان ہوکر

---

[1] لطائف اشرفی مین جو نوین صدی ہجری کی تصنیف ہے حسب ذیل عبارت ہے: حضرت سید محمد گیسو دراز کہ جامع علوم ظاہری و باطنی بودند صاحب تصانیف رائق و تالیف صادق بود ولادت وے چہارم ماہ رجب شدہ در سنہ احد و عشرین و سبعمائۃ و عمر بکمال یافتہ صد و شش سال چہار ماہ نوزدہ روز بود وفات وی بوقت چاشت روز شنبہ شانزدہم ماہ ذیقعدہ سنہ خمس و عشرین و ثمانمائۃ ۸۲۵ھ حضرت بندہ نواز سے اور سید اشرف جہانگیر سمنانی سے بہت تعلقات تھے اور آخر الذکر اکثر گلبرگہ شریف آپکے پاس آئے ہین۔ جوامع الکلم مین آپکے حالات بہت ہین

[1] لطائف اشرفی مین جو نوین صدی ہجری کی تصنیف ہے حسب ذیل عبارت ہے: حضرت سید محمد گیسو دراز جو کہ جامع علوم ظاہری و باطنی تھے صاحب تصانیف رائقہ و تالیفات صادقہ تھے۔ آپ کی ولادت چوتھی ماہ رجب ۷۲۰ھ مین ہوئی۔ بڑی عمر پائی ۱۰۶ ایکسو چھ سال چار مہینے ۱۹ انیس دن کی عمر تھی۔ آپ کی وفات چاشت کے وقت سولہوین ذیقعدہ ۸۲۵ھ کو ہوئی حضرت بندہ نواز رضی اللہ عنہ اور سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ مین بہت تعلقات تھے آخر الذکر گلبرگہ آپکے پاس تشریف لائے ہین جوامع الکلم مین انکے بہت سے حالات ہین

حضرت مخدوم ست رضی اللہ عنہ۔ کاتب پرسید
کہ چند سالہ شدند فرمودند نود و ہفت سالہ شدہ
چون نود و ہشتم سال درآمد کاتب پرسید ضیافت
سال گرہ کہ می کنند گفتند پیش ازین والدۂ
حضرت مخدوم بی بی رانی بزرگ قدس اللہ روحہا
میکردند چون ایشان نقل کردند خدمت حرم مخدوم
بی بی خاتون رضا قدس اللہ روحہا میکردند چون
ایشان ہم نقل کردند دختر میانگی حضرت مخدوم بی بی
بتول میکنند کاتب حروف نیز چند تنکہ نقد روش
پیش حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ برد فرمودند ای مولانا
این چیست مگر شنیدہ کہ امروز سالگرہ منست کاتب
عرضداشت آری فرمودند این صدقہ ست یا مبارکباد
کاتب عرضہ داشت مبارکبادی آنرا علاحدہ داشتند
ہرچہ صدقہ بودی علاحدہ میداشتند و بہ فقرا می دادند
و ہرچہ مبارکبادی بودے علاحدہ می داشتند و در مصالح خرج
میکردند بعدہٗ فرمودند مولانا یاران خوش میشوند کہ فلان چندین
سالہ شد اما از من پرس کہ این عمر دراز چہ بلای ست برمن اگر عمر دراز
نیکو بودی حق تعالی پیغمبر را صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم می دادی
حق تعالے پیغمبر را دو چیز نداد یکے را با تصریح گفت
دوم را بکنایت آنچہ بتصریح گفت وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ
وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ و آنچہ بکنایت گفت وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ
نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ یعنی ہر کرا عمر دراز بدہیم او را
خوار خوار کنیم میان خلق بالنقصان کنیم در خلقت

کہا کہ آج حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ کی سالگرہ ہے
اس کاتب سیر محمدی نے پوچھا کہ عمر شریف آپ کی کے
برس کی ہوئی، سب نے فرمایا کہ ستانوے برس کے
حضور ہوئے، جب اٹھانواں سال آیا تو کاتب سطور
نے پوچھا کہ سالگرہ کی دعوت کون کرتا ہے، سب نے
فرمایا کہ اس سے پہلے تو والدۂ ماجدہ حضرت مخدوم
رضی اللہ عنہ سال گرہ کیا کرتی تھیں جنکا اسم گرامی رانی
بزرگ قدس اللہ سرہا تھا۔ جب آپ کا وصال ہوگیا
تو حضرت کی حرم محترم مخدومہ بی بی خاتون رضا قدس
اللہ روحہا کیا کرتی تھیں جب آپ نے بھی وصال
فرمایا تو منجھلی صاحبزادی مخدومہ بی بی بتول سالگرہ
کیا کرتی ہین۔ کاتب سطور بھی چند تنکہ (اوس زمانہ
کا سکہ تھا) نذر لیکر حاضر ہوا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ
مولانا یہ کیا ہے شاید آپ نے سنا ہوگا کہ آج میری
سالگرہ ہے۔ مین نے عرض کی جی ہان، آپ نے
ارشاد فرمایا یہ صدقہ ہے یا مبارکبادی ہے۔ کاتب
نے عرض کیا مبارکبادی ہے، آپنے اس کو علیحدہ رکھ
دیا جو صدقہ ہوتا اسکو حضرت علیحدہ رکھتے تھے فقیروں
کو عنایت فرماتے، جو مبارکبادی ہوتی اسکو علیحدہ
رکھتے اور اپنی ذاتی ضرورتوں مین صرف فرماتے اسکے
بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ مولانا احباب خوش ہوتے ہین
کہ فلاں اتنے برس کا ہوا لیکن مجھسے پوچھو کہ یہ بڑی عمر مجھ
کیا بلا ہے، اگر بڑی عمر ہونا اچھی بات ہوتی تو حق تعالے

دی و ما نخواہیم کہ دوستِ خود را در میان مردمان
خوار گردانیم یا نقصان در قوتہا سے او گردد و
بعدہ فرمودند مولانا نمیدانم کہ این عمر دراز مرا
از چہ دادند من ہیچ وقتی از خدا تعالیٰ عمر دراز
نخواستہ ام مگر یکبار در آنکہ بندگی خواجہ یعنی شیخ
الاسلام نصیر الدین محمود رضی اللہ عنہ ازین جہان
بدان جہان رحلت فرمودند چند روز پیش از ان مرا
خلافت دادہ بودند و از مولانا زین الدین خواہر
زادہ پنہان داشتہ بودند۔ بعد نقل حضرت شیخ
رضی اللہ عنہ در خلافت اختلاف کردند مولٰنا
زین الدین گفت ہر کہ خلیفہ حضرت شیخ الاسلام
خواہد بود۔ ہمچو شیخ عمر مکمل خواہد یافت و بندگان
خدا را تلقین و ارشاد خواہد کرد و سلسلۂ مشائخ
ازو جاری خواہد بود۔ آن زمان در خاطر من آمد اگر
خدا تعالیٰ مرا عمر دراز بدہد نیکو باشد تا صدق
خلافت من ایشان را ظاہر شود اگرچہ گفتار ایشان
چیزی بود و بعدہٗ فرمودند امروز عمر من بعمر حضرت
شیخ فرید الدین مسعود رضی اللہ عنہ قریب رسید
ایشان نود و ہشت ۹۸ سال عمر داشتند ازین حکایت
معلوم میشود کہ تولد حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ در
سنہ ۷۲۱ احد و عشرین و سبعمائۃ بود و نیز خدمت
قاضی علم الدین بہروچی در ملفوظ حضرت مخدوم رضی
اللہ عنہ کہ خود جمع کردہ است نبشتہ کہ حضرت مخدوم

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو عنایت فرمانا حق تعالیٰ نے اپنے
پیغمبر کو دو چیزیں نہیں عنایت فرمائیں۔ ایک کو بصراحت
ارشاد فرمایا ہے دوسری کو کنایۃً کہدیا ہے جسکو بصراحت
ارشاد فرمایا ہے یہ ہے وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ
اور مین نے انکو شاعری کی تعلیم نہین دی اور شاعری
آپکی شانِ رسالت کے مناسب بھی نہین تھی اور جسکو کنایۃً
ارشاد فرمایا ہے وہ یہ ہے۔ وَمَنْ نُعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْعُمُرِ
جسکو ہم عمر دراز دیتے ہین تو اسکو ہم اُسکی عمر مین خوار و ذلیل
اور اپاہج کر دیتے ہین۔ ہم یہ نہیں چاہتے کہ اپنے دوستوں
کو لوگون مین ذلیل و خوار کر دین اس کے بعد آپ نے
ارشاد فرمایا کہ مولٰنا یہ نہین معلوم کہ مجھکو اسقدر عمر دراز کیون
دی مین نے تو کسی وقت بھی عمر دراز نہین چاہی تھی
ہان صرف ایکبار جب بندگی خواجہ[1] یعنی شیخ الاسلام
نصیر الدین محمود رضی اللہ عنہ نے اس عالم سے اوس عالم مین
رحلت فرمائی اور اس سانحہ سے چند دن پہلے مجھکو خلافت
عنایت فرمائی تھی اور اس خلافت کو اپنے بھانجہ مولٰنا
زین الدین سے پوشیدہ رکھا تھا حضرت کے وصال کے بعد
لوگون نے میری خلافت مین اختلاف کیا۔ مولٰنا
زین الدین نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی حضرت شیخ
الاسلام کا خلیفہ ہوگا وہ بھی حضرت ہی کی سی عمر پائے گا
اور اللہ کے بندوں کی تلقین و ارشاد کریگا اور اس سے

[1] چراغ دہلی کے نام سے آپ مشہور ہین۔ دہلی سے مزار چھ
کوس پر ہی راستہ دشوار گذار ہے۔ سید نذیر احمد عفی عنہ

رضی اللہ عنہ در ماہ صفر سنہ ۸۱۱ احد و عشر ثمانمایۃ می فرمودند کہ چہار ماہ دیگر ماندہ ست کہ من نود سالہ شوم ازین ہم معلوم میشود کہ تولد ایشان در سنہ ۷۲۱ احد و عشرین سبعمایہ بود و پدر حضرت مخدوم سید یوسف نام داشتند رضی اللہ عنہما اما مشہور بسید راجا بودند ۔ نقل ایشان در دولت آباد بود و ہمانجا مدفون اند در کرانہ لری و می فرمودند ۔ دران ایام ما از دولت آباد جانب دہلی روان شدیم والد ما چہار سال پیش ازان نقل کردہ بودند پیش در خانۂ ما صحن مسجد بود والد را ہمانجا دفن کردیم بعد چہار سال روان شدیم ۔ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ از جہت شجرہ نسب بیست و دو محل بحضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم می رسند چنانچہ از جہت شجرہ مشیخت نیز بیست و دو محل میرسند بدین طریق شجرہ نسب سید السادات منبع السعادات صدر الملت والدین الولی الاکبر الصادق ابو الفتح محمد بن یوسف بن علی بن محمد بن یوسف بن حسن بن محمد بن علی بن حمزہ بن داؤد بن زید بن ابو الحسن الجندی بن حسین بن ابی عبد اللہ بن محمد بن عمر بن عمر یحیی بن حسین بن زید المظلوم بن علی اصغر زین العابدین بن الحسین السبط الشہید بن فاطمہ بنت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و پدر امیر المومنین حسین ابو الحسن علی ابن طالب کرم اللہ

مشایخ رضی اللہ عنہم کا سلسلہ جاری ہوگا تو اسوقت البتہ میرے دلمین یہ بات آئی کہ اگر میری عمر زیادہ ہوئی تو اچھی بات ہی ۔ میری خلافت کی سچائی ظاہر ہوجائیگی اگرچہ اُن لوگون کی گفتگو کچھ چیز نہ تھی ۔ اس کے بعد آپنے ارشاد فرمایا کہ میری عمر اسوقت حضرت فرید الدین مسعود رضی اللہ عنہ کی عمر کے برابر ہے حضرت ندکور اٹھانوے برس کے تھے، اس قصہ سے معلوم ہوا کہ مخدوم رضی اللہ عنہ سنہ ۷۲۱ مین پیدا ہوئے اور قاضی علم الدین بہروچی نے حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ کے ملفوظات مین جسکو خود قاضی صاحب نے جمع کیا ہی لکھا ہے کہ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ نے صفر سنہ ۸۱۱ ہجری مین ارشاد فرمایا کہ چار مہینے اور باقی ہین کہ مین نوے برس کا ہوجاؤنگا اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کی ولادت سنہ ۷۲۱ ہجری مین ہوئی، آپکے والد ماجد کا اسم سامی حضرت مخدوم سید یوسف تھا رضی اللہ عنہما لیکن مشہور نام سید راجا تھا، آپکا وصال دولت آباد[۱] مین ہوا اور اسی سرزمین مین لری[۲] کے قریب آپ مدفون ہین حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جس زمانہ مین

[۱] ریاست حیدرآباد دکن کے ضلع اورنگ آباد کے متصل واقع ہے اس مقام کو اورنگ زیب خلد مکانی کی قبر کیوجہ سے اب خلد آباد کہتے ہین اور دولت آباد خاص اس سے کسیقدر فاصلہ پر ہے ۔ ۱۲

[۲] غار ہاے اورہ سے مراد ہے، اسی احاطہ مین حضرت بندہ نواز رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی کی قبر ہے ۔ تانا شاہ قطب شاہی بھی یہین دفن ہے ۔ ۱۲

وجہہ رضی اللہ عنہ و شجرۂ مشیخت حضرت مخدوم قطب الاقطاب سید محمد حسینی الحسینی گیسو دراز رضی اللہ عنہ را خلافت از شیخ الاسلام شیخ نصیر الدین محمود اودھی وایشا نرا از شیخ الاسلام شیخ نظام الدین محمد بدوانی وایشان را از شیخ الاسلام شیخ فرید الدین مسعود اجھودہنی وایشانرا از شیخ الاسلام شیخ قطب الدین بختیار اوشی وایشانرا از شیخ الاسلام شیخ معین الدین حسن سنجری و ایشانرا از شیخ الاسلام شیخ عثمان ہارونی و ایشاں را از شیخ الاسلام حاجی شریف زندانی وایشاں را از شیخ الاسلام شیخ قطب الدین مودود چشتی وایشاں را از شیخ الاسلام خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتی وایشانرا از شیخ الاسلام خواجہ رکن الدین ابو محمد چشتی وایشان را از شیخ الاسلام خواجہ احمد چشتی وایشان را از شیخ الاسلام خواجہ ابو اسحاق چشتی وایشان را از شیخ الاسلام خواجہ علوی دینوری وایشاں را از شیخ الاسلام خواجہ ابو ہبیرۃ البصری وایشاں را از شیخ الاسلام خواجہ حذیفۃ المرعشی وایشاں را از شیخ الاسلام سلطان ابراہیم ادہم البلخی ایشانرا از شیخ الاسلام خواجہ فضیل ابن عیاض وایشاں را از شیخ الاسلام خواجہ عبد الواحد بن زید وایشانرا از شیخ الاسلام خواجہ حسن بصری وایشاں را از شیخ المشیوخ امیر المومنین علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ

دولت آباد سے میں دہلی کیطرف روانہ ہوا تو میرے والد ماجد کو وصال ہوئے چار برس ہو چکے تھے گھر کے سامنے صحن بہت بڑا تھا، ہم نے والد ماجد کو وہیں دفن کر دیا اُسکے چار سال کے بعد وہاں سے ہم چلے حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ شجرۂ نسب کے لحاظ سے بائیسوین پشت میں جا کر حضور اقدس رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتے ہین اسی طرح سے شجرۂ مشیخت کے اعتبار سے بھی بائیسوین کڑی حضور اقدس رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین شجرۂ نسب کی کڑیان یہ ہین۔

سلسلۃ الذہب شجرۂ نسبی

سید السادات منبع السعادات صدر الملۃ والدین الولی الاکبر الصادق ابو الفتح محمد بن یوسف بن علی بن محمد بن یوسف بن حسن بن محمد بن علی بن حمزہ بن داؤد بن زید بن ابو الحسن الجندی بن حسین بن ابی عبد اللہ بن محمد بن عمر بن یحییٰ بن حسین بن زید المظلوم بن علی اصغر زین العابدین بن الحسین السبط الشہید بن فاطمہ بنت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امام حسین کے پدر بزرگوار امیر المومنین ابو الحسن علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہٗ

راہِ طریقت شجرۂ مشیخت

قطب الاقطاب حضرت مخدوم سید محمد حسینی الحسینی گیسو دراز کو خلافت حضرت شیخ الاسلام شیخ نصیر الدین محمود اودہی سے

وایشان را از حضرت سید المرسلین تاج المحققین
سلطان صوفیان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم و چون حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ چہار
سالہ شدند سلطان محمد تغلق خلق دہلی را جانب
دولتاباد روانہ کرد ایشان نیز برابر پدر خود در دولتاباد
آمدند والد حضرت مخدوم برائے ملاقات شیخ بابو
در دیگر رفتند حضرت مخدوم مراہسم باخود بردند
شیخ بابو قدس سرہٗ مردی بزرگ و صاحب
نعمت بود خانہ نزدیک دروازہ سناری داشت
چون در سماع شدی از خود خبر نداشتی و کف از
دہان بیرون آمدی و ہر چہ گفتی ہماں شدی در
حق حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ نفسہا بسیار
پاک و خوب گفت بفرمان خدا تعالیٰ ہمچنان شد
چون حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ ہشت سالہ شدند
در روزہ و نماز و دیگر کارہائے دینی اہتمام می کردند
و خوردگان بسیار گرد ایشان جمع میشدند و
با داب تمام پیش ایشان می نشستند و می ایستادند
و سبوسے آب حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ میداشتند
و ہر یکے را از ان طریق تبرک بر وضع مشائخ می دادند
بعد ازان در تعلم مشغول شدند و بیشتر در صحبت نیاء
خود می بودند و نیا ایشان مرید حضرت شیخ الاسلام
شیخ نظام الدین محمد بدوانی رضی اللہ عنہ بودند و پدر
حضرت مخدوم نیز ارادت بر حضرت شیخ الاسلام شیخ

آپکو حضرت شیخ الاسلام شیخ نظام الدین اولیا، بدوانی سے
آپکو حضرت شیخ الاسلام شیخ فرید الدین مسعود اجودھنی سے
آپکو حضرت شیخ الاسلام قطب الدین بختیار اوشی سے
آپکو حضرت شیخ الاسلام شیخ معین الدین حسن سنجری اجمیری سے
آپکو حضرت شیخ الاسلام شیخ عثمان ہارونی سے آپکو حضرت
حاجی شریف زندانی سے آپ کو حضرت شیخ الاسلام شیخ
قطب الدین مودود چشتی سے آپکو حضرت شیخ الاسلام خواجہ
ناصر الدین ابو یوسف چشتی سے آپکو شیخ الاسلام خواجہ
رکن الدین ابو محمد چشتی سے آپکو شیخ الاسلام خواجہ احمد چشتی سے
سے آپ کو شیخ الاسلام خواجہ ابو اسحاق چشتی سے آپکو
حضرت شیخ الاسلام خواجہ علوی دینوری سے آپکو شیخ
الاسلام خواجہ ہبیرۃ البصری سے آپکو شیخ الاسلام خواجہ
حذیفۃ المرعشی سے، آپکو شیخ الاسلام سلطان ابراہیم ادھم
البلخی سے آپکو شیخ الاسلام خواجہ فضیل بن عیاض سے آپکو
شیخ الاسلام خواجہ عبد الواحد بن زید سے آپکو شیخ الاسلام
خواجہ حسن بصری سے آپکو شیخ الشیوخ امیر المومنین علی بن
ابیطالب کرم اللہ وجہہ سے آپکو حضرت سید المرسلین
تاج المحققین سلطان صوفیہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے خلافت حاصل تھی۔ جب حضرت سید محمد گیسو دراز
کی عمر شریف چار برس کی تھی تو اسوقت سلطان تغلق نے
دہلی کی مخلوق کو دولت آباد کیطرف روانہ کرنا شروع کیا
تھا۔ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ بھی اپنے والد ماجد کے
ہمراہ دولت آباد تشریف لائے۔

نظام الدین داشتند و از پدر و نیا ر بشیر فضائل
حضرت شیخ نظام الدین شنیده بودند و بیشتر
حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ توجہ بر شیخ نظام الدین
داشتند و در طالب علم مشغول می بودند و چون حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ پیش استاد مصباح و قدوری
میخواندند چون شخصی آمد از حضرت مخدوم سوال کرد
کہ در نماز چون از رکوع در سجود روند اول دست بر
زمین نہند یا زانو و چون از سجدہ برخیزند اول دست
بردارند یا زانو حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ این مسئلہ
نخواندہ بودند فرمود بعد زمانی بیائی جواب خواہم
گفت چون او باز گشت خود در گوشۂ مسجد
بہ نشستند در اندیشہ ماندند کہ او را چہ جواب
دہم. ناگاہ بدیدند کہ مردے تمام قد گندم گون و
چشمہا سرخ دستارے بزرگ بستہ و
آستینہا فراخ در مسجد در آمد و دوگانہ شروع
کرد. حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ با خود گفتند کہ مرد
بزرگ می نماید شاید کہ از شیخ الاسلام شیخ نظام الدین
خواہد بود باعتبار آنکہ حلیۂ خدمت شیخ رضی اللہ عنہ
از نیا ر خود ہمیں صفت شنیدہ بودند نظر در نماز
او کردند و گفتند چونکہ این بزرگوار در نہادن و برداشتن
دست و زانو خواہد کرد من سائل را ہمان جواب
خواہم گفت ان بزرگوار از نماز دوگانہ تمام کرد و
غائب شد حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ جواب مسئلہ

آپ کے والد ماجد شیخ بابو کی ملاقات کے لئے
(دولت آباد) جسکو دیوگیر کہتے تھے تشریف لے گئے
حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ کو بھی آپ کے والد ماجد
نے ساتھ لے لیا۔ شیخ بابو رحمۃ اللہ علیہ ایک مرد
بزرگ و صاحب نعمت تھے۔ گھر ایک سنار کے
دروازیکے قریب تھا جب سماع کی مجلس مین بیٹھتے
تھے تو انکو اپنی خبر نہ ہوتی تھی منہ سے جھاگ نکلنے لگتی
تھی جو کچھ منہ سے فرماتے وہی ہوتا تھا۔ حضرت مخدوم
رضی اللہ عنہ کے بارے مین بہت اچھے اور پاکیزہ
کلمات فرمائے۔ خداے پاک کے حکم سے ایسا ہی ظہور
مین آیا جب حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ آٹھ برس
کے ہوئے نماز وضو اور دوسرے دینی کاموں مین
اہتمام کرنے لگے چھوٹے چھوٹے بچے آپ کی خدمت
مین بہت جمع ہوتے تھے اور بہت ہی آداب تہذیب
سے آپکی خدمت مین حاضر رہتے بیٹھتے تھے اور جب اوٹھتے تو اسی
ادب و لحاظ کیساتھ اوٹھتے تھے اور حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ
کے وضو کے لئے پانی کا گھڑا بھر کر رکھتے تھے اور آپ بوضع
مشائخ اون سبکو اسیطرح تبرک عنایت فرماتے تھے اسکے بعد
آپنے پڑھنا شروع فرمایا پہلے آپکو اپنے ناناجان کی صحبت
نصیب ہوئی آپکے نانا حضرت شیخ الاسلام شیخ نظام الدین محمد
بدوانی رضی کے مرید تھے آپکے والد ماجد کو بھی حضرت نظام الدین
اولیا بدوانی سے ارادت تھی، اپنے والد ماجد سے
اور نانا سے حضرت نظام الدین بدوانی رضی اللہ عنہ

از دیگر گفتند و دو دیدہ بر نیا خود آمدند و گفتند
من پیر شما شیخ نظام الدین را امروز دیدم بایں
و چنیں صورت بیا حضرت مخدوم گفت بتحقیق دیدی
حضرت مخدوم ہمچنیں بودند ہمہ خلق در تعجب ماندند
و ایں واقعہ بعد نقل حضرت شیخ بود بعد ازاں
حضرت مخدوم را عذرہٗ ارادت شد فضائل حضرت
شیخ نصیر الدین بسیار شنیدہ بودند دل ایشاں
متعلق بشیخ بود اما ہمدرین اندیشہ بودند کہ برایشاں
چوں تواند رسید ایشاں در دہلی و ما در دولتاباد
در مقصد کردہ زمین درمیاں چوں پانزدہ سالہ
شدند ناگاہ والدہ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ را با برادر
خود ملک الامرا سید ابراہیم مستوفی بسببی
مقداری کہ کدورت شد ازانجا غصہ کردہ جانب
دہلی رواں شدند با حضرت مخدوم و برادر بزرگ
سید حسین عرف سید چندن رضی اللہ عنہما و والد
حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ دران ایام نقل کردہ
بودند بعد چند ماہ در دہلی رسیدند۔ روز جمعہ
در مسجد جامع سلطان قطب الدین درون سرایے
برای نماز جمعہ رفتند در صحن مسجد نشستہ بودند
ناگاہ حضرت شیخ الاسلام شیخ نصیر الدین رضی اللہ
عنہ در جامع مسجد درآمدند نظر حضرت مخدوم رضی اللہ
عنہ بر جمال ایشاں افتاد عاشق و مبتلا جمال ایشان
شدند و با خود گفتند اگر ہمیں مرد شیخ نصیر الدین

کے حالات و فضائل آپ سنا کرتے تھے اور آپ
کی توجہ بہت زیادہ حضرت نظام الدین اولیا رضی اللہ
عنہ کیطرف تھی بایں ہمہ طلب علم مین مشغولیت جاری
تھی جس زمانہ مین آپ استاد سے مصباح[1] و قدوری[2]
پڑھتے تھے ایک شخص آیا اور اس نے حضرت مخدوم
رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ جب نماز مین رکوع
کرکے سجدہ مین جاتے ہین تو پہلے ہاتھ زمین پر رکھے
ہین یا گھٹنا۔ آپ نے یہ مسئلہ ابھی تک قدوری
مین نہین پڑھا تھا، ارشاد فرمایا کہ تھوڑی دیر بعد میرے
پاس آنا تو مین اسکا جواب دونگا، جب وہ شخص چلا گیا
تو آپ مسجد کے گوشہ مین بیٹھ گئے اور یہ سوچنے لگے کہ
مین اسکو کیا جواب دوں دفعۃً آپ نے دیکھا کہ
ایک مرد پورے قد کا گندم گوں آنکھین سرخ بڑی
سی پگڑی باندھے جبلے کرتے کی آستینین چوڑی ہین
مسجد مین آیا اور اسنے نماز شروع کی حضرت مخدوم
رضی اللہ عنہ نے اپنے جی مین ارشاد فرمایا کہ مرد بزرگ
معلوم ہوتا ہے شاید کہ شیخ الاسلام حضرت نظام الدین
بداونی ہوں اور یہ خطرہ دل مین یوں گزرا تھا کہ حضرت
شیخ الاسلام کا حلیہ اپنے نانا جان سے ایسا ہی سنا
تھا۔ آپ نے اونکی نماز کو بغور دیکھا اور جی مین فرمانے
لگے کہ یہ بزرگ جسطرح ہاتھ اور گھٹنا اٹھائینگے اور
رکھینگے وہی مین شخص سائل کو جواب دیدونگا۔

[1] نحو مین ایک کتاب ۱۲ [2] فقہ مین ایک کتاب ہے ۱۲

باشد چہ خوب باشد بعضی حاضران را پرسیدند
کہ این بزرگوار کیست ایشان گفتند شیخ نصیر الدین
محمود اودھی بغایت خوش شدند و شکر خدا تعالیٰ
بجا آوردند کہ پیش دل ایشان قبول کردہ بود اکنون
چشم نیز قبول کرد برادر بزرگ را فراہم شدند کہ
ما و شما ہم برویم و بحضرت شیخ پیوند کنیم در
شانزدہم ماہ رجب المرجب روز استفتاح سنہ
ستہ و ثلثین سبعمایہ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ و برادر
بزرگ سید چندن بحضرت شیخ[1] الاسلام شیخ
نصیر الدین رضی اللہ عنہ ارادت آوردند و خدمت
سید چندن در کارہای دنیاوی مشغول گشتند
و حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ خدمت حضرت شیخ
الاسلام لازم گرفتند و بمجاہدہ و ریاضت[2] و ذکر و

[1] در شفقت بندگی شیخ الاسلام نصیر الدین در باب خویش می فرمود
اول خواستم زود زود بملاقات روم اما روش نداشتم۔ یکبار فرمود شما ہر بار
بگاہ می آئید و من دران وقت مایل می باشم البتہ میخواہم حکایتے با شما
گویم و من دران ایام یازدہ سالہ بودہ ام متحیر ماندم گفتم سبحان اللہ خواجہ
مطلوب دارد کہ با ما حکایتے کند زہے دولت ۱۲ (جوامع الکلم)

[2] فرمودند وضوے کہ براے بامداد می کنی تا برآمدن آفتاب باقی ماند
گفتم آرے صدقہ خواجہ می باشد فرمود نیکو باشد اگر ہم بران وضو یک
دوگانہ اشراق بگذاری گفتم صدقہ خواجہ بگذارم بعدہ فرمودند دوگانہ شکر
النہار و استخارہ ہم بگذار چند گاہے بران ملازمت کردم یک روز فرمود
دوگانہاے اشراق می گذاری گفتم می گذارم فرمود اگر چہار رکعت چاشت
ہم بران ضم کنی چاشت ہم بجا آوردہ شود گفتم کہ وقت دیگر گذارم ہمان
ساعت چہار رکعت از چاشت بگذار چاشت ہم ترا شود و ہمیشہ بر جب

اوس بزرگ نے نماز پوری کرلی اور غائب ہوگیا
حضرت مخدوم نے مسئلہ کا جواب اس بزرگ کی نماز
کو دیکھکر حاصل کرلیا اور دوڑے ہوئے اپنے نانا
جان کی خدمت مین تشریف لائے اور عرض کیا
کہ آج مین نے آپ کے پیر شیخ نظام الدین بدونی
کو دیکھا یہ صورت تھی، آپ کے نانا نے ارشاد
فرمایا ضرور تم نے دیکھا حضرت مخدوم کا حلیہ ایسا
ہی تھا۔ یہ واقعہ حضرت شیخ الاسلام نظام الدین
اولیا رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد کا ہے، اَب
حضرت مخدوم کے دل مین شوق ارادت موجزن
ہوا اور حضرت شیخ نظام الدین کے فضائل بہت
سُن ہی چکے تھے دلی تعلق شیخ مذکور الصدر سے
تھا ہی مگر دلمین یہ خیال پیدا ہوا کہ شیخ کی بارگاہ
عرفان تک پہونچون کیسے۔ آپ تو دہلی مین جلوہ فروز
ہین اور مین دولت آباد مین ہون، دونوں مین
سات سو کوس کا فاصلہ ہے۔ اسی اثنار مین آپ کا
سن شریف پندرہ برس کا ہوا، اتفاقاً والدہ ماجدہ
اپنے بھائی ملک الامرا سید ابراہیم مستوفی سے
اسقدر مکدر ہوئین کہ دولت آباد سے دہلی کیطرف
روانہ ہوگئین، آپ کے ہمرکاب حضرت مخدوم
رضی اللہ عنہ اور آپ کے برادر مکرم سید حسین عرف
چندن رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ کے والد ماجد کا ان
دنون وصال ہوچکا تھا۔ غرضکہ چند مہینے مین دہلی

مراقبہ و تلقین و فرمایش حضرت شیخ می بودند
بجا آوردند و نیز تعلیم علوم ظاہر میکردند چیزے
برائے سید شرف الدین کیتھلی و چیزے مولٰنا
تاج الدین بہادر و چون مولٰنا علاء الدین
اندری را برادر خالتی الیشان ملک حاجی برائے
ارادت بحضرت شیخ آوردند و شیخ او را مرید گرفت
فرمودند کہ ملک زادہ ترا با من مصاحبت ممکن نیست
و چیزی گفتن و شنیدن نتوانی و دوست ندہد
صحبت کسی ازین یاران اختیار کن خدمت مولانا
علاء الدین رضی اللہ عنہ در اندیشہ شدند بعدہ بار دیگر
حضرت شیخ فرمودند کسی را اختیار کردی مولٰنا
علاء الدین رضی اللہ گفتند آری آں سیدی کہ گیسو دراز
دارد الیشان نام حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ آں روز
نمی دانستند و گیسوہائے حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ
بغایت دراز بود تا زانو رسیدی و چوں در سماع در می
آمدند بر زمین رسیدی حضرت شیخ فرمودند سید محمد

پہنچ گئے۔ جمعہ کے دن مسجد جامع سلطان
قطب الدین میں جو سراے کے اندر واقع تھی آپ
نماز جمعہ کے لئے تشریف لے گئے۔ اور صحن مسجد میں
بیٹھے ہوئے تھے کہ ناگاہ شیخ الاسلام شیخ نصیر الدین
رضی اللہ عنہ مسجد میں تشریف لائے۔ حضرت مخدوم
رضی اللہ کی نظر مبارک آپ کے جمال پر پڑی اور عاشق
و مبتلائے جمال ہو گئے اور دل میں فرمانے لگے کہ اگر
یہی شخص شیخ نصیر الدین ہو تو کیا اچھا ہو۔ بعض
اشخاص موجودہ سے آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ
بزرگ کون صاحب ہیں۔ سب نے کہا کہ حضرت شیخ
نصیر الدین محمود اودھی ہیں۔ آپ بہت خوش ہوئے
اللہ تعالے کا آپ نے شکریہ ادا فرمایا کہ دل نے پہلے
ہی قبول کر لیا تھا اب آنکھوں نے بھی مان لیا۔
بڑے بھائی سے بھی آپ نے اصرار فرمایا کہ آیئے
ہم اور آپ چلیں اور حضرت شیخ کے مرید ہو جائیں
غرضکہ سولھویں رجب ۷۳۶ھ روز استفتاح حضرت
مخدوم اور آپ کے بڑے بھائی سید چندن رضی اللہ
عنہما دونوں نے شیخ الاسلام حضرت نصیر الدین
محمود اودھی رضی اللہ عنہ سے بیعت کی۔ سید چندن

بقیہ حاشیہ صفحہ (۱۱)
صائم بودم برسید پرجب صائم می باشی عرضداشتم آرے فرمود
شعبان ہم گفتم نہ روز فرمود اگر بست و یکروز ہم دیگر بداری آخر
ترا سہ ماہ مرتب شود گفتم صدقہ خواجہ بدارم ... بعد رمضان شش
عیدی داشتم ہمدراں ایام بہ پابوس رفتم۔ فرمود خواجگان ما روزہ
داودی نہ داشتہ اند صوم دوام داشتہ اند بعد ازین تو صوم دوام بدار ۱۲
(از اخبار الاخیار ناقلاً عن جوامع الکلم) اسطرح آہستہ آہستہ کہ بیزاری
اور تکلیف پیدا ہو حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی رح نے
حضرت بندہ نواز رح سے بہ شفقت کمال ریاضت کرائی۔ ۱۲

سلہ حضرت بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ کے حال پر شیخ الاسلام نصیر الدین
محمود رضی اللہ تعالے عنہ کو جو شفقت تھی اسکا حال آپ کے بڑے
صاحبزادہ جوامع الکلم میں آپ کی زبانی یوں بیان فرماتے ہیں۔
پہلے میں نے چاہا کہ جلد جلد قدمبوسی کے لئے حاضر ہوا کروں لیکن میرے
پاس نذرانہ نہ تھا۔ بزرگوں کے پاس کچھ نذرانہ لیکر حاضر ہونا بہتر ہے

گیسو دراز بیا ملک زادہ را در صحبت خود بدارد
ازان چیز ہا کہ من ترا تلقین کردہ ام این را نیز نصیبی
کن ازان وقت باز حضرت مخدوم و مولنا علاء الدین
رضی اللہ عنہما یکجا بودند و والدہ حضرت مخدوم رضی اللہ
عنہ مولانا علاء الدین را پسر خواندند و مولانا ماندگور پیش والدہ حضرت
مخدومؒ می آمدی و چون حضرت مخدومؒ را لذت مشغولی غالب شد و
در خانہ فراغ دست نمیداد مقام در حظیرہ شیر خاں جہاں پناہ
گرفتند آنجا حجرہ بود مدت دہ سال دراں حجرہ حضرت مخدوم
رضی اللہ عنہ مشغول می بودند و خدمت مولنا
علاء الدین نیز برابر می بودند و از انجا برای تسلیم
بحضرت قاضی عبد المقتدر می رفتند بفرمان
حضرت شیخ اغلب تعلیم می کردند و از انجا ہر روز
برای پابوس حضرت می رفتند ارشاد تربیت
می گرفتند و گاہ گاہے بحضرت شیخ عرضہ می
داشتند اگر فرمان شود علم ظاہر مقداری کردہ ام
ہمبرین اختصار کنم و کلی در علوم باطن مشغول شوم
حضرت شیخ می فرمودند خیر ہدایہ و بزدوی و رسالہ
شمسیہ و کشاف و مفتاح و صحایف این
ہمہ را مرتب کن مرا با تو کاریست۔ حضرت مخدوم
رضی اللہ عنہ ہمہ را مرتب کردند و بر بندگی شیخ
گذرانیدند شیخ بغایت خوش شدند بعد ازان
حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ بکلی در علوم باطن شروع
کردند مجاہدہ و ریاضت و طی پنجگان ودہ گان و

تو دنیا وی مشغلوں میں مشغول ہو گئے اور حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ نے حضرت شیخ الاسلام کی خدمت
گذاری اختیار کی اور مجاہدہ ریاضت ذکر دوم لتبہ
اور دیگر ارشادات حضرت شیخ کی بجا آوری میں
مصروف ہوئے، علم ظاہری کی تعلیم بھی جاری رہی
تھوڑی کتابیں سید شرف الدین کیتھلی سے تھوڑی
کتابیں مولانا تاج الدین بہادر سے پڑھتے رہے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲

۱۴ ایک مرتبہ حضرت بندگی مخدوم نے ارشاد فرمایا کہ تم جب میرے
پاس آتے ہو تو جو وقت آتے ہو میں اس وقت طول رہا کرتا ہوں
میرا جی چاہتا ہے کہ میں تم سے کچھ بات چیت کیا کروں اس زمانہ
میں میری پندرہ برس کی عمر تھی میں نے متعجبانہ اپنے دل میں کہا سبحان اللہ
حضرت خواجہ مجھ سے باتیں کرنی چاہتے ہیں۔ زہے دولت ۱۲
۱۵ جوامع الکلم میں حضرت بندہ نواز رضی اللہ عنہ کی زبانی درج
ہے کہ بندگی شیخ حضرت نصیر الدین محمود نے شروع شروع میں آپ
سے اسطرح ریاضتیں بتدریج لیں تاکہ طبع مبارک پر گرانی نہو،
آپ فرماتے ہیں حضرت شیخ نے دریافت فرمایا کہ صبح کی نماز کے لئے
جو وضو کرتے ہو وہ بعد طلوع آفتاب باقی رہتا ہے میں نے عرض کیا
صدقہ خواجہ میں باقی رہتا ہے فرمایا اچھا ہو جو اسی وضو سے
دوگانہ اشراق بھی پڑھ لیا کرو۔ میں نے عرض کی جی بہت خوب
پھر فرمایا کہ دوگانہ شکر النہار و استخارہ بھی پڑھ لیا کرو جب چند روز
اسکی ملازمت رہی تو حضرت نے ارشاد فرمایا دوگانہ اشراق پڑھتے
ہو۔ عرض کیا پڑھتا ہوں ارشاد فرمایا اگر چار رکعتیں اسمیں چاشت
کی ملا دیا کرو تو نماز چاشت بھی ہو جایا کریگی۔ یہ میں نہیں کہتا کہ
دوسرے کسی وقت پڑھو بلکہ بعد اشراق اسی وقت چاشت پڑھ
لیا کرو تو چاشت بھی ہو جایا کرے گی، میں ہمیشہ جب میں ... روزے
رکھا کرتا تھا۔ آپ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کیا تم جب میں

پانزدہ گان روزہ اختیار کردند وہم بہ کاشفات و
تجلیات فائز گشتند وواقعات خود پیش حضرت
شیخ می گذرانیدند حضرت شیخ رضی اللہ عنہ می
فرمودند کہ بعد ہفتاد سال کودکے مرا از سر
شورانیدہ است وواقعات سابق مرا یاد دہانیدہ
بندگی شیخ بسیار رحمت میکردند بجدیکہ بعد نقل
بزرگی از معتقدان بندگی شیخ برائے زیارت سیوم
او بیرون آمدند بعد زیارت فرمودند مقام مشغولی
سید محمد ابقاہ اللہ تعالیٰ کجاست تا اورا بہ بینم
ازانجا قصد کردند وخطیرۂ شیرخان بدیدن حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ آمدند وچیزے سیم برابر آوردند
وبزبان مبارک فرمودند این روئیش ماست برائے
سید محمد را ازان روز باز کار حضرت مخدوم رضی اللہ
عنہ عالی شد ومیان طائفہ ایشان شہرت گرفت
تا بجدیکہ صوفیان کامل بیک زبان می گفتند کہ
این مرد راہم در جوانی مقام پیران واصل مقتدیان
کامل حاصل شد وچون حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ
سی وچند سالہ شدند بیشتر در خلوتہا وصحراہا می ماندند
واز خلق بکلی انقطاع داشتند وسیر سلوک بکمال میکردند
وبمنتہاے مقامات برسیدند کہ بیشتر سیر را جائے
نماند واز صحبت عورات بکلی محترز بودند زنے وفرزندے
نداشتند ومجاہدہ بکمال میکردند ہمدرین سال
حضرت شیخ نصیر الدین را باسور بادی زدہ آوردہ شکم

جب مولانا علاؤ الدین السندی کو اُنکے خالہ زاد بھائی ملک
حاجی بیعت کیلئے حضرت شیخ الاسلام کے پاس لائے
اور حضرت شیخ الاسلام نے مرید فرمالیا تو ارشاد فرمایا
کہ ملک زادہ آپ کی صحبت میرے ساتھ ممکن نہیں
ہے، آپ سے کچھ کہنے اور حالات سننے کا وقت
نہین رہا ہے اور یہ بات اب حاصل ہو نہین سکتی
پس ہمارے احباب طریقت (مریدین) مین سے کسی
کی صحبت پسند کرلو۔ مولانا علاؤ الدین سوچ مین
پڑگئے پھر دوسری مرتبہ شیخ الاسلام نے ارشاد فرمایا
کسیکو پسند کیا۔ مولنٰنا علاء الدین نے عرض کیا کہ
جی ہان۔ اس سید کو پسند کیا ہے جو لمبے لمبے بال
رکھے ہوے ہے اسدن تک مولانا علاؤ الدین
کو حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ کا نام معلوم نہ تھا۔
حضرت مخدوم کے بال بہت بڑے تھے، زانو تک
پہنچتے تھے، جب آپ سماع مین ہوتے تو بال زمین
تک پہنچتے تھے، حضرت شیخ الاسلام نے فرمایا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳

روزے رکھا کرتے ہو مین نے عرض کیا جی ہان۔ ارشاد فرمایا
شعبان مین بھی۔ مین نے گذارش کی شعبان مین ۹ روز
آپ نے ارشاد فرمایا اگر ایکیس دن اور رکھ لیا کرو تو تمہارے پورے تین
مہینے کے روزے ہو جایا کرین گے۔ مین رمضان کے بعد شش
عید کے چھ روزے بھی رکھا کرتا تھا انھین ایام مین ایکدن قدمبوسی
کے لئے حاضر ہوا۔ ارشاد فرمایا ہمارے خواجگان صوم داؤدی
نہین رکھا کرتے تھے بلکہ صوم دوام رکھا کرتے تھے، تم بھی صوم
دوام رکھا کرو ۱۲

بغایت قبض شد مولانا زین الدین آمدند بحضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ گفتند کہ بندگی شیخ فرمودہ اند شما
و مولانا علاؤالدین در خطیرۂ شیخ قطب الدین رضی اللہ
عنہ بروید و زیارت گنبد و قصۂ حال بگذرانید
حضرت مخدوم و مولانا علاؤالدین رضی اللہ عنہما
رفتند و زیارت حضرت شیخ الاسلام شیخ
قطب الدین رضی اللہ عنہ کردند و بازگشتند چون
خدمت حضرت مخدوم و مولانا علاؤ الدین برابر بودند
حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ نتوانستند کہ توجہ بخواجہ
قطب الدین کنند و متعلق شدند کہ اگر بندگی خواجہ
پرسند چہ دیدی چہ گویم مولانا علاؤالدین را باز
گردانیدند و خود در خانہ رفتند درون حجرہ آمدند
و مشغول شدند در واقعہ دیدند چہ پیر سیت کہنہ
و خواجہ خضر علیہ السلام بالاے آن چپر استادہ
است و بحضرت مخدوم اشارت میکنند کہ بندگی
شیخ را سلام من برسان حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ
در خانقاہ آمدند بندگی شیخ نصیر الدین پرسیدند
چہ دیدی عرضہ داشتند صحت بندگی خواجہ دیدم
کہ خواجہ خضر علیہ السلام مرا اشارت می کنند کہ
سلام من بندگی شیخ نصیر الدین را برسان بندگی
خواجہ نصیر الدین خوش شدند بعد ز انی حق تعالےٰ
کرم کرد بندگی خواجہ رابسط شد بعد ازان یکسال
شد کہ دیگر در حیات بودند زیرا چہ استادہ شدن

سید محمد گیسو دراز آؤ ملک زادہ کو اپنی صحبت مین
رکھو، جو کچھ مین نے تمکو تلقین کیا ہے اوس مین سے
انکو بھی حصتہ دو اسوقت سے حضرت مخدوم و مولانا
علاءالدین یکجا رہنے لگے، آپ کی والدہ ماجدہ مولانا
علاءالدین کو اپنا بیٹا فرماتی تھین - مولانا علاءالدین
آپ کی والدہ ماجدہ کے سامنے آیا کرتے تھے. جب
حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ پر مشغولیت کی لذت
زیادہ ہوئی اور گھر مین تنہائی و فراغت حاصل نہین
ہوتی تھی تو آپ نے خطیرہ شیر خان جہان پناہ مین
ایک جگہ اپنے لئے مقرر کرلی - وہان ایک حجرہ تھا -
دس برس تک وہان حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ
مشغول رہے مولانا علاءالدین بھی وہان حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ کے ساتھ برابر رہتے تھے -

حضرت وہین سے مولانا قاضی عبدالمقتدر کی
خدمت مین جایا کرتے تھے غالباً حضرت شیخ
الاسلام کے حکم سے تعلیم حاصل کرتے تھے، پھر
وہاں سے ہر روز پابوسی کے لئے حاضر ہوا کرتے
اور ارشاد و تربیت کی تعلیم حاصل کیا کرتے تھے کبھی
کبھی عرض کرتے کہ اگر حکم ہو تو علم ظاہر کی تعلیم حاصل کرنا
اب چھوڑ دون اتنی مقدار حاصل ہو چکی کہ کافی ہے
اور ہمہ تن علم باطن کی تعلیم حاصل کرنے مین مشغول
ہوجاؤں حضرت شیخ الاسلام ارشاد فرماتے تھے
کہ ہدایہ - بزدوی - رسالہ شمسیہ کشاف مفتاح

خواجہ خضر بر جبیر کہنہ اشارت براین بود کہ عمر شیخ بآخر
رسیدہ است وسلام گفتن اشارت برین بود کہ درین
زحمت صحت وسلامتی حضرت شیخ است وچون ایشانرا
سی ہفتم سال درآمد دران سال در دہلی وبا بود
حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ راخلہ شد وخون می
سرفیدند ونیز حکاک آغاز شد میان ہمہ یاران و
اصحاب خانقاہ وارباب درس شور شد کہ سید
محمد سلمہ اللہ تعالےٰ در معرض ہلاکت افتادہ اند۔ بندگی
شیخ نصیر الدین رضی اللہ عنہ مولانا صدر الدین طبیب
ومولانا علاؤ الدین را بدیدن حضرت مخدوم رضی اللہ
عنہ فرستاد مولانا صدر الدین نبض گرفت دید کہ
اضطراب دارند ومخدوم از حالتی بحالتی دیگر گشتہ اند
ہمانجا ماندند تا آنکہ افطار ہمانجا کردند۔ بندگی شیخ
روغن خشت فرستادند آنرا در موضع خلہ بمالیدند
تخفیف شد چون مولانا صدر الدین را بندگی شیخ
پرسیدند سید محمد طال عمرہ چگونہ است مولٰنا گفت
نیکوست روغن خشت نیک فائدہ شد بندگی شیخ
فرمودند۔ زین الدین روغن خشت قدرے دیگر
بفرست وبگو سید محمد راکہ این روغن کشیدن
جز بادشاہ دیگری نمی داند او می کشد وبرائے
من می فرستد مولٰنا صدر الدین گفت بندہ
زادگان نیز کشیدن می دانند۔ بندگی شیخ
فرمودند آنکہ چرا نمی کشی بمنید ہی مولانا صدر الدین

ان کتابوں کو ٹھکانے سے پڑھ لو تم سے ایک کام لینا
ہے، حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ نے ان کتابون کو
بالترتیب پڑھکر حضرت شیخ الاسلام کی خدمت مین
گذارش کی۔ شیخ الاسلام بیحد خوش ہوئے اسکے
بعد حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ نے بالکل یکسو ہوکر
علم باطن کی تعلیم حاصل کرنی شروع کی۔ مجاہدہ ریاضت
طے کر روزے پنجگانہ دہ گانہ پانزدہ گانہ اختیار فرمائے
اور مکاشفات وتجلیات پر فائز المرام ہوگئے اور
اپنے واقعات و واردات حضرت شیخ الاسلام
کی خدمت مین پیش فرمایا کرتے تھے حضرت شیخ الاسلام
ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ ۷۰ برس کے بعد ایک
لڑکے نے پھر مجھ مین شوریدگی پیدا کردی اور پہلے
زمانہ کے واقعات مجھے یاد دلا دیئے ہین۔ حضرت
شیخ الاسلام بڑی مہربانی آپ پر فرمایا کرتے تھے
حتیٰ کہ شیخ الاسلام کے معتقدوں مین سے ایک
بزرگ کی وفات پر جب حضرت شیخ انکی زیارت
سیوم کے لئے گھر سے باہر تشریف لے گئے تو زیارت
سیوم کے بعد فرمایا کہ سید محمد ابقاہ اللہ تعالےٰ کہاں
مشغول رہا کرتے ہین آؤ انھین چلکر دیکھیں۔ چنانچہ
وہان سے قصد فرمایا اور حظیرہ شیر خان مین حضرت
مخدوم کے دیکھنے کے لئے تشریف لائے، نیز
تھوڑے سے روپئے ساتھ لائے تھے اور اپنی زبان
مبارک سے ارشاد فرمایا کہ یہ میری نذر ہے۔

عرضہ داشت برای آن می کشم تا ایشان می برند بندگی شیخ فرمودند۔ علاء الدین سید محمد را بگوئی این چنین یارداری ہر روز یک نفر از بندگی شیخ برای پرسیدن حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ آمدی تا آنکہ بکرم اللہ تعالے صحت شد برای پابوس بندگی شیخ رفتند آن روز سیوم بود از نقل ملک ابراہیم رئیس مولانا زین الدین و ملازمان خانقاہ ہم در خانہ رفتہ بودند۔ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ وقت اشراق روز چہار شنبہ سنہ سبع وخمسین سبعمائۃ بجہت پابوس بندگی شیخ رضی اللہ عنہ در خانقاہ رفتند خواجہ بشیر حاضر بودند بندگی شیخ را خبر کردند شیخ بغایت خوش شدند و در حال طلب کردند چون نظر بندگی خواجہ بر حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ افتاد بآواز بلند فرمودند الحمد للہ حضرت مخدوم سر بر زمین نہادند و نزدیک رفتند بندگی شیخ فرمودند سید ترا چہ زحمت بود حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ عرضہ داشتند زحمت حلق بود و خون می سرفیدم[1] و حلک بود تعجب کردند گفتند زحمتی سخت بود خدا یتعالی کرم کرد کہ ترا صحت شد حضرت مخدوم چیزے در واقعہ دیدہ بودند خواستند از او عرضہ دارند بایستادند بندگی شیخ رضی اللہ عنہ فرمود آفتاب برآمدہ است مرا اشراق باید گزاردن تو نیز برو و بگذار بعد از ان بیا و بگوی۔

سید محمد کے لئے لایا ہون۔ اس دن سے حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ کا نام بہت بلند ہوا اور طائفہ مشائخ مین یہانتک شہرت ہوئی کہ باکمال حضرات صوفیہ یکزبان ہوکر فرمایا کرتے تھے کہ اس شخص کو جوانی مین مقام پیران واصل و مقتدایان کامل کا درجہ حاصل ہے جب حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ کی عمر کچھ اوپر تیس سال کی ہوئی تو آپ صحرا و خلوت مین زیادہ وقت گذارنے لگے اور مخلوق خدا سے بالکل ہی منقطع ہوگئے اور سلوک کی سیر تمام و کمال فرمانے لگے اور انتہائی مقامات پر پہنچ گئے کہ اوس سے زیادہ سیر کی جگہ نہین ہے۔ عورت کی صحبت سے بکلی آپ کو پرہیز تھا اسوقت حرم و فرزند نہ تھے۔ بہت مجاہدہ فرماتے تھے

اسی سال حضرت شیخ الاسلام نصیر الدین محمود اودھی رضی اللہ عنہ کو باسور بادی کا دورہ ہوا۔ قبض بے انتہا ہوگیا مولانا زین الدین نے آکر یہ قصہ بیان کیا حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ حضرت شیخ الاسلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ آپ اور مولٰنا علاء الدین خطیرۂ شیخ قطب الدین رضی اللہ عنہ مین تشریف لیجائین اور زیارت کرین اور میری حالت کا قصہ عرض کرین۔ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ اور مولٰنا علاء الدین گئے۔ زیارت کی اور واپس چلے آئے

[1] کھانسی کے ساتھ تھوکنا۔

حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ برون آمدند شیخ باشراق
مشغول گشتند ہمدرین میان قاضی عبد المقتدر
و شیخ محمود درویش قدس سرہما و اصحاب دیگر
بجہت پابوس رسیدند خواجہ بشیر رفت خبر کرد
بندگی شیخ فرمودند یاران را بطلب و سید محمد را
بگوی ہمانجای باشد چون یاران برفتند یک
ترجمہ را باز گردانیدند خدمت قاضی عبد المقتدر و شیخ
محمود نشستہ ماندند بندگی شیخ با ایشان فرمودند سید
محمد خون می سرفید و خلہ داشت خدا کرم کرد سید محمد
طال عمرہ نیکو شد باز ساعتی ماندند ہمین فرمودند
بعد ازان گفتند شما بروید اورا بر من بفرستید
ایشان بیرون آمدند خدمت قاضی عبد المقتدر
گفتند سید شما را درون می طلبند و ما را بیرون کردند
شما بروید حضرت مخدوم رضہ بالای بام رفتند و عرضہ داشتند
درین زحمت دیدہ ام کہ جامہ در من پوشانیدند و گفتند بپوش
کہ جامہ ولایت است پس گفتند بکش کشیدم جامہ دیگر آوردند
و گفتند بپوش کہ جامہ نبوت است باز گفتند بکش کشیدم
جامہ دیگر آوردند و گفتند بپوش کہ این جامہ رسالت است
باز گفتند بکش کشیدم پس جامہ دیگر آوردند و گفتند بپوش
کہ این جامہ اتحاد است باز گفتند بکش کشیدم
پس جامہ دیگر آوردند گفتند بپوش کہ این
جامہ ہاے ربوبیت و الوہیت و ہوئیت است
ہر یکے را پوشیدم حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ

تھے حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ اور مولانا علاء الدین
ساتھ ہی ساتھ تھے حضرت مخدوم کو اتنا موقع نہ ملا کہ
آپ حضرت شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین رضی اللہ
عنہ کیطرف توجہ فرماتے اور آپ سے عالم برزخ مین
ملتے۔ آپ نے خیال کیا کہ اگر حضرت شیخ الاسلام مولانا
حضرت نصیر الدین محمود بندگی رضی اللہ عنہ پوچھینگے
کہ تم نے کیا دیکھا تو بھلا مین کیا کہونگا پس آپنے
مولانا علاء الدین کو واپس لوٹا دیا اور آپ خود گھر
مین چلے گئے۔ حجرہ کے اندر گئے اور مشغول توجہ
ہوگئے اور یہ عالم[1] واقعہ مین دیکھا کہ ایک پرانا چھپر
ہے اوسپر خضر علیہ السلام کھڑے ہین حضرت مخدوم
رضی اللہ عنہ سے اشارہ مین کہہ رہے ہین کہ بندگی
شیخ الاسلام کو میرا سلام پہونچاؤ اب اس کے بعد
حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ خانقاہ شریف مین تشریف
لائے۔ حضرت بندگی شیخ نصیر الدین نے ارشاد
فرمایا کہ تم نے کیا دیکھا آپ نے عرض کیا کہ حضوری
حضرت بندگی خواجہ۔ مین نے خضر علیہ السلام کو دیکھا
کہ مجھے اشارہ کر رہے ہین کہ بندگی شیخ الاسلام نصیر الدین محمود
کو میرا سلام پہنچاؤ حضرت خواجہ شیخ الاسلام خوش ہوئے تھوڑے
زمانہ کے بعد اللہ تعالیٰ کے کرم سے حضرت خواجہ شیخ الاسلام
کی طبیعت اچھی ہوگئی اس کے بعد ایک سال کا زمانہ
گذر گیا حضرت شیخ الاسلام حالت حیات مین رہے

[1] عالم واقعہ خواب بیداری کے درمیانی حالت کا نام ہے۔

فرمودند درین میان میدیدم کہ روے مبارک
بندگی شیخ از شادی می درخشید و ہر بار میگفتند
کہ ہاں دیگر ہاں دیگر پس عرضہ داشتم کہ ہمہ اشیا
مختلف را با صور متفاوت بیک حقیقت باز گشتہ
دیدم بندگی شیخ بغایت خوش شدند و دست
مبارک بر روی خود فرود آوردند و گفتند الحمدللہ
رب العالمین وچند لفظ برین نمط فرمودند کہ بندگی
شیخ را عمر آخر شدہ می نماید پس آں کلیمے
از پیش خود ستدند و بر ہر دو دست حضرت مخدوم
رضی اللہ عنہ دادند و دست حضرت مخدوم را محکم
گرفتند و فرمودند کسی کہ دنبال کسی مشقت می بیند
براے چیزی می بیند بعدہ فرمودند سید محمد
این کار از من قبول کن یعنی دست بہ بیعت بدہ
حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ سر فرود نمودہ ساکت
شدند باز فرمودند قبول کردی حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ گفتند قبول کردم باز فرمودند
قبول کردی حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ عرضہ داشتند
قبول کردم بعدہ دو وصیت کردند یکی آنکہ اوراد
ظاہر خود را ترک ندہی و دوم آنکہ متعلقان
ما را رعایت کنی پس آں مولسنا زین الدین
آمدند بندگی شیخ فرمودند زین الدین برو فرمائش
حلوا براے کندوری بشت کن چون مولسنا
زین الدین رفتند بنالچہ بجانب حضرت سید مخدوم

اس لئے کہ خضر علیہ السلام کا پرانے چھپر پر کھڑا ہونا
اس امر کیطرف اشارہ کر رہا تھا کہ حضرت شیخ الاسلام
کی عمر شریف آخر سن کو پہونچ گئی ہے اور سلام کہنا
یہ بتا رہا تھا کہ اس بیماری سے شیخ الاسلام کی صحت
ہو جائیگی جب حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ کی عمر شریف
۳۰ برس کو پہنچی تو اس سال دہلی مین وبا پھیلی۔
حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ کو خناق کی بیماری ہوگئی۔
خون تھوکنے لگے کھانسی ہونے لگی اور ساتھ اسکے
ہچکی بھی شروع ہوگئی۔ یاران طریقت واصحاب
خانقاہ وشرکار درس مین شور برپا ہوگیا کہ سید
محمد سلمہ اللہ تعالے زیادہ خطرناک طور پر بیمار ہین
بندگی شیخ نصیر الدین رضی اللہ عنہ نے مولسنا
صدر الدین طبیب مولانا علاء الدین کو حضرت
مخدوم کے دیکھنے کے لئے بھیجا مولانا صدر الدین نے
نبض پکڑی دیکھا کہ آپ اضطراب مین ہین ایک
حالت سے دوسری حالت مین پہونچ گئے ہین
وہین ٹھہر گئے افطار بھی وہین کیا حضرت بندگی
شیخ الاسلام نے روغن خشت بھیجا اوسکو خناق کیجگہ
پر ملا گیا اوس سے تخفیف مرض ہوگئی مولسنا
صدر الدین سے جب حضرت بندگی شیخ نے
استفسار فرمایا کہ سید محمد طال عمرہ کیسے ہین تو مولانا
نے عرض کیا اچھے ہین۔ روغن خشت سے بہت
فائدہ ہوا حضرت بندگی شیخ نے ارشاد فرمایا

رضی اللہ عنہ پرتاب کردند و فرمودند سید علاؤ الدین این
نہالچہ بکش و بستان و در آستین بکن و باز گشت
شب یازدہم شب سہ شنبہ ماہ رمضان بندگی
شیخ را زحمت آغاز شد در ایام زحمت بعضی یاران
بر بندگی شیخ رضی اللہ عنہ گذرانیدند و ہر بزرگے
بوقت مراجعت خود چند تن را بجائے نصب
کردہ است و از جہت خود یکے را ممتاز گردانیدہ
بعضی از مسترشدان شیخ با علی مقامات رسیدہ اند
و صاحب کشوفات و تجلیات گشتہ اگر بعضی را
مجاز گردانند و یکے را ممتاز موافقت طریقہ
خواجگان را چندین از راہ دور نشود بندگی شیخ
فرمودند اسامی ایشان بنویسید و بیارید تذکرہ
کردند مولٰنا زین الدین آن تذکرہ را پیش
بردند و در ان تذکرہ نام حضرت مخدوم رضی اللہ
نبود چون بندگی شیخ از ان تمام بدیدند فرمودند کہ چہ
سنگے و کلوخے بستہ آوردید ایشان را بگوئید
غم ایمان خود بخورید و آں تذکرہ را پرتاب کردند باز
مولٰنا زین الدین مختصر کردہ آوردند نام چندین دور
کردہ و بر بندگی شیخ بردند فرمودند بخوانید بخواندند بندگی شیخ
رضی اللہ عنہ فرمودند نام سید محمد نہ نبشتید
ایشاں ترساں و لرزاں گشتند فی الحال نام
حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ نبشتند و بخواندند
بندگی شیخ باستماع نام حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ

زین الدین تھوڑا سا روغن خشت اور بھیجدو اور سید
محمد سے کہدو کہ اس تیل کو سوائے بادشاہ کے دوسرا
کھینچا نہین جاتا ہے۔ وہی اسکی کشید کرتا ہے
میرے لیئے بھی بھیج دیتا ہے۔ مولانا صدر الدین
نے عرض کیا۔ بندہ زادگان بھی اسکا کھینچنا جانتے
ہین۔ حضرت بندگی شیخ نے فرمایا پھر کیوں نہین
کھینچتے ہو اور دیتے ہو۔ عرض کیا اس لیئے نہین کھینچتا
ہون کہ یہ لوگ لیجاتے ہین حضرت بندگی شیخ نے
ارشاد فرمایا علاؤ الدین سید محمد سے کہنا کہ دیکھو ایسے
تمہارے دوست ہین غرضکہ ہر دن ایک آدمی
بندگی شیخ کا حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ کی حالت
پوچھنے کے لئے آیا کرتا تھا حتی کہ حضرت مخدوم کو
اللہ تعالے کے کرم سے صحت کلی ہوگئی اور حضرت
بندگی شیخ کی قدمبوسی کے لئے تشریف لے گئے۔
وہ روز ملک ابراہیم رئیس کے انتقال کا تیسرا دن تھا
مولانا زین الدین خانقاہ کے ملازمین بھی چلے گئے
تھے۔ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ اشراق کے وقت
چہارشنبہ کے دن ۸۵۷ھ ہجری کو قدمبوسی
بندگی شیخ رضی اللہ عنہ کیغرض سے خانقاہ مین گئے
خواجہ بشیر موجود تھے حضرت بندگی شیخ سے اطلاع
کی۔ حضرت بندگی شیخ بہت خوش ہوئے اسیوقت
بلوالیا جیسے ہی حضرت بندگی شیخ کی نظر با اثر حضرت
مخدوم پر پڑی باآواز بلند ارشاد فرمایا۔ الحمد للہ

تذکرہ ستند و بقلم مبارک خود سواد کردند در شب
جمعہ ہژدہم ماہ رمضان سنہ سبع و خمسین
سبعمایہ بندگی شیخ حضرت شیخ نصیر الدین
رضی اللہ عنہ از دار فنا بدار بقا رحلت کردند و
بدار بقا مسکن ساختند عمر بندگی شیخ ہشتاد و
دو سالہ بود و آں نعمتی کہ بندگی شیخ داشتند بچہار
کس رسید یکی از انہا حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ
بودند و چوں سہ نفر دیگر نقل کردند آں نعمت ہمہ
بحضرت مخدوم رضی اللہ عنہ بازگشت و بعد زیارت
سیوم بندگی شیخ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ بر سجادۂ
ولایت جلوس فرمودند و دست بہ بیعت
دادند و طالبان حق را تلقین و ارشاد کردند چنانکہ
بندگی شیخ نصیر الدین رضی اللہ عنہ کردے چوں سن
ایشاں بالائے چہل شد خدمت بی بی رانی والدہ
حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ از جہت کار خیر مزاحم
شدند بضرورت کار خیر کردند دختر سید احمد پسر مولانا
جمال الدین مغربی رضی اللہ عنہم را کہ تا این مدت
صحبت عورت نداشتند و در ایام کہ شیوخت بیشتر
علما و صلحا و ملوک و خواتین و اصناف خلق بر ایشان
پیوستند چوں عمر ایشان ہشتاد سال رسید در ہفتم ماہ ربیع الآخر
سنہ احد ثمانمایہ بسبب حادثۂ مغل با حیلخانہ از دہلی از دروازہ
بھیلسہ بیروں آمدند کاتب این سیر محمدی نیز
برابر بود چوں در بہادر رسیدند ملک محمد علی افغان و

حضرت مخدوم نے سر کو زمین پر رکھدیا اور قریب چلے گئے
حضرت بندگی شیخ نے ارشاد فرمایا سید تمکو کیا بیماری تھی؟
حضرت مخدوم نے عرض کیا خلہ مین مبتلا تھا خون تھوکتا تھا
ہچکی آتی تھی فرمایا بڑی سخت بیماری تھی اللہ تعالے نے
کرم فرمایا تمکو صحت ہوگئی۔ حضرت مخدوم نے جو کچھ عالم واقعہ
مین ملاحظہ فرمایا تھا اسکو گذارش کرنے کیغرض سے کھڑے
ہوگئے تاکہ عرض کرین حضرت بندگی شیخ نے ارشاد فرمایا
آفتاب نکل آیا ہمکو اشراق پڑھنی ہے تم بھی جاؤ اشراق پڑھ
لو اسکے بعد آنا اور کہنا حضرت مخدوم باہر چلے آئے حضرت بندگی
شیخ اشراق کی نماز مین مشغول ہوگئے اسی اثنا مین قاضی عبد المقتدر شیخ محمود درویش
قدس سرہما اور دوسرے حضرات قدمبوسی کے لئے
حاضر ہوگئے۔ خواجہ بشیر نے جاکر اطلاع عرض کی۔
ارشاد فرمایا اُن حضرات کو آنے دو اور سید محمد سے
کہدو کہ جہان ہین وہین بیٹھے رہین۔ یہ حضرات حاضر
ہوئے آپ نے سب کو جلد رخصت فرمایا۔ قاضی
عبد المقتدر و شیخ محمود درویش حاضر خدمت بیٹھے
رہے۔ حضرت بندگی شیخ نے ان سب حضرات سے
ارشاد فرمایا کہ سید محمد خون تھوکتے تھے خلہ کی بیماری
تھی اللہ تعالے نے کرم فرمایا کہ سید محمد طال عمرہ کو
صحت ہوئی۔ تھوڑی دیر تک یہ حضرات حاضر رہے
پھر ارشاد فرمایا کہ آپلوگ تشریف لیجائین اور سید
محمد کو میرے پاس بھیجدین۔ یہ حضرات باہر تشریف
لائے اور قاضی عبد المقتدر نے فرمایا کہ سید تمکو

مولٰنا بہاؤ الدین ہر دو مریدان حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ بودند استقبال کردند درون قصبہ خانہا خالی کردند فرود آوردند حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ مولانا بہاؤ الدین را از جہت خود وکیل کردند تا کسیکہ بخواہد بر حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ مرید شود او از جہت مخدوم کلاہ بدہد از انجا بتاریخ ہزدہم ماہ ربیع الآخر سنہ المذکور فرمان بجانب مولانا علاء الدین گوالیری کہ مرید صادق و مشغول و تارک دنیا و عالم باعمل بودند و موازنہ دہ سال پیش از حادثہ مغل در دہلی بخدمت حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ پیوستہ بودند و ارشاد و تلقین یافتہ در گوالیر فرستادند برین مضمون فرزند دین مولٰنا علاؤ الدین گوالیری دعا از محمد حسینی الحسینی مطالعہ کند اتفاق تقدیر چنین افتاد ما کہ از شہر بحادثہ بیرون شدیم کہ از تحریر و تقریر مستغنی است از دست مشاہدہ توان دانست مقصد ما طرف گوالیر است آن فرزند چنان کند کہ فرید خان را برابر خود کردہ باستقبال تا سرحد فلان زمین فلان مقام بیاید و شرف افلح را نیز بگوید چنانچہ او را دست دہد اقدام نماید سبحان اللہ العظیم عجب روزگارے کہ من بر مردمان منت کنم کہ من بر شما می آیم معاونت کنید بفعل اللہ ما یشاء ظہر انقلب البطن باز اہتمام کردہ میشود جاے در نگی و تامل نیست علیك بالعجل

اندر طلب فرماتے ہین ۔ ہملوگوں کو باہر جانے کا حکم فرمادیا ہے ۔ تم جاؤ ۔ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ کو ٹھے پر حاضر ہوئے اور اپنی کیفیت عرض کرنے لگے کہ مین نے اس بیماری مین یہ دیکھا کہ لوگوں نے مجھکو ایک جامہ پہنایا اور کہا کہ اسے پہنو یہ جامۂ ولایت ہے پھر کہا کہ اُتار ڈالو مین نے اُتار ڈالا پھر وہ دوسرا لباس لائے اور کہنے لگے کہ یہ جامۂ نبوت ہے پھر کہا کہ اُتار ڈالو مین نے اُتار ڈالا ۔ اس کے بعد پھر تیسرا جامہ لائے اور اسکو بھی یہی کہا کہ پہنو یہ جامۂ رسالت ہے اس کے بعد کہا کہ اُتار ڈالو مین نے اُتار ڈالا پھر چوتھا کپڑا لائے اور کہنے لگے کہ اسکو پہنو یہ جامۂ اتحاد ہے اور پھر کہا کہ اُتار ڈالو مین نے اُتار ڈالا پھر دوسرے کپڑے لائے اور کہنے لگے انکو پہنو یہ کپڑے جامۂ ربوبیت الوہیت ہوئیت کے ہین مین نے ہر ایک کو پہن لیا ۔ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ اس درمیان مین مین یہ دیکھتا جاتا تھا کہ حضرت بندگی شیخ کا چہرۂ انور خوشی کے مارے چمکتا جاتا تھا اور فرماتے جاتے تھے کہ ہان ۔ پھر ہان ۔ پھر ۔ مین نے عرض کیا پھر تمام اشیا مختلف کو جو صورۃً متفاوت ہین سب کو ایک حقیقت پر لوٹی ہوئی مین نے دیکھا ۔ حضرت بندگی شیخ بیحد خوش ہوئے ۔ دست مبارک اپنے چہرۂ شریف پر پھیرا رکھا اور ارشاد فرمانے لگے ۔ الحمد للہ رب العالمین

والعجل ۵

دریاب گر تو عاقلی بشتاب اگر صاحب دلی
باشد کہ نتوان یافتن دیگر چنین ایام را
انتہی کلامہ رضی اللہ عنہ و بستم ماہ ربیع الآخر از بہادر
جانب گوالیر روان شدند چون گوالیر موازنہ بیست
کروہ ماند در بیابانی رسیدند آنجا ہنود بسیار جمع
شدند نزدیک بود کہ دست بغارت برند مسلمانان
صحبت دست و پا گم کردند در تسبیح و تہلیل و تکبیر
و تحمید شدند ناگاہ فوجے از طرف گوالیر ہنود ارشد
خلق صحبت سخت تر متعلق شدند گمان بردند کہ
ایشان بمعاونت ہنود آمدند بمجرد یکہ نظر فوج آیندہ
بر حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ افتاد ہر ہمہ از اسپان
فرود آمدند و بر سمت حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ سر بر
زمین نہادند حضرت مخدوم و مخدوم زادگان رضی اللہ
عنہم و ہمہ یاران کہ برابر بودند سید ابو المعالی و
مولانا محمد و دیگر مولانا محمد معلم و مولانا
شیخو و سید تاج الدین و مولانا محمد سبز تراش
وغیرہم شناختند کہ مولانا علاء الدین مرجان گوالیری
باستقبال آمدہ است ہمہ خوش شدند و ہنود
مقہور و مردود گشتند بست و دوم ماہ مذکور در گوالیر
آمدند خدمت مولانا علاء الدین خانۂ خود خالی کردہ
بودند۔ آنجا نزول کردند خدمت مولانا علاء الدین
کند و روی جمعیت کردند روز دیگر تذکرہ بردند دران

اور اسی قسم کے چند لفظ اور ارشاد فرمائے۔ کہ بندگی
شیخ کی عمر اب آخر ہوتی ہوئی دکھائی دیتی ہے اسکے
بعد اپنا کمبل اپنے سامنے سے دونوں ہاتھوں سے
اٹھا کر حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ کو عنایت فرمایا
اور حضرت مخدوم کے ہاتھ مضبوط پکڑ کر ارشاد فرمایا
کہ اگر کوئی کسیکے پیچھے محنت و شفقت کرتا ہے تو کسی
چیز کے واسطے کرتا ہے۔ اسکے بعد آپ نے ارشاد
فرمایا کہ سید محمد اس کام کو میری طرف سے قبول کرو یعنی
لوگوں سے بیعت لیا کرو حضرت مخدوم نے سر نیچا کر لیا اور خاموش
رہے آپنے ارشاد فرمایا کہ تمنے قبول کر لیا؟ حضرت مخدوم رض
نے عرض کیا مین نے قبول کیا پھر ارشاد فرمایا قبول کیا؟ حضرت
مخدوم رض نے عرض کیا قبول کیا اسکے بعد آپنے دو وصیتین
ارشاد فرمائین۔ ایک تو یہ کہ اپنے ظاہری اوراد
ترک نہ کرنا دوسرے یہ کہ میرے متعلقین کیساتھ
رعایت و مراعات کرنا اسکے بعد ہی مولانا
زین الدین آگئے آپ نے انسے ارشاد فرمایا کہ
زین الدین جاؤ حلوے کی فرمایش کندوری کے
لئے کرو۔ جب مولانا زین الدین چلے گئے تو آپ نے
اپنا نہالچہ کھینچا اور حضرت مخدوم کیطرف پھینکدیا
اور ارشاد فرمایا کہ سید اس نہالچہ کے غلاف کو
کھینچو اور لیلو اور آستین مین رکھلو اور چلے جاؤ
پندرہوین شب سہ شنبہ رمضان کو حضرت
بندگی شیخ کو بیماری شروع ہوئی۔ اسی علالت

نام خود و نام فرزندان و اہل بیت نبشتہ مراد ایشان
بفروشید خرج کنید و دیگر جملہ بردگان و اسپان
و ستوران و آن مقدار غلہ کہ در جا نبودہ مبلغ
نقد و کتاب ہا ہمہ پیش کشیدند از ان جملہ نقد و غلہ
و مراکب و چند نسخہ قبول کردند و بر مولانا مذکور رحمت
بسیار کردند و بکنار گرفتند و سینۂ خود با سینۂ
ایشان مالیدند و فرمودند فرزندان تو فرزندان
منند و پسر خدمت مولٰنا علاء الدین مولٰنا
ابو الفتح دو سال پیش از حادثہ مغل ارادت آوردہ
بودند کہ در گوالیر بحضور تجدید بیعت کردند حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ در ہفتدہم ماہ جمادی الآخر سنہ
مذکور طرف بھانڈیر روان شدند و ہمان روز خدمت
مولانا علاء الدین را جامۂ خلافت دادند از مولانا
حمید الدین مفتی دہلی کہ پیوستگان حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ بود برابر بود مثال خلافت
نویسانیدند و مولانا حمید مذکور عرضہ نمودند بحضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ کہ تا غایت ہیچ کس را خلافت
ندادہ اید و مخدوم زادگان را ہم اجازت نکردہ اید اول
مولٰنا علاء الدین را خلافت چہ می دہید حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ فرمودند کہ ای مولانا حمید من چہ
از خود میدہم مرا گفتہ اند کہ مولٰنا علاء الدین
را خلافت بدہ آنگاہ میدہم اگر من بہواے خود کار کنم
اول پسران خود را خلافت بدہم بعدہ مولانا حمید

کے زمانہ میں بعض یارون نے حضرت بندگی شیخ سے
عرض کیا کہ ہر بزرگ نے اپنی مراجعت کے وقت
چند آدمی مقرر کئے ہین اور اپنی جگہ کے لئے ان مین
سے ایک کو ممتاز کیا ہے بعض مسترشد بندگی شیخ
کے اعلی مقامات پر پہنچے ہوے ہین صاحب کشف
و صاحب تجلی ہین اگر بعض کو مجاز فرمالین اور ایک
کو ممتاز فرماوین تو یہ بات طریقۂ خواجگان سے کسیقدر
بعید نہ ہوگی حضرت بندگی شیخ نے ارشاد فرمایا کہ اچھا
ان لوگوں کے نام لکھکر لاؤ۔ اسمین ذکر مذکور کے
بعد مولانا زین الدین نے فہرست پیش کی اوس
فہرست مین حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ کا نام نتھا
جب کہ بندگی شیخ نے تمام و کمال اوس فہرست
کو ملاحظہ فرمایا تو ارشاد فرمایا کہ کتنے کلوخ کے ڈھیلے
پتھر باندھ کر لائے ہو ان سب لوگون سے کہدو کہ
اپنے اپنے ایمان کی فکر کرین اوس فہرست کو آپ
نے پھینکدیا۔ پھر مولانا زین الدین نے اوسی فہرست
کو مختصر کرکے پیش کیا چند آدمیوں کے نام خارج
کردیے۔ جب لیکر حاضر ہوے ارشاد فرمایا کہ پڑھو۔
پڑھو۔ جب نام حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ کا اس
مین نہ آیا تو ارشاد فرمایا کہ سید محمد کا نام تم نے نہین
لکھا۔ سب خوف کے مارے کانپنے لگے اور اسی
وقت نام لکھکر پڑھ دیا۔ حضرت بندگی شیخ نے
نام سنتے ہی فہرست کو اپنے ہاتھ مین لے لیا اور

مثال نبشت وحضرت مخدوم رضی اللہ عنہ املا میکردند بعدہٗ از گوالیر در بہانڈیر آمدند و از بہانڈیر در ایرچہ آمدند چوں در بہانڈیر بودند مولٰنا ذوالقرنین نام دانشمندے بزرگ بود مرید شیخ الاسلام شیخ نصیر الدین محمود اودہی رضی اللہ عنہ پسران ایشان وبیشتر افغانان وپسران ان مقام وخیل داراں ارادت آوردند و ضابطہ آں مقام را مظفر خاں میگویند استقبال کرد وچوں در ایرچہ آمدند خلق بسیار از خواتین و ملوک وعلما ومشائخ استقبال کردند بملاقات آمدند چنانکہ سید اکرام وسید مہان ومولانا امیر الدین وقاضی برہان الدین وسید احسن وشیخ خوندمیر وسلیمان خاں ضابطہ آنمقام وغیر ایشان وبیشتر خلق ارادت آوردند وشیخ خوندمیر پسر شیخ الاسلام ایرچہ با برادران ارادت آوردو از انجا در چھترہ رفتند انجا نیز بسیار خلق ارادت آوردند از انجا قاضی اسحاق محمد رکن مفتی چھترہ وبرادران ایشاں قاضی سلیمان ودیگر برادران وخدمت قاضی القضاۃ قاضی منہاج مدرس وپسران حاکم انجا ہی نیز ارادت آوردند وخیلے قصباتیان انجا خیلی بزرگ بود ہمہ ارادت آوردند از انجا در چندیری رفتند بندگی شیخ نصیر الدین پسر مخدوم خواجہ

اور حضرت مخدوم کے نام پر صاد بقلم خود تحریر فرمایا اور شب جمعہ اٹھارہ رمضان ۸۵۰ھ[1] ہجری کو حضرت بندگی شیخ نصیر الدین محمود رضی اللہ عنہ نے دار فنا سے دار بقا کو رحلت فرمائی دار بقا مین اپنا مسکن بنالیا۔ حضرت کی عمر شریف بیاسی برس کی تھی اور جو نعمت آپ کے پاس تھی وہ چار[1] شخصوں کو ملی اونمین سے ایک ہمارے حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ تھے بقیہ تین شخص کا جب انتقال ہوا تو وہ نعمت بھی آپ ہی کے پاس لوٹ کر آئی۔ بعد زیارت سیوم بندگی شیخ رضی اللہ عنہ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ سجادہ ولایت پر جلوہ افروز ہوئے اور اپنا ہاتھ بیعت کے لئے بڑہا دیا طالبان حق کو تلقین وارشاد فرمانے لگے جیسے کہ حضرت بندگی شیخ نصیر الدین محمود رضی اللہ عنہ تلقین وارشاد فرمایا کرتے تھے۔

جب آپ کی عمر شریف چالیس سے متجاوز ہو چکی تو آپ کی والدۂ ماجدہ بی بی رانی نے شادی کے لئے ارشاد فرمایا۔ بضرورت آپ نے شادی کرلی آپ کے نکاح مین سید احمد پسر مولانا جمال الدین مغربی کی صاحبزادی آئین رضی اللہ عنہم اجمعین۔ حضرت مخدوم نے اس وقت تک عورتوں کی صحبت

---

[1] جوامع الکلم مین ہے کہ ان چاروں مین ایک صندوق ساز دوسری ایک عورت تیسرے ایک صوفی تھے۔

یعقوب چندیری استقبال کردند۔ در خانۂ خود
فرود آوردند آنجا پسر مفتی چندیری کہ دانشمندے
بزرگ بود خدمت قاضی خواجگی می گفتند و دیگر
مریدان ارادت آوردند و خدمت شیخ نصیر الدین
چندیری از جہت تلقین ذکر اعلام کردند۔ حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ فرمودند مارا در تلقین ذکر روشنی
ست کہ ہیزم می آرند آنگاہ تلقین می کنم۔ شما شیخ و
شیخ زادہ اید و صاحب سجادہ این مقام اید ہیزم
آوردن نتوانید شغلی کہ در آید ہمدراں باشید
از آنجا روان شدند از میاندہار شدہ در بڑودہ
رفتند شب عید فطر سنہ ۸۰۱ احدی و ثمانمایہ
در بڑودہ رسیدند بالای حوض فرود آمدند آدم
خان و پسر او و دیگر خلق مراعات بسیار کردند
بعدہ چندگاہ ظفر خان و نثار خان خرچہ و عرضہ
داشت فرستادند در ذو القعدہ در کھنبایت
رفتند ظفر خان موازنہ پنج شش کردہ
استقبال کرد جیلے فتوح و کندوری آورد
بر ظفر خان فرمان شد امروز بر تو کسی ماندکہ
عیب تو بر تو گوید و ترا ازان خبر نماید۔ قاضی
سلیمان یکے از مقربان او بود گفت خوند
خان راچہ توان گفت گرد بیراہوں ایچ نامشرعی
نمی گردند۔ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ فرمودند
نمی گفتم ایشاں ہمہ رضا جوی تواند ظفر خاں

اختیار نہین فرمائی تھی زمانۂ شیوخیت مین بہت
علماء صلحاء۔ سلاطین۔ خاتونین اور قسم قسم کی مخلوق
آپ کی خدمت مین حاضر ہوا کرتی تھی جب آپ کی
عمر شریف اسی سال کی ہوئی تو ربیع الاوّل کی
ساتوین سنہ ۸۰۱ کو مغلوں کا ہنگامہ دہلی مین شروع
ہوا تمام گھر والوں کو ساتھ لئے ہوئے دہلی مین جو
بھیلسہ دروازہ ہے اُسی کی راہ سے آپ شہر پناہ
سے باہر تشریف لائے۔ اس سیر محمدی کا لکھنے والا
ہمہ وقت ہمرکاب تھا۔ جب حضرت مخدوم بہادر
پور پہنچے تو ملک محمد علی افغان مولانا بہاؤ الدین
دونوں مرید حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ کے استقبال
کے لئے نکلے۔ آپ کے لئے قصبہ کے اندر مکانات
خالی کرا دیے اور آپ کو انمین قیام پذیر کیا
حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ نے مولانا بہاؤ الدین
کو اپنا وکیل مقرر فرمایا تاکہ جو کوئی حضرت مخدوم
کا مرید ہو مولانا بہاؤ الدین حضرت کیطرف سے
ٹوپی دیدیا کرین۔ وہان سے اٹھارہوین ربیع الثانی
سنہ مذکور کو آپنے مولانا علاء الدین گوالیری
کے نام جو آپ کے مرید صادق مشغول تارک الدنیا
عالم باعمل تھے۔ تقریباً دس برس تک مغلون
کے ہنگامہ سے پہلے دہلی مین حضرت مخدوم رضی اللہ
کی خدمت مین حاضر رہکر ارشاد و تلقین حاصل کی تھی
گوالیر فرمان بھیجا اور یہ تحریر فرمایا۔ فرزندی

وہمہ یاران حاضر سر فرو کردند چند گاہ در زمین
گجرات ماندند در کنہایت وجز آن مولسنا
نظام الدین سرخی کہ ارادت سابق داشت ودیگر
انجا ملازمت کردند وشیخ عم پسر شیخ سعید کنہایت
مرید خدمت شیخ علاء الدین الکندی رضی اللہ عنہ
باحضرت مخدوم ملازم حضرت می بودی وپسر داشت
برابر آوردی از انجا باز در بر ودہ آمدند مستعد شدند
میان سلطان پور شدہ جانب دولت آباد
عزیمت فرمودند ودر دولت آباد زیارت والد
خود خدمت سید یوسف کردند چون در فتحاباد
عرف دیوگر رسیدند عضد الملک کہ مقطع آنمقام
بود پای بوس آمد از جہت سلطان فیروز بادشاہ
گلبرگہ فتوح آورد۔ سلطان فیروز شنیدہ بود کہ
حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ این طرف می آیند
نشستہ بود از جہت ما فتوح بسیری واز انجا
قصد دار الملک احسنا باد عرف[۵] گلبرگہ کردند

مولسنا علاء الدین گوالیری محمد حسینی الحسینی کی دعا
مطالعہ کرو۔ تقدیر سے اتفاق ایسا پیش آیا کہ ہم
شہر (دہلی) سے حادثہ کی وجہ سے باہر نکلے ہین
وہ حادثہ تقریر وتحریر سے باہر ہے۔ صرف دیکھ ہی کے
جان سکتے ہو ہمارا قصد گوالیر آنے کا ہے میرے
فرزند تم ایسا کرو کہ فرید خان کو اپنے ساتھ لیکر
فلان مقام کی حد تک فلان جگہ ہمارے لینے کو آجاؤ
شرف الملک سے بھی میرے آنے کا حال کہدینا اگر
انکو بھی موقع ملے تو وہ بھی ارادہ آنے کا کرین
سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ عجب زمانہ ہے کہ
مین لوگون سے احسان چاہتا ہون کہ مین تمہارے
پاس آتا ہون میری امداد کرو یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا
یَشَاءُ میٹھ کو بیٹ کیطرف اور بیٹ کو میٹھ کی
طرف الٹا پلٹتا رہتا ہے۔ اس کے بعد پھر اہتمام
کیا جائے گا۔ اب موقع دیر کرنے اور سوچنے کا
نہین ہے عَلَیْکَ بِالْعَجَلِ الْعَجَلِ نہیں عجلت لازم
ہے [۵]

دریاب گر توانی کتاب اگر صاحب دلی
باشد کہ نوال یافتن دیگر چنین آیدرا
انتہی کلام اللطیف رضی اللہ عنہ
بہادر پور سے بیسوین ماہ مذکور کو گوالیر کیطرف
روانگی فرمائی۔ تقریباً بیس ہی کوس باقی رہ گیا ہوگا
گوالیر کہ ایک سیدان جنگل مین پہونچے [illegible]

[۵] لطائف اشرفی مین جو حضرت جہانگیر سمنانی رح کے حالات
وتعلیمات مین ہو گلبرگہ کا یہ ذکر درج ہے اہل اندیا رعایت
صاحب حسن بودند فرزند عبد اللہ یکے از خوبرویان او
گرفتار شد در یکمرتبہ چہل روز از دست اکل وشرب رفتہ بود
در سفر دوم کہ گذریان دیار افتاد ایشان را از آن دام خلاص
کردیم حضرت سید جہانگیر سمنانی رح گلبرگہ تشریف حضرت بندہ
نواز رح کے پاس کئی بار آئے ہین اور آپ کے وفات کے بعد

سلطان فیروز در لشکر گاہی بیرون آمده بود در اثنا ار راه آمد و پای بوس کرد حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ را مزاحم شد که سکونت گلبرگه اختیار کنید حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ زمانی سیر در مراقبہ کردند پس فرمودند میخواستیم که سخن تو قبول کنیم اما عمر تو اندکی مانده است پس اگر من در گلبرگه باشم و تو نه باشی چه راحت بود سلطان فیروز بر بداہتہ عرضہ داشت اگر عمر من اندک مانده ست حضرت مخدوم می توانند که از خدا تعالی بخواهند تا عمر من زیادت شود فرمودند آری این می توانم امشب مشغول شوم فردا بیا جواب خواهم گفت سلطان بازگشت دوم روز کہتر آمد پای بوس کرد پیش حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ بنشست بعد زمانے برخواست التماس کیفیت مذکور کرد فرمودند امشب برائے مزید عمر تو دعا کردم فرمان شد عمر او زیادت کردیم تا آنکه تو نزدیکی ادہم بزید و در واقع ہمچنان شد بفرق چند روز حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ و سلطان نقل کردند و دیل اندر عمر

بہت سے جمع ہوگئے اور قریب تھا کہ لوٹ مار شروع کردیں ساتھیوں کے ہاتھ پیر پھول گئے تھے اور تسبیح و تہلیل تکبیر تحمید مین سب مصروف ہوگئے ناگاہ ایک فوج گوالیر کیطرف سے آتی ہوئی دکھائی دی۔ ساتھیون مین عجب ہلچل و اضطراب پیدا ہوا اور خیال ہوا کہ یہ فوج ہندون کی کمک کے لئے آرہی ہے۔ جیسے ہی آنے والی فوج کی نظر حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ پر پڑی سب کے سب گھوڑوں سے اتر پڑے اور حضرت مخدوم کی طرف سب نے سر زمین پر رکھدیا۔ مخدوم زادون نے اور ساتھیوں نے مولانا ابو المعالی۔ مولانا محمد اور دوسرے مولانا محمد معلم۔ مولانا شیخو۔ سید تاج الدین مولانا محمد بُسّد تراش[1] وغیرہ نے پہچانا کہ مولانا علاء الدین گوالیری استقبال کے لئے آئے ہین۔ سب کے سب باغ باغ ہوگئے اور ہندو جو لوٹنے کیلئے جمع ہوئے تھے وہ سب مقہور و مردود ہوکر بھاگ گئے۔ بائیسوین ماہ مذکور کو آپ گوالیر پہونچے۔ مولانا علاء الدین نے اپنے مکان کو خالی کر رکھا تھا وہان آپ جلوہ افروز ہوئے۔ مولانا علاء الدین نے فاتحہ کندوری ملازمت و قدمبوسی حاصل ہونے کی خوشی مین کی دوسرے دن

بقیہ حاشیہ صفحہ (۲۷) بھی آئے ہین اور یہ سب اون کے چشم دید حالات ہین اسکے بعد فرماتے ہین در اندیار رباتین عجیبہ و خیالین عجیبہ در ہر قریہ و امصار بسیار بودند۔ یہ فیروز شاہ اور احمد شاہ بہمنی کے زمانہ کا گلبرگہ تھا۔ آجکل چودہوین صدی ہجری کے وسط مین بالکل اس کا برعکس ہے۔

[1] بُسّد مرجان سے سرخی مین کم ہوتا ہے۔ ایک قسم کی معدنی چیز ہے اطبار کے یہان مستعمل ہے۔ سید نذیر احمد

سلطان این بود کہ اوّل چند روز سلطان نقل کرد
بعدہ بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ بعد ازان حضرت
مخدوم در گلبرگہ آمدند سکوت گرفتند چون عمر ایشان
بصد و پنج سال و چہار ماہ و دوازدہ روز رسیدہ
روز دوشنبہ میان اشراق و چاشت شانزدہم
ماہ ذوالقعدہ ۸۲۵ھ خمس و عشرین و ثمانمایہ ازین
سرای فانی بدان جہان باقی رحلت فرمودند و با
حضرت محبوب خود بے مزاحمت قالب پیوستند
رضی اللہ عنہ اللھم احشرنا فی زمرتہ وزمرۃ
جدہ بکرمک یا اکرم الاکرمین و وصیت
کردہ بودند کہ مرا مولٰنا بہاء الدین امام غسل دہد و
مولٰنا سراج الدین آب بریزد ہمچنان کردند
تاریخ وفات حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ مخدوم
دین و دنیا شد ۸۲۵

فہرست بنائی جس مین اپنا نام اپنے فرزندون کا
نام اپنے اہل خانہ کا نام لکھکر پیش کش کیا کہ ہم سب
غلام ہین آپ فروخت فرمائین اور اسکے علاوہ تمام
لونڈی غلام۔ گھوڑے۔ گائے۔ بیل جسقدر گھر مین
غلہ تھا وہ سب اور نقد روپیہ اور کتابین سب
پیش کردین منجملہ ان اشیاء پیش شدہ کے نقد و غلہ
و گھوڑے اور کچھ کتابین آپ نے قبول فرمائین
اور مولانا علاء الدین پر بہت توجہ فرمائی بغلگیر ہوے
سینہ سے لگایا اور اپنا سینہ اونکے سینہ سے ملا
اور ارشاد فرمایا تمہاری اولاد میری اولاد ہے
مولانا علاء الدین کے صاحبزادہ مولانا ابوالفتح مغلون
کے ہنگامہ سے پہلے مرید ہو چکے تھے انھون نے
پھر دوبارہ گوالیر مین تجدید بیعت کی۔

حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ جمادی الاخرے
کی سترہوین سنہ مذکور کو بھاندیر کی طرف روانہ
ہوئے۔ اوسی دن مولانا علاء الدین کو جامۂ خلافت
عطا فرمایا اور مولانا حمید الدین مفتی دہلی سے
جو حضرت مخدوم کے مریدون مین سے تھے اور
ساتھ ہمرکاب رہے۔ خلافت نامہ لکھوایا۔ مولانا
حمید نے گذارش کی کہ اوسوقت تک آپ نے
کسی کو خلافت عطا نہین فرمائی ہے حتیٰ کہ مخدوم
زادون کو بھی خلافت عطا نہین فرمائی ہے سب سے
پہلے مولانا علاء الدین کو کیون خلافت عطا ہوئی ہے

ارشاد فرمایا کہ مولٰنا حمید کیا مین خود خلافت
دیتا ہوں مجھے کہا گیا ہے کہ مولانا علاءالدین کو
خلافت دو اسوقت مین خلافت دیرہا ہون اگر
مین دل کی خواہش سے خلافت دیتا تو پہلے اپنے
لڑکون کو دیتا۔ اس کے بعد مولٰنا حمید نے
خلافت نامہ لکھا۔ حضرت مخدوم بولتے جاتے تھے۔
اس کے بعد آپ گوالیر سے بہاندیر جلوہ افروز ہوئے
بھاندیر سے ایرچہ تشریف ارزانی فرمائی۔
جب آپ بھاندیر مین جلوہ افروز تھے مولٰنا
ذوالقرنین نامی ایک دانشمند بزرگ جو شیخ الاسلام
شیخ نصیر الدین محمود اودھی رضی اللہ عنہ کے مرید
تھے ان کے لڑکون۔ بہت سے افغانون
اس مقام کے لوگون اور وہاں کے
خیل دارول نے آپ سے بیعت کی اور اس مقام
کے حاکم جسکو ضابطہ کہتے تھے مظفر خان نام حاضر خدمت
ہوا اور جب حضرت ایرچہ مین جلوہ گر ہوئے تو بہت
مخلوق۔ خواتین۔ شاہزادے علما۔ مشایخ نے آپ
کا استقبال کیا اور سب زیارت کے لئے حاضر ہوئے
مثلاً سید اکرام۔ سید مہمان۔ مولانا امیر الدین۔ قاضی
برہان الدین۔ سید احسن۔ شیخ خوند میر سلیمان خان
ضابطہ اوس قصبہ کے اور دیگر حضرات اور بہت
خلق خدا مرید ہوئی۔ شیخ خوند میر ایرچہ کے شیخ الاسلام
کے صاحبزادہ اپنے سب بھائیوں کے ساتھ مرید ہوئے

وہان سے پھر حضرت نے چہترہ کو شرف اندوز فرمایا
وہان بھی بہت سی خلق خدا مرید ہوئی۔ مثلاً قاضی
اسحاق ۔ محمد رکن مفتی چہترہ ان کے سب بھائی
قاضی سلیمان اور دوسرے بھائیوں نے بیعت
کی۔ قاضی القضاۃ قاضی منہاج مدرس وہان
کے حاکم کے لڑکوں نے بھی بیعت کی اور بہت
سے قصباتیوں نے جو وہان تھے اور بڑے
بزرگ تھے سب نے بیعت کی۔

پھر وہان سے حضرت چندیری تشریف لیگئے
حضرت بندگی شیخ نصیر الدین نے جو کہ خواجہ یعقوب
چندیری کے صاحبزادے تھے انھوں نے استقبال
کیا اور اپنے گھر لاکر ٹھہرایا۔

وہان پر مفتی چندیری کے صاحبزادے جو دانشمند
ذی علم بزرگ تھے جنکو لوگ قاضی خواجگی کہتے تھے
اور دوسرے لوگون نے بیعت کی شیخ نصیر الدین
چندیری نے ذکر کے تلقین کی خواہش ظاہر کی۔ حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ ذکر کے تلقین
مین میری ایک خاص روش ہے اور وہ یہ ہے کہ
طالب ذکر اپنے سر پر جنگل سے لکڑی لائے اسوقت
مین ذکر کی تلقین کرتا ہون ۔ تم خود شیخ اور شیخزادہ
ہو۔ یہان کے صدر ہو۔ لکڑی جنگل سے نہ لا سکوگے
جس شغل مین مشغول ہو اسی مین مشغول رہو

پھر آپ نے وہان سے روانگی اختیار فرمائی

اور میاں دہار ہوتے ہوئے بڑودہ آئے۔ بڑودہ آپ عید فطر کی رات ۹۰۱ھ ہجری کو پہونچے۔ بالائے حوض قیام فرمایا۔ آدم خان اور انکے لڑکے اور دوسرے لوگوں نے بہت زیادہ خاطر تواضع کی۔ چند روز کے بعد ظفر خان۔ نثار خان نے صرفہ زادراہ پیش کیا ذالقعدہ مین آپ نے کنبھایت کو مشرف فرمایا۔ ظفر خان نے تقریبا چھ کوس آگے آکر استقبال کیا۔ بہت زائد فتوح وسامان کندوری دعوت لایا تھا۔ ظفر خان کو فرمان ہوا کہ اسوقت کوئی ایسا ہے جو تمہارے منہ پر تمہارا حال بیان کر سکے۔ تمکو اس سے اطلاع دے۔ قاضی سلیمان اسکے مقربون مین ایک شخص تھا اس نے کہا کہ خوندخاں کا کیا کہنا ہے وہ کسی خلاف شرع بات کے پاس بھی نہین پھٹکتے ہین۔ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا مین نہین کہتا تھا کہ یہ سب تیری خاطر و رضا جوئی کرنے والے ہین۔ ظفر خان اور اس کے سب ساتھیوں نے سر نیچا کر لیا۔

تھوڑے دنوں تک آپ نے گجرات مین قیام فرمایا کنبھایت اور دوسری جگہوں مین مولٰنا نظام الدین سرقی نے جو پہلے سے بیعت کی تھی اور وہان دوسرے لوگ حاضر خدمت ہوئے۔ شیخ عمر شیخ سعید کنبھایتی کے صاحبزادے جو شیخ علاءالدین الندیؒ کے مرید تھے وہ برابر خدمت اقدس مین

اوران کے ایک لڑکا تھا اسکو بھی برابر ساتھ لایا کرتے تھے۔

وہان سے پھر آپ نے دوبارہ بڑودہ تشریف لیجانے کے لئے مستعدی ظاہر فرمائی۔ سلطان پور سے گذرتے ہوسے دولت آباد کیطرف ارادہ فرمایا دولت آباد مین اپنے والد ماجد حضرت سید یوسف کی زیارت فرمائی۔ جب آپ فتح آباد عرف دیوگر پہونچے عضد الملک جو اس جگہ کا حاکم تھا فیروز بادشاہ گلبرگہ کی طرف سے نذر لیکر حاضر ہوا۔ سلطان فیروز نے سنا تھا کہ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ اس طرف تشریف لارہے ہین اوس نے حاکم کو پہلے سے لکھدیا تھا کہ میریطرف سے نذر لیکر حاضر ہونا۔

وہین سے آپ نے دارالسلطنت احسن آباد گلبرگہ شریف کا قصد فرمادیا۔ سلطان فیروز شاہ کے ساتھ

لہ لطایف اشرفی مین جو نوین صدی ہجری کی تصنیف ہے حضرت میر جہانگیر سمنانی کے حالات اور سفروں کے سلسلہ مین گلبرگہ کا یہ ذکر درج ہے۔ گلبرگہ کے لوگ نہایت حسین ہوتے ہین۔ فرزند عبد اللہ حسینوں مین سے ایک خوبرو کی محبت مین گرفتار ہوگئے تھے۔ چالیس دن تک دانا پانی چھوٹ گیا تھا۔ دوسرے سفر مین جب اوس ملک کیطرف گذر ہوا تو انھین مین نے اس جال سے نکالکر انکی گلو خلاصی کردی۔ جناب سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ گلبرگہ شریف کئی مرتبہ تشریف لائے ہین اور یہ حالات سب اونکے چشم دید ہین۔

استقبال کے لئے شہر سے باہر آیا۔ راستہ مین
قدمبوس ہوا حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ سے اوس
نے اصرار کیا کہ گلبرگہ ہی مین آپ قیام فرمائین۔
حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ نے تھوڑی دیر مراقبہ
فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ مین چاہتا ہون کہ تمہاری
بات قبول کرلون۔ لیکن تمہاری عمر بہت کم باقی
رہ گئی ہے۔ اگر مین گلبرگہ مین رہونگا اور تم نہ ہوگے
تو پھر کیا راحت ملے گی؟

سلطان فیروز شاہ نے اسی وقت عرض کیا
کہ اگر میری عمر کم رہگئی ہے تو حضرت مخدوم رضی اللہ
عنہ اسپر قادر ہین کہ اللہ تعالےٰ سے دعا فرمائین
میری عمر بڑھ جاے۔ آپ نے ارشاد فرمایا ہان
دعا کرسکتا ہون۔ آج رات کو دعا مین مشغول
ہونگا۔ کل آؤ جواب دونگا۔ سلطان فیروز واپس گیا
دوسرے دن حاضر ہوا قدمبوسی کی حضرت مخدوم
رضی اللہ عنہ کے سامنے بیٹھا۔ آپ نے ارشاد
فرمایا۔ رات مین نے تیری عمر زیادہ ہونے کی دعا
کی۔ فرمان صادر ہوا کہ ہم نے زیادہ کردی۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۳
ایک اور دوسری جگہ فرماتے ہین۔ اوس ملک (گلبرگہ)
کے ہر گانوں اور شہر مین نہایت عمدہ باغ اور عجیب وغریب
خیابان ہین۔ یہ فیروز شاہ بہمنی اور احمد شاہ بہمنی کے زمانہ کا گلبرگہ
تھا آجکل چودہوین صدی کے وسط مین بالکل اسکے برعکس ہے"

جبتک تم زندہ رہو گے وہ بادشاہ بھی زندہ رہے گا
واقعی ایسا ہی ظہور مین آیا۔ چند روز کے فرق سے
حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا۔ سلطان کی
موت واقع ہوئی۔ بادشاہ کی عمر کے بارے مین یہ دلیل
ہے کہ چند روز پہلے سلطان نے انتقال کیا اوس کے
بعد بندگی حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا۔
اس گفتگو کے بعد آپ گلبرگہ مین جلوہ افروز ہوئے
اور یہین سکونت اختیار فرمائی جب عمر شریف حضرت
کی ایکسو پانچ سال چار مہینہ بارہ دن کی ہوئی
دوشنبہ کے دن نماز اشراق وچاشت کے درمیان
مین سولہوین ذیقعدہ ۸۲۵ھ ہجری کو اس جہان
فانی سے جہان باقی کیطرف آپ نے سفر فرمایا اور
اپنے محبوب سے قالب کی رکاوٹ سے علحدگی اختیار
کرکے واصل ہوئے رضی اللہ تعالےٰ عنہ

اللہ تعالیٰ آپ کے زمرہ مین اور آپکے اجداد کے زمرہ مین
اپنے کرم اور اکرم الاکرمین کے کرم سے ہم سبکو قیامت مین اٹھائے
مولانا بھا۔الدین امام غسل دین اور مولانا سراج الدین
پانی ڈالین یہ آپنے وصیت فرمائی تھی ایسا ہی دونوں
حضرات نے کیا۔ تاریخ وصال حضرت مخدوم اس فقرہ
سے نکلتی ہے۔

مخدوم دین ودنیا
۸۲۵ھ

باب دوم

دربیان فضائل حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ

بدان اسعدک اللہ تعالےٰ فی الدارین کہ مقام
و مرتبۂ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ از حد تحریر و معرض
تقریر متجاوز است انچہ از احوال سلطان العارفین
شیخ ابو یزید بسطامی و خواجہ جنید بغدادی و بزرگان
دیگر نبشتہ و بسمع رسیدہ از ایشان آں ہمہ ظاہر
بود و طور ایشان ہمچو طور متقدمین بودہ از یاران
معتبر و مریدان معتمد شنیدہ شدہ است کہ حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ را در بدایت حال چنان استغراق
بود با حق تعالےٰ کہ خبر از طعام و آب نداشتند
و موازنۂ دہ گان و دوازدہ گان و یا نزدہ گان روزہ
طے میکردند و درین ایام براے پابوس حضرت شیخ ہمی رفتند
و سبق خواندن نیز رفتند و اگر سماع بودی براے شنیدن نیز می
رفتند کہ اصلا ضعف و گرسنگی و تشنگی در ایشان احساس
نشدی و بیشتر صوم دوام بودی میفرمودند در آنکہ حضرت
شیخ نصیر الدین رضی اللہ عنہ اول بار مرا طلبی فرمودند چون
آخر شب شد دل من بیقرار شد جان بیرون آمدن
گرفت آخر بدان صبر کردم بعدہ دل من شوریدو قے
کردم چیزے غلولہ شکل از حلق من بیرون افتاد چون بر
زمین رسید آواز برآمد چنانکہ بر زمین افتد ہر چند کہ

باب دوسرا

فضائل کے بیان میں حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ کے

بدان اَسْعَدَكَ اللّٰهُ تَعَالٰے فِی الدَّارَیْن
خدا تجھکو اے ناظر کتاب دونوں جہان میں سعید کرے
مقام و مرتبہ حضرت مخدوم کا تحریر و تقریر کے
احاطہ سے بلند ہے جسقدر حالات مقامات حضرت
ابویزید بسطامی خواجہ جنید بغدادی اور دیگر بزرگوں
کے کان تک پہونچے ہیں اور جو کچھ لوگوں نے لکھا ہے
سب حالتیں آپ کے قول و فعل سے ظاہر ہوتی تھیں
آپ کی روش سلوک بالکل پہلے والوں کی سی تھی احباب
معتبر و مریدان معتمد سے یہ بات سننے میں آئی ہے
کہ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ کو ابتدائی حالت میں خدا تعالی
کے ساتھ ایسا استغراق اور محویت تھی کہ کھانا پینا
سب چھوٹ گیا تھا تقریباً دہ گانہ دوازدہ گانہ پانزدہ
گانہ طے کے روزے رکھا کرتے تھے اور اسی زمانہ میں
حضرت شیخ الاسلام مرشد برحق کی قدمبوسی کے لئے
بھی حاضر ہوتے تھے سبق علم ظاہری کے لئے بھی جاتے
تھے اگر جلسہ سماع ہوتا تھا تو اس میں بھی شرکت کرتے
کسی قسم کا ضعف بھوک پیاس آپکو محسوس نہ ہوتی۔
اور بسا اوقات تو دوامی صوم ہی ہوتا تھا۔
ارشاد فرماتے تھے کہ حضرت شیخ نصیر الدین

انرا خواستم بشکنم شکستہ نمی شد دور کردم طرفی
انداختم بعد ازان گرسنگی از من کلی برفت در ایام
تابستان طے میکردم اصلا ضعفے پیدا نشدی۔
حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ را خطاب من جانب
اللہ ولی الاکبر بود قطب ابدال شیخ نور الدین بایزاد
ایشان را سید محمد صادق خواندی والدہ حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ واقارب می گفتند کہ حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ حکایت ہاے کہ در ایام شیرخوارگی
شنیدہ بودند و احوالے کہ دران ایام معاینہ کردہ
اند۔ ازان بر ما خبر میکردند و از ایام طفولیت
تا آنکہ بحضرت شیخ پیوستند و ارادت آوردند
شخصے از عالم غیب ملازم ایشان بودی اگر نوعی قصد
ناشرعے کہ لازمہ بشریت است در خاطر ایشان
افتادے آن شخص مانع شدی بیشتر در کوہہا و صحراہا
مشغول می بودند و اگر در شہر می آمدند نظر بجانب کسے
نمی کردند تا آنکہ بعضے خلق سید را دیوانہ می گفتند بیشتر ملاقات
با ابدالان و مردان غیب بود ذکر ابدالان بہلہ ازایشان
گرفتہ بودند کہ بعضے یاران را تلقین می کردند و بعضے
ابدالان بر حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ ارادت داشتند
چنانکہ فخر الدین دیچہو و اسفندیار و دلیران ہمہ
باذن شیخ نور الدین بایزاد کہ قطب ایشان بود پیوستہ
بودند و قصہ آن این بود گاہے حلقہ ابدالان در طواف
بودند و چون فارغ شدند و دیدند اسفندیار ازمیان

محمود رضی اللہ عنہ (چراغ دہلی) نے جب پہلے پہل
روزہ کے لئے فرمایا تو جب آخر شب ہوئی تو دل بہت
بیٹھ گیا ہوا جان نکلنے لگی۔ آخر الامر صبر ہی کرنا پڑا
اسکے بعد دل مین شورش پیدا ہوئی۔ مین نے
قے کر ڈالی ایک ہیز گولی سی نکلی کی حلق سے باہر گر
پڑی جب وہ زمین پر گری تو اسکے گرنے کی آواز
سنائی دی جیسے چیزوں کے گرنے مین آواز آیا کرتی
ہے۔ ہر چند مین نے چاہا کہ اوس کو توڑ پھوڑ کچل
دوں مگر وہ نہ ٹوٹی چھوٹی ایک کنارہ مین نے اسکو
دور پھینکدیا اس کے بعد ہی بھوک لگنی موقوف ہو
گئی۔ گرمی کے زمانہ مین مین ۳ کے روزے رکھتا
کسی قسم کا قطعی ضعف پیدا نہین ہوتا تھا حضرت
مخدوم کا خطاب من جانب اللہ الولی الاکبر تھا۔
قطب ابدال شیخ نور الدین بایزاد آپکو سید محمد صادق
کہا کرتے تھے۔ آپکی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا
اور دیگر اعزہ و اقارب بیان کرتے ہین کہ حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ وہ باتین جو زمانہ شیرخوارگی کے
زمانہ مین آپ نے سنی اور وہ حالات جو آپنے اس
زمانہ مین معاینہ کئے تھے ہملوگوں سے بیان کیا کر
تے تھے بچپن کے زمانہ سے لیکر بیعت شیخ کے
زمانہ تک ایک شخص عالم غیب کا آپ کی خدمت
مین ہمیشہ رہا کرتا تھا۔ اگر کبھی آپ کا ارادہ بمقتضائے
بشریت کسی نامشروع شی کے ارتکاب کا دل مین

ایشان گم شد در طلب او شدند دیدند مقابل
دریچہ خانہ دو چشم بر آں داشتہ نشستہ است پرسیدند
تراچہ افتاد گفت ۔ ازین دریچہ یکماہ دو ہفتہ باغ
زارے چون گل نو شگفتہ و ابروے چوں ہلال
نہفتہ نظارہ کردم دلم در ہواے او پرواز کرد تن
بیچارہ در پاے در آمد در اینجا نشستہ ام گفتند
ہلہ از اینجا برخیز گفت پاے راقوت آن نیست
ازاین جابرود قطب ابدال شیخ نورالدین بایزاد
وسعد الدین قفل شکن و منصور مناجات بہ
حضرت بے نیاز کردند در باب او چہ فرمان میشود فرمان
شد اسفندیار سوختہ طلب ماست شیفتہ جمال ماست
از و اسنکشاف کنید مطلوب تو چیست اسفندیار
گفت کہ کنار فرمان شد دستہا یکشاد و کنار
راساختہ شو ناگاہ ہما صورت از غیب پیدا شد
و کنارش گرفت کنار گرفتن ہماں غایب شدن
ہماں اسفندیار را درد عظیم پیدا شد و حالتے
روے نمود قرارش رفت بعضے از ایشاں گفتند
سید محمد را طبیب حاذق گویند باشد کہ این درد را
دوا برد باشد ۔ شیخ نورالدین اتفاق کردند گفتند
مامیخواہیم متشبث بخرقہ سید محمد گیسو دراز رضی
اللہ عنہ شویم و یکے از مریدان او گردیم ۔ شیخ
نورالدین بایزاد گفت میان ایشان نشانیہاست
اگر آن پیدا شود بشما گویم تا مرید او شوید بذکر گو مراقبہ

خطرہ گذرتا تو وہ عالم غیب کا شغف مانع ہوتا روکتا
آپ اکثر اوقات پہاڑون ویرانوں مین مشغول بحق
رہا کرتے تھے اور اگر کبھی شہر مین تشریف لاتے توکسی
طرف نظر اوٹھا کر بھی ملاحظہ نہ فرماتے تھے ۔ حتیٰ کہ
بعض لوگوں نے آپکا نام سید دیوانہ رکھدیا تھا ۔ زیادہ
تر ملاقاتیں ابدالوں غیب کے مردوں سے رہا کرتی
تھین ذکر ابدال آپ نے انھین حضرات سے حاصل
فرمایا تھا ۔ جن ذکروں کو بعض مریدونکو تعلیم فرمائی تھی
بعض ابدال نے حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ سے
بیعت کی تھی جیسے کہ فخرالدین پیچو ۔ اسفندیار ہین
اور دوسرے بھی سب ابدال شیخ نورالدین بایزاد کے
حکم سے جو ان ابدالوں کے قطب تھے حضرت مخدوم سے
ملا جلا کرتے تھے انکا قصہ یہ ہو کہ ایکمرتبہ ابدالونکی جماعت
طواف مین مشغول تھی جب طواف سے فارغ ہوئی تو دیکھا میان
اسفندیار جماعت مین سے گم ہین ۔ اُن کا پتہ معلوم
نہین کہ کہان ہین انکی تلاش مین سارے ابدال
متوجہ ہوئے یہ دیکھا کہ ایک مکان کی کھڑکی کے سامنے
اپنی آنکھین جمائے ہوئے بیٹھے ہین سبنے اُنسے پوچھا
کہ کیا افتاد ہے کیون یہان بیٹھے ہو ۔ اسفندیار نے
کہا کہ اس کھڑکی سے مین نے ایک چودھوین رات کے چاند
کو دیکھا ہے جسکے رخسارے ایسے تھے ، جیسے پھول
ابھی کھلا ہو ۔ دو بھوین جیسے پہلی تاریخ کا چاند اسکی
محبت مین میرا دل سینہ سے پرواز کر گیا جسم

کہ مخصوص این طائفہ است مشغول شدند۔ ناگاہ
بدیدند کہ ہودج از بالاے سمٰوات با نورے کہ آفتاب
ازاں ذرۂ باشد نزول کردد پروانۂ از لاہوت
وشمعے از جبروت افروختہ وصورتے از فضای
صبوحی وقدوسی براں ہودج نشستہ حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ نیز بآن صورت براں ہودج
نشستہ وچار نفر آں ہودج برابر گرفتہ۔ سلطان
دائم کہ ملک ارواحست چادرے آوردہ برایشان
بر ہردو انداخت شیخ نورالدین بایزاد گفت آرے
یک نشان ہمین است یافتم نشانے دوم ببینم ناگاہ
بدیدند حضرت سید محمد حسینی الحسینی رضی اللہ عنہ بر مرکب
پیش سوار و ارواح اولیا باسم ہجومے کردہ اند
گرد بر گرد وے یکے درپیش ندائے کرد وتمت کلمۃ
ربک صدقاً وعدلاً شیخ نورالدین بایزاد گفت
دوم نشانے نیز یافتم اکنوں بروید سر بر آستانہ او
بنہید ومرید او شوید بعدہٗ ہمہ مرید شدندی فرمودند
یک[1] روز آب عظیم دیدم طول وعرض آں ماشاء اللہ
تاچہ قدر باشد اما عمق او تا کمر بود جمعے دراں
میروند یکے دراں میان منم ویک دختر ہموازنہ پانزدہ
سالہ ہمدراں میرود باہم تا کمر برہنہ بودیم
آں دختر را جمالے است کہ اگر حوران آن جمال

بیچارہ ناتوان ہوگیا۔ اس جگہ مین بیٹھ گیا سب
نے اوس سے کہا تم یہاں سے اُٹھو اس نے جواب دیا
کہ پاؤں مین اتنی قوت نہین ہے کہ چل سکین۔
قطب ابدال شیخ نورالدین بایزاد سعدالدین قفل
شکن اور منصور نے اسکے بارے مین حضرت بے
نیاز خداوند کریم سے عرض کی کہ کیا فرمان
ہوتا ہے۔ فرمان ہوا کہ اسفندیار میری جستجو
مین جلا ہوا ہے یہ میرے جمال کا شیفتہ ہے خود ہی
سے پوچھو کہ تیرا مطلب کیا ہے۔ اسفندیار نے
کہا کہ میرا مطلب گلے ملنا ہے فرمایا دونوں ہاتھ بڑھا
کے کھولدے۔ اور گود لینے کی طرح سے بنالے۔
اسی وقت وہی صورت (جسکو اسفندیار نے دیکھا
تھا) غیب سے پیدا ہوئی اور اسفندیار کو گود
مین پکڑ لیا جب اسفندیار نے اپنی گود مین پکڑنا
چاہا تو وہ صورت غائب ہوگئی اسی وقت اسفندیار
کے ایک درد عظیم پیدا ہوا اور ایسی حالت ہوگئی
کہ صبر وسکون جاتا رہا۔ اسی جماعت مین سے
ایک شخص نے کہا کہ سید محمد کو لوگ طبیب حاذق
کہتے ہین ممکن ہے اسکی دوا انکے پاس ہو۔ شیخ
نورالدین بایزاد و قطب ابدال نے اتفاق کیا۔
انھون نے کہا کہ ہم لوگ یہ چاہتے ہین کہ سید محمد
گیسو دراز رضی اللہ عنہ سے خرقہ حاصل کرین
اور انکے مریدون کی جماعت مین شامل ہوجائین

[1] سنہ ۹۴ کتاب اسمار الاسرار اسکی عبارت مین اور اصل
کتاب اسمار الاسرار کی عبارت مین فرق ہے۔

ایشان گم شد در طلب او شدند دیدند مقابل
دریچہ خانہ دو چشم بران داشتہ نشستہ است پرسیدند
تراچہ افتاد گفت از ین دریچہ یکماہ دو ہفتہ باغ
زارے چون گل نوشگفتہ و ابروے چون ہلال
نہفتہ نظارہ کردم دلم در ہواے او پرواز کرد تن
بیچارہ دریاے در آمد در اینجا نشستہ ام گفتند
ہلہ از اینجا برخیز گفت پاے راقوت آن نیست
ازین جا برود قطب ابدال شیخ نور الدین پایزاد
وسعد الدین قفل شکن ومنصور مناجات بہ
حضرت بے نیاز کردند در باب او چہ فرمان میشود فرمان
شد اسفندیار سوختہ طلب ماست شیفتہ جمال ہست
از واستکشاف کنید مطلوب تو چیست اسفندیار
گفت کہ کنار فرمان شد دستہا یکشاد وکنار
راساختہ شو ناگاہ ہما صورت از غیب پیدا شد
وکنارش گرفت کنار گرفتن ہمان غایب شدن
ہمان اسفندیار را درد عظیم پیدا شد وحالتے
روے نمود قرارش رفت بعضے از ایشان گفتند
سید محمد راطبیب حاذق گویند باشد کہ این دردرا
دوا برد باشد شیخ نور الدین اتفاق کردند گفتند
مامیخواہیم متشبث بخرقہ سید محمد گیسو دراز رضی
اللہ عنہ شویم ویکے از مریدان او گردیم شیخ
نور الدین پایزاد گفت میان ایشان نشانہاست
اگر آن پیدا شود بشما گویم تا مرید او شوید بذکر کو مراقبہ

خطرہ گذرتا تو وہ عالم غیب کا شخص مانع ہوتا روکتا
آپ اکثر اوقات پہاڑون ویرانون مین مشغول بحق
رہا کرتے تھے اور اگر کبھی شہر مین تشریف لاتے تو کسی
طرف نظر اوٹھا کر بھی ملاحظہ نہ فرماتے تھے۔ حتیٰ کہ
بعض لوگون نے آپکا نام سید دیوانہ رکھدیا تھا۔ زیادہ
تر ملاقاتین ابدالون غیب کے مردون سے رہا کرتی
تھین ذکر ابدال آپ نے انھین حضرات سے حاصل
فرمایا تھا۔ جن ذکرون کو بعض مریدونکو تعلیم فرمائی تھی
بعض ابدال نے حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ سے
بعیت کی تھی جیسے کہ فخر الدین پہچھو۔ اسفندیار مین
اور دوسرے بھی سب ابدال شیخ نور الدین پایزاد کے
حکم سے جو ان ابدالون کے قطب تھے حضرت مخدوم سے
ملاجلا کرتے تھے انکا قصہ یہ ہو کہ ایکمرتبہ ابدالونکی جماعت
طولت مین مشغول تھی جب ذکر اوسے فارغ ہوئی تو دیکھا میان
اسفندیار جماعت مین سے گم ہین۔ اُن کا پتہ معلوم
نہین کہ کہان ہین انکی تلاش مین سارے ابدال
متوجہ ہوئے یہ دیکھا کہ ایک مکان کی کھڑکی کے سامنے
اپنی آنکھین جمائے ہوئے بیٹھے ہین سبنے اُنسے پوچھا
کہ کیا افتاد ہے کیون یہان بیٹھے ہو۔ اسفندیار نے
کہا کہ اس کھڑکی سے مین نے ایک چودہوین رات کے چاند
کو دیکھا ہے جسکے رخسارے ایسے تھے۔ جیسے پھول
ابھی کھلا ہو۔ دو بھوین جیسے پہلی تاریخ کا چاند اسکی
محبت مین میرا دل سینہ سے پرواز کر گیا جسم

کہ مخصوص این طائفہ است مشغول شدند۔ ناگاہ
بدیدند کہ ہودج از بالاے سموات با نورے کہ آفتاب
ازان ذرۂ باشد نزول کردد پروانۂ از لاہوت
و شمعے از جبروت افروختہ و صورتے از فضای
صبوحی و قدوسی بران ہودج نشستہ حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ نیز بآن صورت بران ہودج
نشستہ و چار نفر آں ہودج برا یہ گرفتہ۔ سلطان
دائم کہ ملک ارواح است چادرے آوردہ بر ایشان
بر ہر دو انداخت شیخ نور الدین بایزاد گفت آے
یک نشان ہمین است یافتم نشانے دوم ببینم ناگاہ
بدیدند حضرت سید محمد حسینی الحسینی رضی اللہ عنہ بر مرکب
میش سوار و ارواح اولیا بالاسم ہجومے کہ دارند
گرد بر گرد وے یکے در پیش ندائے کرد و تمت کلمۃ
ربک صدقاً و عدلاً شیخ نور الدین بایزاد گفت
دوم نشانے نیز یافتم اکنون بروید سر بر آستانہ او
ہنید د مرید او شوید بعدہٗ ہمہ مرید شدند می فرمودند
یک [1] روز آب عظیم دیدم طول و عرض آن ما شاء اللہ
تا چہ قدر باشد اما عمق او تا کمر بود جمعے زران
میروند یکے دران میان منم و یک دختر موازنہ پانزدہ
سالہ ہمراہ ان میرود و ما ہسم تا کمر برہنہ بودیم
آن دختر را جمالے است کہ اگر حوران آن جمال

[1] سمہ ۹ ہم کتاب اسرار الاسرار اسکی عبارت مین اور اصل
کتاب اسرار الاسرار کی عبارت مین فرق ہے۔

بیچارہ ناتوان ہوگیا۔ اس جگہ مین بیٹھ گیا۔ سب
نے اوس سے کہا تم یہاں سے اٹھو اس نے جواب دیا
کہ پاؤں مین اتنی قوت نہین ہے کہ چل سکین۔
قطب ابدال شیخ نور الدین بایزاد سعد الدین قفل
شکن اور منصور نے اسکے بارے مین حضرت بے
نیاز خداوند کریم سے عرض کی کہ کیا فرمان
ہوتا ہے۔ فرمان ہوا کہ اسفندیار میری جستجو
مین جلا ہوا ہے یہ میرے جمال کا شیفتہ ہے خود ہی
سے پوچھو کہ تیرا مطلب کیا ہے۔ اسفندیار نے
کہا کہ میرا مطلب گلے ملنا ہے فرمایا دونوں ہاتھ بڑہا
کے کھولدے۔ اور گود لینے کی طرح سے بنالے۔
اسی وقت وہی صورت (جسکو اسفندیار نے دیکھا
تھا) غیب سے پیدا ہوئی اور اسفندیار کو گود
مین پکڑ لیا جب اسفندیار نے اپنی گود مین پکڑنا
چاہا تو وہ صورت غائب ہوگئی اسی وقت اسفندیار
کے ایک درد عظیم پیدا ہوا اور ایسی حالت ہوگئی
کہ صبر و سکون جاتا رہا۔ اسی جماعت مین سے
ایک شخص نے کہا کہ سید محمد کو لوگ طبیب حاذق
کہتے ہین ممکن ہے اسکی دوا انکے پاس ہو۔ شیخ
نور الدین بایزاد قطب ابدال نے اتفاق کیا۔
انھون نے کہا کہ ہم لوگ یہ چاہتے ہین کہ سید محمد
گیسو دراز رضی اللہ عنہ سے خرقہ حاصل کرین
اور انکے مریدون کی جماعت مین شامل ہوجائین

بنید از جمالش شرمندہ گردند واگر از عکس او خلعت حوران باشد حوران دعویٰ خدائی کنند و رنگ و رخسارہ وقد و بالا او از امرد شاب قطط[51] رمزے می فرمایند میان من و او مقدارے فرسنگے باشد آن دختر یک مرا بخود دعوت کرد چنانکہ شہے بر عروسے باحترام برند دران آب تا یک فرسنگ مرا تا اول غسل دادند شخصے از غیب الغیب شاہد شد جامہ بر ما انداخت چنانکہ کسے مر کسے را پوشد دران حالت خود را ہم بدان حسن و جمال عین آن دختر دیدم او عاشق من شد من عاشق او شدم ہمدرین میان از من و ازان دختر شخصے سر برکرد میان ہر دو دعوے افتاد میگفتم این پسر من است او می گوید این پسر من است او فریاد میگوید و می جہد و از ما ہر دو تبرا می نماید و می گوید نہ ازان توام نہ ازاں او من ازان خودام خود بخود و آں دختر بعد ازاں میگوید این پسر ازان منست من خود را عین او می یابم و آن آب کہ با تو گفتہ بودم سر بسر ہم منم می فرمودند وقتی[52] گاہ بہارے در بازار می گذشتم عورتے ظریفے شوخے غمزہ بازے عشوہ سازے کہ لباسش از

شیخ نور الدین بایزاد نے کہا کہ چند نشانیان ہین اگر وہ نظر آئین تو مین تم لوگون سے کہونگا کہ اُن کے مرید ہو جاؤ۔ یہ کہکر اوس ذکر و مراقبہ مین مشغول ہو گئے جو اس جماعت کے لئے مخصوص ہے ناگاہ یہ دیکھا کہ ایک ہودج آسمان سے ایسا نورانی اترا جسکے مقابلہ مین آفتاب کی روشنی ذرہ کے برابر معلوم ہونے لگی۔ پروانہ لاہوتی شمع جبروتی روشن ہیک صورت فضائے سبوحی و قدوسی کی اس ہودج مین بیٹھی ہے حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ بھی اسی ہودج پر اس صورت کے ساتھ جلوہ افروز ہین۔ چار شخص اوس ہودج کو پکڑے ہوئے ہین۔ ملائکہ ایم جو ر و حور کا بادشاہ ہے وہ چادر لایا اور ان دونون حضرات پر ہودج مین ڈالدی۔ شیخ نور الدین بایزاد نے کہا کہ ایک نشانی تو یہی ہے جسکو مین نے پا لیا۔ اب دوسرا نشان دیکھتا ہون۔ دفعتاً اُنھوں نے دیکھا کہ حضرت مخدوم سید محمد حسینی الحسینی رضی اللہ عنہ ایک سواری پر جو بیش کی ہے سوار ہین۔ اولیاء اللہ کی روحین ہجوم کئے ہوئے ہین۔ ایک روح آگے آگے ندا کرتی ہے تمت کلمۃ ربک صدقاً وعدلاً (ترے رب کا کلمہ صدق و عدل کے لحاظ سے پورا پورا ہے) شیخ نور الدین بایزاد نے فرمایا کہ دوسری نشانی بھی مین نے پالی۔ اب تم لوگ جاؤ اور آپ کے آستانہ فیض کاشانہ پر سر رکھدو۔ اس کے بعد سب کے سب مرید ہو گئے

[51] گھونگھر والے بال

[52] سمر ۲۴ کتاب اسمار الاسرار اسکی عبارت مین اور اصل کتاب اسمار الاسرار کی عبارت مین کسیقدر فرق ہے

قاب قوسین حکایت میکنند چشمهاش از ما
هو یدرک الابصار اشارت مینماید خنده و صوت
رانده میکنند قدر برد از ابر بندہ می سازد رخانش
از سحاب قدرتی رسیدن تابشی می نمودند پستانش
از ربوبیت بر آمده نشانی میدادند جنبش بر زبر تا بال
نشانی می نمود دست در رستہ باز انشسته
برگ سیوتی بنفشه دلشاد کرده برگ دادند دوان
برگ فروشہ با هریکی رنگ پیری کی کرد و
ایشان را بجان سپاری سپرده مرا بسوے خود
دعوت کرد من چه ره روم که مرشد ودا عے
الی الله امر سعد آری ایل کردم با واز لطیف
نغمۂ ظریف این بیت میخواندند

تو کہ ہمہ جہان را جان است
سلطان منی و منتہی سلطان است
تو جان منی ما جهان را جان است
تو آن منی همه جهان آن من است

زبانم گوش از دست شد شنیدن بیات فرود
افتاد خواستم ساز تن هوش او نمایم دیدیست
قربت ستند بدر سواد رست مند شوم تا گمان آن جانب
و آن جهان جهد تحفہ ات با من گفت بایست
ای ست قدم که ترا از زینے و دوش
مردان حق نیست در اشنا رای شوق بس غالب
آمدم خواستم قدم پیش نهم چه پیش نهم به آن دکان دران

حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ایک
دن مین نے بہت بڑا (لمبا چوڑا) دریا دیکھا لمبائی
چوڑائی اس کی اتنی تھی جتنی کہ اللہ تعالےٰ نے
چاہی غرضکہ وہ زیادہ ہوگی لیکن اوس کی
گہرائی کمر تک تھی۔ ایک جماعت اسکے اندر جاری
تھی۔ اون ہانیوں کے درمیان مین ایک
مین بھی ہون ایک لڑکی بھی جسکی عمر پندرہ برس
کی ہوگی انھین لوگون مین جا رہی تھی۔
مین کمر تک برہنہ تھا اور وہ لڑکی ایسی خوبصورت
تھی۔ اگر حورین اسکی صورت دیکھتین تو اسکی
خوبصورتی سے شرمندہ ہوتین۔ اگر اس کی صورت
کا عکس حورون کی صورت پر پڑ جاتا تو حورین خدائی
کا دعوے کرتین اسکا رنگ اور رخسارہ اور اسکا
قد بالا نوجوان بے ڈاڑھی مونچھ والے گھونگھر والے
بال والے سے رمز وکنایہ کر رہے تھے۔ میرے
اور اس لڑکی کے درمیان مین ایک کوس کا
فاصلہ تھا اُس لڑکی نے مجھکو خود ہی بلایا جیسے کہ نوشہ
کو شادی مین باحترام لیجاتے ہین مجھے بھی لیچلے
اوس دریا مین مجھکو پہلے اوس مقام پر جو میرے
خیال مین اوس لڑکی سے ایک کوس کے فاصلہ
پر ہوگا غسل دیا پھر غیب الغیب کا ایک شخص حاضر
ہوا اور اس نے مجھ پر ایک کپڑا ڈال دیا۔ جیسے
کوئی شخص کسی شخص کو چھپا دیتا ہے اسی حالت مین

بازار نہ آن نظارہ دید آن نگاہ پر کار متحیر استادہ ماندم وقتی حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ را باروح سلطان العارفین شیخ بایزید بسطامی قدس اللہ سرہ العزیز ملاقات شد گفتند ایہا السلطان تو گفتہ کہ ہر کسے سر چیزی فرو د آورد ما ئیم کہ ہیچ چیزے سر فرود نیاورده ایم سلطان گفت آرے حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ گفتند بگوئید شما سر ہم بدین فرود آورد دید و نیز وقتی باروح جنید ملاقات شد فرمودند یا سید الطائفہ شما فرمودہ اید کہ ہزار در ہزار مرد را این دریا فرو برد کہ ما ئیم کہ سر بر آوردیم گفتند آری حضرت مخدوم گفتند ہیچ بگوئید کہ شکلے این دریا شما را ہم فرو برده چنانکہ سر بر نیاورد دید و نیز وقتے باروح احمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ ملاقات شد فرمودند گاہی شما برادر خود امام محمد غزالی رفتہ بودید ایشان در تلاوت بودند شما سلام گفتید امام محمد این آیت را تمام کرد و مصحف را گردانیدہ و رد سلام کرد و گفت نہ آنکہ ترا گفتم رعایت شرع می باید کرد در وقت تلاوت چہ جائے سلام است کہ شما گفتید آری مخدوم در تلاوت خیر بودند در بازار کفش برائے خریدن کفش رفتہ بودند یا آنکہ امام محمد خادم را در بازار کفش برائے خریدن کفش فرستادہ بودند در ان حالت این خطرہ مزاحم وقت ایشان بود گفتند

تین نے سی حسن وجمال کے ساتھ اپنے آپ کو اوس لڑکی کا عین دیکھا وہ لڑکی مجھپر عاشق ہوگئی اور مین اسپر عاشق ہوگیا۔ اس درمیان مین میرے اور اسی لڑکی کے بیچ مین سے ایک شخص نے سر باہر نکالا۔ وہ لڑکی اور مین دونون دعوے کرنے لگے۔ مین کہتا تھا کہ یہ لڑکا میرا ہے وہ لڑکی کہتی تھی یہ لڑکا میرا ہے اور لڑکا فریاد کر رہا تھا اور اچھل کود رہا تھا اور ہم دونوں سے انکار کر رہا تھا کہ مین نہ تجھسے ہون اور نہ اوس سے۔ مین اپنے آپ سے ہون۔ اسکے بعد جب وہ لڑکی کہنے لگی کہ یہ لڑکا میرا ہے تو مین اپنے آپ کو اس کا عین پاتا تھا اور دیکھتا تھا کہ وہ دریا جسکو مین نے تمکو بتایا ہے وہ بھی سر بسر مین ہی ہون، آپ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ فرماتے ہین [1] کہ ایکدفعہ مین بہار کے زمانہ مین بازار سے گزرتا تھا۔ ایک عورت خوش مزاج۔ شوخ وشنگ۔ غمزہ باز۔ عشوہ ساز جسکے لب قاب قوسین کی حکایت یاد دلاتے تھے اور اس کی آنکھین ہو یدرکہ الابصار کے اشارے بتاتی تھین۔ اسکا ہنسنا مردونکو زندہ کرتا تھا اور آزادونکو غلام بناتا تھا۔ اوسکے رخسار کا تل چمک کیوجہ سے سحاب قدوسی و سبوحی کی چمک کھاتا تھا اور اسکے پستان عالم ربوبیت سے اوبھر کر صاف نظر

[1] کتاب اسرار الاسرار کا یہ بالیسوان سمر ہے اس متن کی عبارت مین اور اصل کتاب اسرار الاسرار کی عبارت مین کسیقدر فرق ہے ۱۲

آری حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ فرمودند اگر
امام محمد دنبال خادم بغرض خود می گشت شمابی
غرض دنبال او برائے چہ می گشتید برسر سر
فرود افگندہ ماندند و نیز وقتی خدمت مولانا
علاؤالدین گوالیری برائے پابوس حضرت مخدوم
رضی اللہ عنہ در گلبرگہ رفتہ بودند در سنہ ۹۰۶ھ
و شمانمایہ تمہیدات قاضی عین القضاۃ و فصوص
پیش حضرت مخدوم رضی اللہ خواندند خواستند کہ
سوانح بخوانند حضرت مخدوم این حکایت
فرمودند کہ من در دہلی سوانح را سبق گفتن آغاز
کردم خواجہ احمد غزالی را در واقعہ دیدم مراگفت
تا غایت کتاب من بکر رفتہ است تو میخواہی سبق
بگوئی حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ فرمودند شیخ شما
پیش مردان نام بکر شدید مردان از چگونہ گذرند شیخ
گفت آری نگذرند اما مشقت ببینید عقب این
حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ تا شش ماہ تپ لازم شد
بعد ازان باز شیخ احمد غزالی را در واقعہ دیدند
استادہ می خندیدند و می گفتند مشقت دیدی
حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ ساکت شدند شیخ احمد
گفت اکنون سبق بگوئی بندہ فرمودند مولانا
علاء الدین از شیخ احمد از ان بخواہیم بعد ازان ترا
سبق بگویم دوم روز فرمودند مولانا علاء الدین من
از شیخ از جہت تو اجازت خواستم شیخ فرمودند

آرہے تھے اور اسکی پیشانی جو چودہین رات کے چاند
کیطرح روشن تھی وہ عورت مستانہ بازار کے راستہ
مین بیٹھی پان بیچ رہی تھی دیتے رکھنے والے
اوسکے گرد جمع تھے اور ہواؤن ہر ایک رنگ بیزی
کررہی تھی۔ ان نظارہ کرنے والون کو اس نے ہیجان
حالت مین چھوڑ کر مجکو اپنی طرف بلایا۔ بھلا مین کیسے
نجاتا۔ مین پیر ہون احمد کی تحفہ کو اللہ کی طرف
بلانے والا ہون۔ بہر حال تھوڑی دیر مین نے اسی
حیص بیص مین تامل کیا کہ اُسنے نہایت ہی عمدہ نغمہ اور لطیف
آواز لطیف مین یہ شعر پڑھا ؎

آنم کہ ہمہ جہان بفرمان منست ※ ایمان من و کفر تو سلطان منست
تو جان منی ہمہ جہان باشت ※ توان منی ہمہ جہان آن منست

ضبط کی باگ ہاتھ سے جاتی رہی وجاہت کی لگام
نیچے گر پڑی۔ مین نے چاہا کہ جلدی سے اوس کے
پاس پہنچ جاؤن اور قریب ہونے کی دولت سے
سعادت حاصل کرون دفعتہ اوس دنیا کی جان
نے جو اللہ رحمن کا ایک تحفہ تھی مجھسے کہا کہ ٹھہر
جا۔ اے کمزور پیر والے تیرے پاس بازو اور
کاندھا خدا کے مردون کا سا نہین ہے۔ اسی اثناء
مین مجھپر شوق کا غلبہ ہوا مین نے چاہا تھا کہ
قدم آگے بڑھاؤن مگر کیا دیکھتا ہون کہ اوس بازار
مین نہ وہ دوکان ہے اور نہ وہ تماشہ اور نہ وہ
نگار پرکار حیرت مین مین کھڑا کا کھڑا رہ گیا۔

مولنا علاء الدین را آن کتاب سبق بگوی
اکنون بیا بخوان خدمت مولانا علاء الدین گوالیری
و ہر دو مخدوم زادگان قدس اللہ سرہم مرتب
بخواندند و یک شرحی مخدوم زادہ بزرگ نشستند و
یک شرح مولانا علاء الدین بنشستند و در نظر حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ گذرانیدند حضرت مخدوم ہر
دو را پسندیدند و با خدمت مولنا علاء الدین
فرمودند این شرح را آشکار مکنی تا آنکہ از شیخ احمد
غزالی اجازت نیابی میفرمودند دقتی از کنہبایت
در پٹن میرفتم امساک باران بود موشی بسیار
سقط شدہ بود جانوران ازان میخوردند زاغے
بر شاخے نشستہ میگفت اَللّٰھُمَّ یَا وَاسِعَ
الْمَغْفِرَۃِ وَسِّعْ عَلَیْنَا رِزْقَنَا بِفَضْلِکَ
یَا رَحِیْمُ یَا وَھَّابُ یَا کَرِیْمُ یَا تَوَّابُ تعجب
ماندم کہ اہل این زمین را مصیبتی رسیدہ است و
زاغان را از فراغی رزق و نعمت نعمۂ شکر زیادت
شد دانستم کہ لطفہ قہرہ وقہرہ لطفہ حضرت مخدوم
رضی اللہ عنہ را صحبت با منصور ابدال ہم بود واو
عمر دراز داشت امیر المومنین حسین علیہ السلام
را آب بکے کردہ بود آنروز کہ سید الشہدا را
زادند اول در کنار او نہادہ بودند و قتیکہ

ایک وقت حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ کو بایزید
بسطامی سلطان العارفین رضی اللہ عنہ کی روح
سے ملاقات ہوئی حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ نے کہا
کہ اے سلطان آپ نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ
ہر شخص نے کسی نہ کسی چیز کی وجہ سے اپنا سر نیچا
کیا ہے۔ ایک مین ہون جس نے کسی وجہ سے
سر نیچا نہین کیا۔ سلطان العارفین نے فرمایا ہان
مین نے یہ کہا ہے حضرت مخدوم رضی اللہ نے
فرمایا کہ آپ نے بھی دین کے سامنے سر نیچا نہ کیا
ایک وقت حضرت مخدوم سے اور سید الطائفہ
حضرت جنید بغدادی کی روح سے ملاقات ہوئی
حضرت مخدوم نے عرض کی اے سید الطائفہ آپ
نے یہ فرمایا ہے کہ ہزارہا مردوں کو اس دریا نے
(معرفت نے) ڈبو دیا اور اس کی تہ سے کوئی
نہین نکلا صرف مین ایک ایسا ہوں جس نے
دریا کی تہ سے سر اونچا کیا ہے حضرت سید الطائفہ
رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا ہاں مین نے یہ
کہا ہے حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ نے کہا
کاش یہ دریا آپ کو بھی اوسی تہ مین لیکر
ڈبو دیتا جہان دوسرے ڈوبے ہین تو آپ کا
سر بھی اوپر نہ نکلتا اور نہ آپ باہر آسکتے تھے
ایک مرتبہ امام احمد غزالی کی روح پر فتوح سے
بھی حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ سے ملاقات

۵ سمرہ کتاب اسمار الاسرار کی عبارت مین اور اس
کتاب کی عبارت مین کسیقدر فرق ہے۔

حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ از خانہ بیرون آمدہ می
رفتند می بینند مردی نزدیک مسجد جامع دہلی
کہنہ قی میکند یخنی و تکہ ہاے گوشت بیرون
می اندازد و سگی گرگین جامانده آنجا افتادہ آنرا
می خورد و مردمانیکہ دراں راہ میگذرند آن مرد
را دشنام میدہند چون فارغ شد از آنجا در
یک تالاب رفت حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ
در جبین او آثار نعمت دیدند بدنبال او رفتند
تا سر انجام کار او ببینند آن مرد در حوض در
آمد وضو کرد در مصلی [illegible] بسیار کرد و دوگانہ
بگذارد و مستقبل قبلہ نشست و حضرت بندگی
مخدوم رضی اللہ عنہ گفتند ترا سوگند میدہم
بدان خدای کہ ترا آفرید و مرا بیافرید در
جبین تو آثار نعمت ہویدا است بگو کہ
تو کیستی گفت کہ چون بخدا سوگند دادی گفتن حال
خود ناچار است گفت من مردی ام از طائفہ ابدال
مرا رکن الدین نام است از اینجا [illegible] ہزار
کروہ زمین بودم مرا گفتند بدر مسجد جامع دہلی
کہنہ سگ ست گرگین جامانده رزق او ہر روز
چند قدح یخنی و چند تکہ گوشت از فلان محل کردہ ایم
و آوندان شکم تو تو آنجا برو آن گوشت
و یخنی را بخور و بخوراں آن سگ را بضرورت
آمدہ ام آنچہ فرمودہ کردم و دیدی کہ مردمان چہ ہا می

ہوئی آپ نے فرمایا کہ اب کبھی اپنے بھائی امام محمد
غزالی کے پاس ایسی حالت میں گئے تھے کہ وہ تلاوت
کلام مجید میں مصروف تھے آپ نے سلام کیا امام
غزالی نے آیت تمام کی اور کلام مجید کو بند کر دیا
سلام کا جواب دیا اور کہنے لگے کیا میں نے تم سے
نہیں کہا تھا کہ شرعی مسائل کی رعایت کرنی چاہیے
تلاوت کے وقت سلام کرنے کا کیا موقع ہے
آپ نے کہا۔ ہاں مخدوم تلاوت قرآن میں مصروف
نہیں تھے بلکہ جوتے کے بازار میں جوتہ خریدنے کیلئے
تشریف لیگئے تھے یہ بات تھی کہ امام محمد نے
خادم کو جوتے کے بازار میں بھیجا تھا تاکہ وہ خرید کر
جوتا لائے۔ اسی حالت میں یہ خطرہ دل میں آیا۔ امام
احمد نے کہا جی ہاں حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ نے
فرمایا کہ اگر امام محمد اپنی غرض سے خادم کے پیچھے
پیچھے پھر رہے تھے تو آپ اونکے پیچھے بے غرض
کیوں بازار میں گھوم رہے تھے اونھوں نے
سر نیچا کر لیا۔ ایک مرتبہ مولانا علاء الدین گوالیری
حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ کی قدمبوسی کے لیے
گلبرگہ آئے تھے سنہ [illegible] ہجری میں تمہیدات قاضی
عین القضاۃ درس حضرت مخدوم کے حضور
میں انھوں نے پڑھی جب [illegible] پڑھنا چاہا تو
حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ نے یہ حکایت ارشاد فرمائی

۵ شیخ احمد غزالی کی ایک تصنیف ہے ۱۲

گفتند ضرورت است تحمل باید کرد بعدہ حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ با او عقد محبت بستند و اخوت
کردند و از وے چیزے بسیار از مشغولیہا باطنی
بگرفتند و نیز میفرمودند مولانا حسام الدین
نام مردے بود از پیوستگان بندگی شیخ الاسلام
شیخ نصیر الدین رضی اللہ عنہ حضرت مخدوم رضی
اللہ عنہ را مزاحم می بود کہ مرا تلقین ذکر کنند
حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ ہر بار او را می گفتند
کہ وقت مجاہدہ و ریاضت تو گذشتہ است ذکر
و مراقبہ بغیر مجاہدہ تاثیر نمیدہد او عجز و الحاح
بسیار می کرد حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ ہر بار
او را جواب میگفتند چون او باز گشت مردی
بر حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ آمد و گفت آن مرد
پیر پر توجہ گفت و تو ہر بار بر وے رد میکردی حضرت
مخدوم تمام کیفیت بر و گفتند او گفت میر من
سید من ترا چیزے بگویم اگر تو از میان
مریدان و معتقدان خود نہی و برای صورت
تلقین کنی اگر مقصود او حاصل نشود فردا روز قیامت
جنگ او و دامن من خواہ پیر باشد خواہ جوان
شرایط تلقین ذکر آوردن کیچری و ہیزم و زیارت
بعضی مشائخ قدس اللہ ارواحہم حضرت مخدوم
رضی اللہ عنہ از درمیان یاران و مریدان رسم
نہادند و آن پیر را نیز تلقین ذکر کردند بیشتر غرض

کہ مین نے دلی مین سوانح کا سبق پڑھانا شروع
کیا تھا کہ خواجہ احمد غزالی کو مین نے عالم واقعہ
مین دیکھا کہ مجھسے فرما رہے ہین کہ ابتک میری کتاب
اچھوتی (بکر) تھی اب تم چاہتے ہو کہ سبق پڑھاؤ
حضرت مخدوم نے عرض کیا کہ شیخ تم مردون
کے سامنے اچھوتی (بکر) کا نام لیتے ہو۔ مرد پھر اس
سے کیسے گذر سکتے ہین۔ امام غزالی نے فرمایا اچھا نہ
گذرین مگر مشقت بھی دیکھینگے۔ اس کے بعد ہی
حضرت مخدومؒ کو چھ مہینے برابر بخار آتا رہا۔ اسکے
بعد پھر خواجہ احمد غزالی کو عالم واقعہ مین آپ نے
ملاحظہ فرمایا کہ کھڑے ہوئے ہنس رہے ہین اور یہ
فرماتے ہین کہ تم نے مشقت دیکھی۔ حضرت مخدوم
نے سکوت اختیار کیا کچھ جواب نہین دیا۔ شیخ
نے فرمایا کہ اب سبق پڑھاؤ۔ اس قصہ کے بعد
آپ نے مولانا علاء الدین سے ارشاد فرمایا کہ شیخ
احمد غزالی سے اجازت حاصل کر لون تو اسکے
بعد تمکو پڑھاؤنگا۔ دوسرے دن آپ نے ارشاد فرمایا
کہ مولانا علاء الدین شیخ غزالیؒ سے مین نے تمہارے
پڑھانے کی اجازت چاہی تھی اونھون نے اجازت
دیدی کہ مولانا علاء الدین کو سوانح کا سبق
پڑھا دیا کرو۔ اب آؤ پڑھو مولانا علاء الدین گوالیری
اور دونون مخدوم زادے قدس اللہ سرہم ساتھ
ساتھ پڑھتے تھے اور سوانح کی ایک شرح بڑے

او حاصل شد بعدہ او را پرسیدند تو کیستی او
نیز گفت من از مردمان غیب ہستم و با او نیز حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ صحبت بسیار داشتند و فوائد
بسیار برگرفتند و نیز وقتی می فرمودند کہ با
روح پاک حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
ملاقات شد پرسیدم یا رسول اللہ می آرند کہ
شما را وقتی در این دوست تواجد بود شعر

لَقَدْ لَسَعَتْ حَيَّةُ الْهَوٰى كَبِدِيْ
فَلَا طَبِيْبَ لَهَا وَلَا رَاقِيْ
اِلَّا الْحَبِيْبُ الَّذِيْ قَدْ شُغِفْتُ بِهٖ
فَعِنْدَهٗ رُقْيَتِيْ وَتِرْيَاقِيْ

فارسیہ

از مار غمت گزیدہ دارم جگری
کورا نکند ہیچ فسونی اثری
جز دوست کہ من شیفتۂ عشق ویم
افسون علاج من چہ داند دگری

ہمچنین بود حضرت رسالت پناہ فرمود صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم آری مرا سہ کرت تواجد بود یکبار
ہمین و دو بار آن زمان کہ در شب معراج رفتم
فرمان حضرت عزت در رسید کہ بقبۃ النور بر فرود
آن مقامی ست زیر عرش رفتم آواز برآمد من
علی الباب گفتم انا محمد پس آواز برآمد کہ فارجع یعنی
باز گرد اینجا صاحب ما دنی را جا نیست باز گشتم

صاحبزادے سنے اور ایک شرح مولٰنا علاء الدین
گوالیری نے لکھی اور حضرت مخدوم رضی کی خدمت
مین پیش کی آپ نے دونوں شرحین پسند فرمائین
مولٰنا علاء الدین سے یہ ارشاد فرمایا کہ
اس شرح کو جبتک شیخ احمد غزالی رضی اللہ
عنہ سے اجازت نہ لے لینا۔ لوگون پر ظاہر نہ کرنا
حضرت مخدوم رضی فرماتے تھے کہ ایکدفعہ مین
کنہبایت سے مین جا رہا تھا امساک باران
کی وجہ سے قحط تھا۔ مویشی بہت مرے تھے
جانور انھین کھا رہے تھے ایک پرندہ ڈال پر بیٹھا
ہوا کہہ رہا تھا اللّٰھُمَّ یَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَةِ وَسَّعْتَ
عَلَیْنَا رِزْقَنَا بِفَضْلِكَ یَا رَحِیْمُ یَا کَرِیْمُ یَا وَھَّابُ
یَا تَوَّابُ (اے اللہ تیری مغفرت بڑی وسیع ہے
ہم لوگوں پر تو نے ہمارا رزق وسیع کر دیا ہے تو نے اپنے
فضل سے اے رحیم۔ اے وہاب اے کریم اے
تواب) مین نے تعجب کیا کہ اس زمین والونکو
تو مصیبت درپیش ہے اور کوے رزق کی کشادگی
کیوجہ سے شکر بہ زیادہ کر رہے ہین مین نے
جان لیا کہ اسکا لطف قہر ہے اور اسکا قہر
لطف ہے۔ لطفہ قہرہ وقہرہ
لطفہ

سمر ۱۲۵۶ کتاب اسرار الاسرار مین اسکی عبارت مین
اور اصل کتاب کی عبارت مین کسیقدر فرق ہے ۱۲

فرمان در رسیده که رفته بودے گفتم آرے
دانچه دیده بودم گفتم بعده فرمان می شد که مرا
می گویند کسی که او مثل گوید او را در حضرت ما بار
نیست بعده فرمان شد که ای محمد بار دیگر
برو اگر ترا پرسند که کیستی بگو بیچاره شکسته
همین بود که حلقه در زدم آواز بر آمد که کیستی بدانچه
راه بر کرده بودند گفتم در بکشادند و شش
نفر آنجا بودند مقیم ایشان من شدم ناگاه نغمه لطیف
بر آمد الی الی بالهمه و تواجد شدند من هم تواجد
کردم تا آنکه دستار از سر من بیفتاد و بهمه قسمت
کردند در قبته النور نشسته بودند بر آن حضرت
رسالت پناه صلی الله علیه وآله وسلم طاقیه را ست
کردند و هر یکے بر سر داشتند بعده مرا گفتند
اینجا خرقه ست زیر آن خرقه استاده شو چند
هزار سال باشد که این خرقه اینجا آویخته اند
تا کرا نصیب کنند رفتم آنجا ایستاده شدم آن
خرقه از جائیکه بسته بودند جدا شد و در من
افتاد بعده همه مبارک کردند و گفتند ترا چیزے
دادند که هیچ پیغمبر را که پیش از تو بوده اند نداده اند
بعده من از حضرت عزت جل شانه پرسیدم که این
خرقه را بکسے دیگر هم بدهم یا بر خود بدارم فرمان
شد هر که سر گوید او را بده از آنجا باز گشتم ابو بکر و عمر
عثمان هر یکے پرسیدم ایشان چیزہائے دیگر گفتند

حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ کو منصور ابدال سے
بھی صحبت تھی منصور ابدال کی عمر بہت زیادہ
تھی حضرت امیر المومنین سید الشہدا حسین
علیہ السلام کے منصور ابدال اتالیق تھے جس روز
حضرت سید الشہدا پیدا ہوئے تو انھیں کی گود
مین ڈالے گئے تھے۔ ایک وقت حضرت مخدوم
گھر مین سے برآمد ہوے اور کہین جاتے تھے
آپ نے دیکھا کہ ایک شخص مسجد جامع دہلی کے
کے قریب قے کر رہا ہے اور قے مین گوشت کی
بوٹیاں گر رہی ہین ایک بھوکھا کتا وہاں کی گری
ہوئی قے اور وہ بوٹیاں کھا رہا ہے۔ جو لوگ اس
راستہ پر گذرتے تھے وہ اس قے کرنیوالے
کو گالیاں دیتے تھے جب وہ قے کر چکا تو وہان
سے ایک تالاب کیطرف گیا حضرت مخدوم خواجہ
نے اس کی پیشانی پر آثار نعمت عرفان دیکھے اسکے
پیچھے ہولئے تاکہ اسکا حال معلوم کرین وہ قے کرنے
والا حوض پر آیا کلی کرنے مین اس نے مبالغہ
بہت کیا اور وضو کرکے نماز پڑھی اور رو بقبلہ
ہوکے بیٹھا حضرت مخدوم خواجہ نے اس سے
ارشاد فرمایا مین تمکو اس خدا کی قسم دیتا ہون جس نے
مجھکو اور تمکو پیدا کیا اور تمھاری پیشانی مین آثار
نعمت ظاہر فرمائے مجھے بتاؤ کہ تم کون ہو، اس
نے کہا کہ آپ نے جب قسم دیدی تو اپنا حال بتاتا

بعدہ علیؓ را پرسیدم کہ خرقہ ترا دہم چہ کنی گفت
عیب مردمان بپوشم بعدہ علیؓ را دادم سیوم
با آن بار بود کہ چون این آیت نازل شد الم یعلم
بان اللہ یری مرا ذوقی دست داد کہ حق تعالی
مرا می بیند کہ من در طلب او در دعوت سوی او چہ
مشقت و محنت می کشم وقت من خوش شد
در تواجد شدم خدیجہ مرا بدین حالت بدید گفت
ترا چہ افتاد گفت این آیہ مرا در تواجد آورد خدیجہ
رضی اللہ عنہا نیز در پای من افتاد و بیخود شد
کہ مرا خدا تعالی می بیند کہ من محبت او باتو این
معاملہ میکنم نیز وقتی مردمان در روز عرس امیر المومنین
علی کرم اللہ وجہہ و رضی اللہ عنہ اختلاف میکردند
حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ را با روح امیر المومنین
علی کرم اللہ وجہہ ملاقات شد ہم از ایشان پرسید
کہ نقل شما در کدام روز است فرمودند در ہفدہم
ماہ رمضان المبارک وقتی بزیارت شیخ الاسلام
شیخ فرید الدین قدس اللہ روحہا در اجودہن رفتہ
بودند خدمت شیخ منور نبیسہ بندگی شیخ فرید الدین
رضی اللہ عنہ مقام نزول برای حضرت مخدوم
در روضہ حضرت شیخ دادہ بودند آنجا فرود آمدہ بودند
روزی آنجا حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ مشغول
بودند ناگاہ کسی از نفران شیخ منور آنجا در آمدہ چہ
بیند سر علاحدہ افتادہ است و دستہا علاحدہ

ضروری ہوگیا۔ میں ایک مرد ہوں ابدالوں کی جماعت کا
میرا رکن الدین نام ہے یہاں سے تقریباً ہزار کوس زمین پر
میں تھا۔ مجھسے کہا گیا کہ یہاں دلی کی جامع مسجد کے دروازہ
پر ایک کتا بیمار پڑا ہے آج ہم نے امسکا رزق چند
پیالہ شوربہ اور کچھ گوشت کی بوٹیاں معین کی ہیں
جو فلاں جگہ پر ہیں اور ان چیزوں کا برتن تیرا پیٹ
ہے تو وہاں جا اور گوشت اور شوربے کو کھا اور
اس کتے کو کھلا۔ لہذا میں اسی ضرورت سے
یہاں آیا اور جو کچھ حکم فرمایا وہ میں نے کیا۔ تمنے
یہ دیکھا کہ لوگ کیا کیا باتیں کر رہے تھے۔ اسکی
ضرورت ہے کہ برداشت کیا جائے۔ اس کے
بعد حضرت مخدومؓ نے اسکے ساتھ صحبت کی گرہ
باندھی اور بھائی چارہ کیا۔ اور بانسی شغل
اس سے حاصل فرمائے۔ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ
فرماتے تھے کہ ایک شخص تھے کہ جنکا نام مولانا
حسام الدین تھا وہ حضرت شیخ الاسلام شیخ
نصیر الدین محمود رضی اللہ عنہ کے مریدوں میں
سے تھے وہ ہمیشہ حضرت مخدومؓ سے اصرار کیا کرتے
تھے کہ مجھکو ذکر کی تلقین فرمایئے۔ حضرت مخدومؓ
ہر مرتبہ یہ ارشاد فرما دیتے تھے کہ آپکے کئے مجاہدہ
و ریاضت کا زمانہ گزر گیا۔ ذکر وہ مراتب مجاہدہ
کے تاثیر نہیں کرتا۔ وہ بہت عاجزی کرتے اور
گڑگڑاتے تھے حضرت مخدومؓ بھی جواب میں

بیرون آمد و فریاد کرد کہ بیائید بہ بینید خدمت سید محمد حسینی را کسے کشت مردمان بسیار دویدند چون بیامدند بہ دیدند نیکو سر مستقبل قبلہ نشستہ این حکایت در خانقاہ خدمت شیخ منور مشہور است وقتی بہ زیارت بی بی فاطمہؓ سام[۵۱] در اندریتہ رفتہ بودند نزدیک قبر مبارک در مراقبہ شدند با روح بی بی فاطمہؓ سام ملاقات شد گفتند وقتی[۵۲] از مقام دم مرتبہ خود چیزی بگوئید بی بی گفتند وقتی از مقام در بالا در حضرت میرفتم بر در آسمانی رسیدم آنجا دربانان مرا گفتند بایست تا اذن شود من ہمانجا نشستم و سوگند خوردم تا مرا خود از اینجا بواسطہ نبرند نروم حضرت بی بی خدیجہ و حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہما و حرم و دیگر دختران حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آمدند و گفتند فرمان ست بیا مارا

[۵۱] دہلی مین حضرت محبوب الٰہیؒ کے مزار کو جاتے ہوئے راستہ پر اِنکی حضرت بی بی فاطمہ سامؒ کا مزار مبارک ہے جسکے کتبہ پر یہ لکھا ہے حضرت بی بی فاطمہ سامؒ قدس سرہا از صالحات وقانتات و عابدات زمانہ بود و سلطان المشائخؒ در روضہ او بسیار مشغول بودی در مناقب او غلو فرمودی و زمانہ حیات او دریافتہ بود در ۶۴۳ھ جان بجان آفرین سپرد ۱۲

[۵۲] این حکایت در اخبار الاخیار و جوامع الکلم مذکور است ۱۲

ہر بار یہی ارشاد فرما دیتے تھے۔ جب وہ چلے گئے تو ایک شخص حضرت مخدومؒ کے پاس آیا اور اسنے کہا کہ یہ بڈھا آپ سے کیا کہہ رہا تھا اور آپ ہر مرتبہ اوسکے سوال کا جواب کیا دیتے تھے حضرت مخدوم نے ساری کیفیت بیان فرمائی اوس مرد نے کہا کہ میرے پیر میرے سید مین آپ کو ایک چیز بتلا دوں اگر آپ اسکو اپنے مریدوں و معتقدوں مین رواج دین اور اسی روش پر تلقین کیا کرین پھر مقصود اسکا حاصل نہ ہو تو کل قیامت کے دن اسکا چنگل اور میرا دامن خواہ وہ بوڑھا ہو خواہ جوان ہو۔ **شرائط تلقین ذکر** کھچڑی اور لکڑی کا لانا اور بعض مشائخ کی زیارت کرنا ہے قدس اللہ ارواحہم۔ حضرت مخدومؒ نے دوستون اور مریدون مین اسکا رواج دیدیا اور ان بوڑھے مولانا حسام الدین کو بھی ذکر کی تلقین فرمادی چنانچہ انکی بہت سی غرضین حاصل ہوگئین اس کے بعد آپ نے اوس مرد کو پوچھا کہ آپ ہین کون صاحب اوس نے بھی یہی کہا کہ مین مردان غیب سے ہون انکے ساتھ بھی حضرت مخدوم نے بہت دن تک صحبت رکھی اور بہت سے فوائد حاصل فرمائے۔ ایک وقت حضرت مخدومؒ فرماتے تھے کہ روح پاک حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی ملاقات ہوئی مین نے

براے آوردن شما فرستادہ اند گفتند
شما خوند کار منند مرا چہ قدرت کہ باآمدن شما نزوم و
لیکن من سوگند خوردہ ام کہ تا مرا بغیر واسطہ
نبرند نزوم بی بی خدیجہ و بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہما
درحضرت عرضہ داشتند فرمان شد شما دور شوید
ناگاہ نغمۂ لطیف وصوتی ظریف ندا کردند الیٰ
الیٰ الیٰ آنگاہ من پیشتر شدم در زمانے کہ حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ در گوالیر از دھلی در جاد شہ
مغل آمدند در خانۂ خدمت شیخ علاء الدین گوالیری
فرود آمدند ایشاں خلق خود را بجا نہاسے
اقارب خود بردند آنجا برادر شیخ علاء الدین
راکہ مولنا شمس الدین نام داشت زحمتی
عظیم حادث گشت حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ
ہمانجا بودند۔ خدمت علاء الدین پیش مخدوم
رضی اللہ عنہ گذرانیدند کہ مخدوم در حق او دعا
کنید تا صحت شود فرمودند فردا بیا جواب خواہیم
گفت روز دیگر خدمت مولانا علاء الدین رفتند
حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ فرمودند مولانا در حق
برادر شما دعا کردم فرمان شد کہ عمر او تمام
شدہ ست و دہ روز دیگر باقی ماندہ ست خدمت
مولنا علاء الدین عرضہ داشتند دعائے
ثبات ایماں او کنید فرمودند آنہم کردم بفرمان
خداے عزوجل ہم در دہم روز در آخر شب نقل

عرض کیا یا رسول اللہ لوگ روایت کرتے ہین کہ
کسی وقت آپکو بھی ان دو شعروں پر وجد آگیا تھا

لَقَدْ لَسَعَتْ حَيَّةُ الْهَوٰى كَبِدِىْ
فَلَا طَبِيْبَ لَهَا وَلَا رَاقِ
اِلَّا الْحَبِيْبُ الَّذِىْ شُغِفْتُ بِهٖ
فَعِنْدَهٗ رُقْيَتِىْ وَتِرْيَاقِىْ

اسکا فارسی ترجمہ یہ ہے۔ ؎[۱]

از مار محبت گزیدہ دردم جگری
ورانکند ہیچ فسونے اثری
جز دوست کہ من شیفتۂ عشق ویم
افسون وعلاج من چہ داند دگری

یعنی تیری محبت کے سانپ نے میرے جگر کو ڈسا
ہے جسکے لئے نہ کوئی طبیب ہے نہ کوئی جھاڑ نیوالا ہے
ہان مگر جس دوست پر مین شیفتہ ہون وہ اسکی دوا
جانتا ہے اور اسی کے پاس میرا تریاق اور میرا منتر ہے
کیا ایسا واقع ہوا تھا حضور اقدس صلعم رسالت پناہ
نے ارشاد فرمایا۔ ہان مجھکو تین بار تواجد ہوا ہے۔ ایک
مرتبہ انھین دونوں شعروں پر اور دوم مرتبہ اسوقت
جب مین شب معراج مین گیا تھا۔ رب العزت کا فرمان
صادر ہوا کہ نور کے قبہ کے اندر آیئے اور وہ ایک
مقام ہے عرش کے نیچے جب مین وہان گیا تو آواز

[۱] اسکے ہم معنی یہ شعر بھی ہے۔ بگزید مار عشقت جگری کباب
مارا ٭ نہ طبیب می شناسد نہ فسونگر ست دوارا۔

شد حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ با مخدوم زادگان و
یاران پیادہ خطیرۂ ایشان رفتند و در نماز جنازہ
خود امامت کردند پس خود دست در پایہ جنازہ
زدند و گفتند یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
این را بتو سپردم باز گشتند بعد زیارت سیوم
خدمت مولانا علاء الدین مشغول بودند آن برادر
را در واقعہ دیدند پرسیدند حال تو چگونہ
شد گفت حال من دشوار بودی اگر مخدوم
رضی اللہ عنہ بحضرت رسالت پناہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نمی سپردند چون خدمت مولانا
ابو الفتح جہت پابوس حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ
در گلبرگہ آمدند بعد سیوم روز التماس کردند
اگر فرمان شود زیارت مخدوم زادۂ بزرگ کنم
فرمان شد تو محمد اکبر را شناختہ ایشان
عرینہ داشتند من ایشان را چہ شناسم
فرمودند در آنکہ من گوالیر آمدہ بودم برادر پدر تو
بجمعی شد پدر تو بر من آمد از جہت دعائے
صحت او گفتم عمر او تمام شد اما محمد اکبر بر من گفت
مرا فرمان شدہ است اگر بدہی مریض ترا یعنی محمد اکبر
را دو بیست تنکہ بدہد ۲۰ سال عمر او زیادت کنم من گفتم
بر مولانا علاء الدین بگو گفت بگویم اگر برادر
ایشان نیکو شود ایشان را گمان شود کہ ایشان
از وصلی شکستہ بے نوا در آمدہ اند بطمع این سخن

آئی کہ دروازہ پر کون ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں
ہوں محمد۔ پھر آواز آئی کہ لوٹ جاؤ۔ یہاں میں اور
میرے کہنے والے کے لئے جگہ نہیں ہے اور نہ اسکی
گنجایش ہے۔ میں لوٹ آیا۔ حکم ہوچکا کہ کیا آپ
گئے تھے میں نے عرض کیا گیا تھا۔ جو واقعہ گذرا
گذارش کردی اسکے بعد حکم صادر ہوا کہ سچ تو کہتے
ہیں جو کوئی میں اور میری کہتا ہوا اسکو میری جناب میں
باریابی نہیں ہے پھر حکم صادر ہوا۔ پھر دوسری مرتبہ جاؤ اور
اگر تمکو پوچھیں کہ کون ہو تو کہنا بیچارہ بچے حال یہی ہوا اور
میں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ آواز آئی کون ہے؟ جسطرح
ہدایت کیگئی تھی میں نے عرض کردیا دروازہ لوگوں نے
کھول دیا وہاں چھ نفر موجود تھے ساتواں انکا میں تھا۔ ناگاہ
ایک لطیف نغمہ پیدا ہوا آ میرے پاس آؤ میرے پاس آؤ
میرے پاس آؤ سب کے سب وجد میں آگئے مجھکو بھی وجد
آگیا حتی کہ میری پگڑی سر سے گر پڑی اسکو سب نے آپس میں تقسیم
کرلیا یہ لوگ قبۃ النور میں بیٹھے ہوے تھے حضرت رسالت پناہ
صلعم نے اس کپڑے کی طاقیہ (ٹوپی) بنائی اور پہن
لی اور ہر ایک نے عمامہ کے تقسیم شدہ حصہ کی ایسی ہی
ٹوپی بناکر اپنے سر پر رکھ لی پھر مجھسے کہنے لگے کہ یہاں
پر ایک خرقہ ہے اوس خرقہ کے نیچے کھڑے ہو جیسے
کتنی ہزار برس ہوئے کہ اس خرقہ کو یہاں لٹکا رکھا ہے
کہ کسکو دیتے ہیں۔ میں وہاں گیا اور جاکر کھڑا ہوگیا
وہ خرقہ جہاں بندھا ہوا تھا وہاں سے جدا ہوکر

گفتند واو رصحت اتفاقی شدہ است وقتی کہ
خدمت مولانا ابوالفتح را تلقین ذکر و مراقبہ
شد و مخدوم زادگان و یاران چنانکہ مخدوم
زادہ میاں ید اللہ و میاں سیف اللہ و میاں
احمد و میاں ابن الرسول و قاضی راجہ و شیخ
شہاب الدین شہزادہ و خواجہ احمد و بسیر
مولٰنا بہاء الدین امام و مولانا سراج الدین
خادم و قاضی سیف الدین و سید تاج الدین
و ملک مبارک و ملک عثمان و شیخ حمید و مولانا
فخر الدین بنسبۂ مولٰنا فخر الدین زرادی بعد
فارغ ہمہ را باز گردانید بر مولانا ابوالفتح را داشتند
فرمودند این زمان کہ من ترا تلقین میکردم و
یاران ہمہ در حلقہ ذکر می گفتند حقتعالیٰ بر من
بصفت رضا تجلی کرد و گفت ہنوز این چنین غوغا مکنی
بعدہ مولٰنا مذکور را شانہ نود از شانہ دادن
دادند و بعض گردانیدند وقتی دیگر خدمت مولانا
ابوالفتح عرضہ داشت کہ مدتی ست از صدقۂ حضرت
مخدوم چیزے بخشش نشدہ فرمودند بر دو امشب
مشغول باشش انچہ مطلوب داری خواہی یافت
مولٰنا مذکور دران شب چیزہائے عظیم یافت
کہ در تقریر نیاید روز دیگر کیفیت گذرانیدند
فرمودند اگر ہمچوں مولانا برہان الدین غریب باشد
ازین چنین مرید نہ گزرد غیرت کند مولانا ابوالفتح

سرسے اوپر گر پڑا اسکے بعد سب نے مبارکباد دی اور
کہنے لگے کہ آپ کو ایسی چیز دی ہے جسکو آپ سے پہلے
کسی نبی پیغمبر کو نہین دی ہے۔ اسکے بعد مین نے
رب العزت جل شانہٗ سے پوچھا کہ کیا مین اس خرقہ
کو کسی دوسرے کو بھی دیسکتا ہون یا اپنے ہی پاس
رکھے ہون۔ ارشاد ہوا کہ جو کوئی بھید کی بات کہے
اسکو دیدینا۔ پھر مین وہان سے واپس آیا۔ حضرت
ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ ہر ایک سے مین نے
بھید کی بات پوچھی انھون نے دوسرے دوسرے جواب
دیئے اسکے بعد مین نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ اگر یہ
خرقہ مین تم کو دون تو تم کیا کروگے انھون نے کہا کہ
مین لوگون کا عیب چھپاؤنگا اس جواب کے بعد مین نے
خرقہ علی کو دیدیا۔ تیسری بار مجھکو وجد جب آیا کہ یہ آیت
نازل ہوئی اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی "کیا
اس نے نہین جانا کہ اللہ دیکھ رہا ہے" مجھکو اس
آیت کے نزول سے ایک ذوق پیدا ہوا کہ اللہ تعالیٰ
مجھکو دیکھ رہا ہے کہ اسکی طلب مین اور لوگون کو
اسکی طرف بلانے مین کیا کچھ مشقت کر رہا ہون
اور کتنی محنت برداشت کر رہا ہون یہ خیال کرکے
مجھے بہت مسرت ہوئی اور ذوق مین وجد آگیا۔
خدیجہ نے مجھکو اس وجد کی حالت مین دیکھا تھا کہنے
لگین کہ آپ کو کیا ہوگیا ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ
مجھکو یہ آیت تواجد مین لائی۔ خدیجہ میرے پیرون پر

عرضہ داشت آنچہ من دارم از صدقہ مخدوم ست و من بندہ زادہ مخدومم کسی چیزی بصدقہ خود کسی را بدہد بران چہ غیرت کند فرمودند من بر تو غیرت ندارم اگر غیرت کنم بران اینچنین چیزہا ترا تلقین کنم مولانا ابو الفتح باز گشتند باز فرمود مولانا ابو الفتح استادہ شو مولانا مذکور ایستادہ شد و گفت لبیک فرمان شد مولانا زادہ آمدہ بودی اکنون خداوند زادہ شدہ میروی مولانا مذکور سر بر زمین آورد و باز گشت و نیز درانکہ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ در دہلی بودند دو سہ سال پیش از حادثہ مغل برہمہ میگفتند درین مقام بلا نامزد شدہ است این مقام خراب خواہد شد تا آنکہ میتوانید بیرون آئید اما مید انم بیرون آمدن نخواہید توانست ہمچنان شد کہ فرمودہ بودند گاہے یاری برائے پابوس رفتہ بود فرمودند در کدام راہ آمدی گفت میان بازار کمان فرمودند این بازار کمان این چنین شود کہ اینجا شیران بمانند آخر بعد حادثہ مغل آنجا شیری آمدہ ماندہ بود نیز درانکہ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ در گوالیر آمدند خلق گوالیر مزاحم شدند کہ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ اینجا سکونت گیرند ہمہ خلق خدمتگاری کنند فرمودند اینجا می بینم بلا نامزد شدہ ست تا آنکہ میتوانید

گر پڑین اور بے خود ہو گئین کہ مجھکو خدا تعالے نے دیکھا ہے مین اور میں خدا کی محبت مین آپ سے یہ معاملہ کر رہی ہون۔ ایکدفعہ لوگ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کے عرس کے دن مین اختلاف کر رہے تھے حضرت مخدومؒ سے روح امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے ملاقات ہوئی آپ سے حضرت مخدومؒ نے پوچھا کہ انکا وصال کسدن ہوا ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ رمضان المبارک کی سترہوین کو۔ ایک مرتبہ حضرت مخدومؒ شیخ الاسلام شیخ فریدالدین قدس اللہ روحہ کی زیارت کے لئے اجودہن تشریف لے گئے۔ شیخ منور بندگی شیخ فریدالدین رضی اللہ عنہ کے نواسہ تھے انھون نے حضرت مخدومؒ کو قیام کے لئے روضہ حضرت شیخ فریدالدین رضی اللہ عنہ مین جگہ دی۔ آپ نے وہان قیام فرمایا۔ ایکدن وہان حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ مشغول بحق تھے۔ ناگاہ وہان پر شیخ منور کا کوئی ملازم آگیا دیکھتا ہے کہ حضرت مخدومؒ کا سر الگ پڑا ہے ہاتھ علیحدہ پڑے ہین چلایا کہ لوگو دوڑو سید محمد حسینی کو کوئی مار گیا ہے۔ لوگ بہت سے دوڑ کر آئے۔ تو لوگون نے یہ دیکھا کہ آپ بصحت و سلامتی سر قبلہ رو جلوہ افروز ہین۔ یہ قصہ شیخ منور کی خانقاہ مین مشہور ہے۔ ایکمرتبہ حضرت مخدومہ بی بی فاطمہ سام[۱] کی زیارت کے لئے اندرپتہ تشریف لیگئے۔ قبر کے

[۱] دہلی مین حضرت محبوب الٰہی کے مزار کو جاتے ہوے راستہ مین

بیرون آید آخر ہیجان شد آنمقام را اکافران گرفتند چوں مولانا حسین در دہلی مرید شد داماد خواہرین او بروانکار کرد و گفت بر سید محمد چہ مرید شدی مولنا حسین گفت تو سید محمد را نہ دیدۂ اگر بہ بینی بدانی کہ سید محمد کیست گفت ہلہ من و تو فردا برویم ولیکن شرط آنکہ من پیش سید محمد سر بر زمین نیارم مولانا حسین گفت ہر چہ ترا مصلحت افتد اختیار تست بروز دیگر مولانا حسین و داماد خواہرین او برائے پائے بوس حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ رفتند در حال سر بر زمین آور و چنانکہ مولنا حسین و دیگر خلق میکردند چوں رفتند نشستند حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ بر چوکی نشستہ بودند ہوای تابستان بود حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ مندیل باکرانہای لال بر سر بستہ بودند و بادبیزن بچرم لال بدست گرفتہ داماد خواہرین مولنا حسینؓ در خاطر خود گذرانید اگر درین مرد نعمت خواہد بود این بادبیزن و مندیل مرا خواہد داد حضرت مخدوم

سلہ لطائف اشرفی میں ہے کہ حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ کو بھی آپ سے فیض پہونچا تھا جوامع الکلم سے اسکی تصدیق ہوتی ہے لطائف اشرفی کی عبارت یہ ہے۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ میفرمودند کہ چون بشرف ملازمت حضرت میر سید محمد گیسو درازؒ مشرف شدیم آن مقدار حقائق و معارف کہ از خدمت وے بحصول پیوست از

قریب مراقبہ مین مشغول ہوگئے بی بی فاطمہ سام کی روح سے ملاقات ہوئی آپ نے عرض کیا کہ کسی وقت اپنے مقام و مرتبہ کے متعلق کچھ فرمایئے۔ بی بی فاطمہ سامؒ نے ارشاد فرمایا کہ ایک وقت اپنے مقام سے بہت اوپر حضوری مین چلی جارہی تھی۔ ایک آسمانی دروازہ تک پہونچی وہان کے دربان مجھسے کہنے لگے ٹھہر جاؤ اسوقت تک کہ اجازت ہوجائے۔ مین وہان بیٹھ گئی اور قسم کھائی کہ جبتک مجھکو یہاں سے بیواسطہ نہ لیجائین گے مین نہ جاونگی حضرت بی بی خدیجہؓ حضرت بی بی فاطمہؓ اور حضور اقدس صلعم کی دوسرے حرمین اور دوسری صاحبزادیان تشریف لائین کہنے لگین حکم ہوگیا ہے آؤ چلو ہملوگون کو آپ کے لانے کے لئے بھیجا ہے۔ کہنے لگین کہ آپ لوگ میری سرتاج ہین میری کیا مجال ہے کہ آپ لوگون کی تشریف آوری کے بعد مین نہ چلون۔ مگر مین نے قسم کھائی ہے کہ جبتک مجھکو بیواسطہ نہ لیجائین گے مین نہ جاونگی۔ حضرت بی بی خدیجہؓ حضرت بی بی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۴

ایک جانب حضرت بی بی فاطمہ سامؒ کا مزار مبارک ہے جسکے کتبہ پر یہ لکھا ہے۔ حضرت بی بی فاطمہؒ سام قدس سرہا از صالحات قانتات عابدات زمانہ بود و سلطان المشائخ در روضۂ او بسا مشغول بودی و مناقب او غلو فرمودی در زمانہ حیات او دریافتہ بود در سنہ ۶۴۳ھ جان بجان آفرین سپرد سلہ یہ حکایت اخبار الاخیار اور جوامع الکلم دونوں مین مذکور ہے ۱۲

رضی اللہ عنہ فرمودند مولانا بشنو بازیگری بود در
بغداد بعضی کشیدی و خر را آوردی دراں ہنگامہ
استاد کردی و ہر دو چشم او بجامہ محکم بستی پس
گفتی کسی از شما کالاے کسی بدزدی بستاندآنرا
بچشم کسی کالا کسی بدزدی او چشم آن خر کشادی
وگفتی کالاے فلان کسی دزدیدہ است دزد را پیدا
کن آن خر ہمہ کسان را بوسے کنان
رواں شدی چوں نزدیک دزد رسیدی
درحال جامہ او بدندان گرفتی بکشیدی و بر بازیگر
آوردی بعد ازان فرمودند مشکل کارے اگر کرامت
اظہار کنند ہمچو آں خر باشند اگر اظہار نکنند
اور اے نعمت گویند مولانا این بادبیزن
بستان و مندیل ہم بستان مولانا استاد
حیران و متحیر شد التماس بیوند کرد قبول کرد
ارادت آوردند یکے از مشغولان شد وقتی
دانشمندی بود در دہلی مولانا نصیر الدین قاسم
از شاگردان مولانا معین الدین عمرانی از
طبقۂ اول بغایت اہل و متقی بود مخدوم زادگان
رضی اللہ عنہم بر ایشان میخواندند گاہے در خانۂ
ایشان می رفتند گاہے ایشان در خانقاہ
می آمدند سبق می گفتند در او اہل اعتقاد

ہیچ مشائخ دیگر نبودہ سبحان اللہ چہ جذبہ قوی داشتہ اند ۱۲

فاطمہ نے رب العزت کی درگاہ مین گزارش کی حکم صادر
ہوا کہ تم سب لوگ الگ ہو جاؤ۔ ناگاہ نہایت نغمۂ لطیف
اور خوش مزہ آواز مین ندا فرمائی۔ میری طرف آ۔ میری طرف
آ۔ میری طرف آ۔ اسوقت مین آگے بڑھی۔ جس
زمانہ مین مغلونکے ہنگامہ کیوجہ سے حضرت مخدوم دہلی سے
چلکر گوالیر مین جلوہ افروز تھے تو قیام مولسنا علاء الدین
گوالیری کے گھر پر تھا اور مولانا نے اپنے گھر کے لوگونکو
اپنے عزیزونکے یہان لیجا کر رکھا تھا۔ وہان پر مولانا
علاء الدین کے بھائی کو جنکا نام مولانا شمس الدین تھا
ایک بیماری بہت سخت لاحق ہوئی۔ حضرت مخدومؒ
وہین جلوہ افروز تھے۔ مولانا علاء الدین نے حضرت
مخدومؒ کی بارگاہ مین پیش کردیا کہ مخدومؒ اونکے حق
مین دعا فرمائین تاکہ مولانا شمس الدین کو صحت ہو
جائے آپنے فرمایا کل آؤ۔ دوسرے دن مولسنا
علاء الدین حاضر ہوئے تو حضرت مخدوم نے ارشاد
فرمایا کہ مولانا آپ کے بھائی کے لئے مین نے دعا کی
تھی۔ حکم ہوا کہ انکی عمر پوری ہو چکی ہے صرف دس
دن اور باقی ہین۔ مولانا علاء الدین نے عرض کیا
کہ سلامتی ایمان کی دعا فرمایئے آپ نے ارشاد فرمایا
کہ اسکی بھی دعا مین نے کی۔ خدا کی شان اُسکا فرمان
دسوین دن آخر شب مین انکا انتقال ہوگیا حضرت
مخدوم اور مخدوم زادگان و مریدین انکی قبر تک پیادہ
پا تشریف لے گئے۔ نماز جنازہ حضرت نے خود پڑھائی

برکسے نداشتند آخر لام آمدند پیش حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ ارادت آوردند خدمت
مولانا معین الدین شنیدند گفتند
مولانا تو دانشمندی چہ مرید سید محمد
شدی۔ مولانا نصیر الدین گفت آری دانشمند
بودم و لیکن مسلمان پیش سید محمد رضی
اللہ عنہ شدم روزے از جہت تفرقہ باطن و
حضور دل التماس کرد۔ حضرت مخدوم رضی اللہ
عنہ اورا چیزے فرمودند بعد چند روز
پرسیدند خطرہ می باشد گفت خیر چنانکہ پیش
ازین در خاطر تصور حضور محال بود این زمان
تصور خطرہ در خاطر محال است وقتی ملک
زادہ بود تارک شدہ بود پیش حضرت مخدوم
رضی اللہ عنہ آمد۔ مخدوم رضی اللہ عنہ رسالہ
تصنیف کردہ بودند آن در دست مبارک
بود ملک زادہ التماس کرد رسالہ گرفت
و دید دران نوشتہ بودند کہ معیت حق تعالے
با ما بذات ست آن ملک زادہ این سخن را
در خاطر کرد چون از آنجا بازگشت بخدمت
قاضی عبد المقتدر رفت بر ایشان عرضہ داشت
کرد سید ہمچنین نوشتہ اند کہ معیت حق تعالے
بذات است سخن مخالف کتابہا ست کہ ایشان
معیت بعلم گفتہ اند این سخن خوب نیست ندست

جنازہ کو کاندھا دیا۔ ہاتھ لگایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ یا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم انکو آپکے سپرد کیا۔ اور پھر
واپس تشریف لائے۔ سیوم کے بعد مولانا علاء الدین
مشغول بحق تھے کہ عالم واقعہ مین اپنے بھائی کو دیکھا انسے
پوچھا تمہارا حال کیسا گذرا انھون نے کہا میری حالت
دشوار تھی اگر حضرت مخدوم رض نے حضرت رسالت پناہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سپرد نہ فرمادیا ہوتا۔ جب مولانا
ابو الفتح حضرت مخدوم رض کی قدمبوسی کیلئے گلبرگہ حاضر ہوئے
تو تیسرے دن کے بعد عرض کیا کہ اگر فرمان اعلیٰ ہو
تو مین بڑے مخدوم زادہ کی زیارت کرون۔ فرمان ہوا
کہ تم محمد اکبر کو پہچانتے ہو۔ عرض کیا کہ مین حضرت کو بھلا
کیا پہچان سکتا ہون، ارشاد فرمایا کہ جب مین گوالیر
آیا تھا تو تمہارے والد کے بھائی بیمار ہوگئے تھے۔ تمہارے
والد دعائے صحت کیلئے میرے پاس آئے انسے مین
نے کہا انکی عمر پوری ہوچکی ہے مگر محمد اکبر نے مجھسے کہا کہ مجھکو
معلوم ہوا ہے کہ اگر یہ مریض کو یعنی محمد اکبر کو دو سو تنکہ
دین تو ہم اسکی عمر دس برس اور بڑھا دین گے۔ مین
نے انسے کہا کہ یہ بات مولانا علاء الدین سے کہو تو انکا
جواب یہ دیا کہ اگر انکا بھائی اچھا ہوجائیگا تو انکو یہ گمان
وخیال ہوگا کہ یہ لوگ بے یار و مددگار دلی سے آئے
ہین۔ لہذا طمع کی راہ سے ایسی بات کہتے ہین اور مریض
کو تو صحت حسن اتفاق سے ہوگئی ہے۔ جسوقت مولانا
ابو الفتح کو ذکر کی تلقین اور مراقبہ کی تلقین ہوئی اور

قاضی عبد المقتدر فرمودند آرے اگر او ترا رسالہ
نماید چیزا انچنین بگوئی سزا ے او ہمین است
ان ملک زادہ اکتفا نہ کرد تا آنکہ این سخن بسمع
سلطان فیروز بادشاہ دہلی رسانید سلطان
ملک عماد الملک را طلبید گفت کاکا میگویند
در دہلی کہنہ درویشے ست سید محمد نام سخن
منحرف از شریعت میگوید عماد الملک گفت
بندہ ایشاں را مید اند و پابوس ایشان کردہ
ست و پسران بندہ میان جیون و میان شاہین
مرید ہم بر ایشان دارند اگر فرمان شود من تحقیق کنم
فرمان شد محضر کنید و دانشمندان را جمع کنید تا این
سخن تحقیق کنند ملک عماد الملک گفت در مسجد
جامع دہلی کہنہ کہ جائے کہ ایشاں در نماز جمعہ حاضر
می شوند محضر کنم فرمان شد نیکو باشد بعد نماز
جمعہ علما در مسجد جامع حاضر شدند۔ حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ نماز گذاردہ بازگشتہ
بودند۔ عماد الملک گفت ایشان را طلب
کردن بے ادبی ست یک نفر ہم در مقام
ایشان برود عرضہ کند سید علاء الدین کہ
سید اجل شہر بود از خویشگان سید علاء الدین
جیبوری دختر ایشان در خانۂ مخدومزادہ خرد
بود ہمہ گفتند سید اجل برود سید اجل برفت
عرضہ داشت کرد کہ بعضی مردان چنین

مخدومزادوں اور مریدوں کو جیسے مخدومزادہ میاں سید[1] بعد
میاں سفیر اللہ۔ میاں احمد۔ میاں ابن الرسول قاضی
راجہ۔ شیخ شہاب الدین شہزادہ۔ خواجہ احمد دبیر۔ مولانا
بہار الدین امام۔ مولانا سراج الدین خادم۔ قاضی
سیف الدین۔ سید تاج الدین۔ ملک مبارک۔
ملک عثمان۔ شیخ حمید۔ مولانا فخر الدین زرادی کے
نواسہ مولانا فخر الدین بعد فراغت تلقین ان سب کو
واپس کردیا اور مولانا ابو الفتح کو بٹھاے رکھا۔ ارشاد فرمایا
اسوقت جبکہ میں تم کو تلقین کر رہا تھا اور تمام مرید حلقہ
میں بیٹھے ذکر کر رہے تھے کہ اللہ تعالے نے مجھپر صفت
رضائے تجلی فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ ابتک تم اسقدر
غوغا کیا کرتے ہو۔ اسکے بعد مولانائے مذکور نے شانہ دان
سے اپنی کنگھی مرحمت فرمائی اور پھر واپس فرمادیا۔ ایک
دوسرے وقت مولانا ابو الفتح نے عرض کیا کہ بہت دن
ہوگئے کہ حضرت مخدوم کے صدقہ کی کوئی چیز بخشش نہیں
ہوئی۔ ارشاد فرمایا جاؤ آج رات مشغول ہونا جو کچھ
مقصود ہوگا حاصل ہوگا مولانائے مذکور نے اس رات میں
بڑی چیزیں پائیں جسکا ذکر تقریر و تحریر میں نہیں آسکتا
دوسرے دن حاضر ہوکر کیفیت گذارش کی۔ آپ نے
ارشاد فرمایا کہ اگر مولانا برہان الدین غریب کا سا بھی کوئی

[1] آپ حضرت بندہ نواز رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے چھوٹے بیٹے سید محمد اصغر حسینی
کے فرزند تھے اور اپنے دادا کے سجادہ نشین ہوئے گلبرگہ شریف میں آپکا روضہ
روضۂ خرد کے نام سے مشہور ہے۔ ۱۲

میگفتند کہ شما معیت بالذات گفتہ اید ایشان
فرمودند آرے سید بشنو علما معیت بصفت
میگویند وصفت منفک از ذات نیست
ہر چہ صفت شد بذات ہم شد و دیگر این
معیت اعتباریست نہ حقیقی و اعتبار چہ
درذات و چہ در صفات ہمہ قبول کردند از
عظمت ایشان کسے نتوانست کہ بروے
ایشان رد کند فضائل حضرت مخدوم رضی اللہ
عنہ از معرض تحریر و از حد تقریر متجاوز ست بر ذکر
چندے اختصار افتاد چہ عاقل را اشارتے
بسندہ ست ؎

اگر در سرائے سعادت کس است
زگفتار سعدیش حرفے بس است

ہوتو بھی ایسے مرید سے درگذر نہین کرسکتا ضرور غیرت کریگا
مولانا ابوالفتح نے گذارش کی کہ جو کچھ میرے پاس ہے سب
حضرت مخدوم کا صدقہ ہے اور خود مین مخدوم کے
غلام کا لڑکا ہون کوئی اگر اپنا صدقہ کسیکو دے تو اسپر
غیرت کیسے کریگا ارشاد فرمایا کہ مین تمپر غیرت نہین کرتا
اگر مین غیرت کرتا تو تمکو ایسی چیز کی تلقین نہ کرتا۔ مولانا
ابوالفتح واپس آنے پھر آپنے ارشاد فرمایا مولانا ابوالفتح
کھڑے رہو۔ مولانا مذکور کھڑے ہوگئے اور کہا کہ لبیک
حاضر ہون حاضر ہون فرمان ہوا کہ مولانا آزاد ہوکر آئے
تھے اب خداوند زادہ ہوکر چلتے ہو۔ مولانا مذکور
نے سر زمین پر رکھدیا پھر واپس چلے گئے نیز جسوقت
حضرت مخدوم دہلی مین تھے تو مغلون کے ہنگامہ سے
دو تین برس پہلے سے فرمایا کرتے تھے کہ اس جگہ کیلئے
بلا نامزد ہوچکی ہے یہ مقام ویران ہوجائیگا جس سے
بھی ہوسکے باہر چلا جائے مگر مین جانتا ہون کہ تم لوگ
باہر نہ جا سکوگے چنانچہ ایسا ہی واقعہ ہوا جیسا کہ آپ
نے ارشاد فرمایا تھا۔ ایکبار کوئی مرید پابوسی کے لئے
حاضر ہوا آپ نے ارشاد فرمایا کس راستے سے آئے
مرید نے عرض کیا بازار کمان مین سے ہوکر۔ آپنے ارشاد
فرمایا کہ بازار کمان ایسا ہوجائیگا کہ یہاں شیر رہین گے
آخر الامر مغلون کے ہنگامہ کے بعد وہان شیر رہتا تھا
جسوقت حضرت مخدوم گوالیر تشریف لائے گوالیر
کے لوگون نے باصرار عرض کیا اور رونکا کہ آپ گوالیر

مین سکونت اختیار فرمائین . ساری خلق خدمت
گذاری کرے گی۔ آپ نے ارشاد فرمایا مین یہ دیکھتا ہون
کہ اس جگہ کے لئے بلا نامزد ہو چکی ہے اگر تم لوگون سے
ہو سکے تو باہر چلے جاؤ آخر کار ایسا ہی ہوا اس مقام کو
کافرون نے لے لیا۔ جسوقت مولانا حسین دہلی مین مرید
ہوئے انکے بھتیجے داماد نے بدعقیدگی ظاہر کی اور کہا کہ
سید محمد کے کیا مرید ہوئے ہو، مولانا حسین نے انکو
جواب دیا کہ تم نے سید کو دیکھا ہی نہین اگر دیکھ لیتے تو
جانتے کہ سید محمد کیا چیز ہین۔ اُسنے کہا اچھا کل مین اور
آپ دونون چلین۔ مگر شرط یہ ہے کہ مین سید محمد کے
سامنے سر زمین پر نہ رکھونگا۔ مولانا حسین نے جواب دیا
کہ جو کچھ تمہین مصلحت نظر آئے کرنا دوسرے دن مولانا
حسین اور انکے بھتیجے داماد حضرت مخدومؑ کی پای بوسی
کے لئے گئے۔ داماد نے سر زمین پر رکھدیا جیسا کہ مولانا
حسین اور دوسری مخلوق کیا کرتی تھی اور بیٹھ گئے
حضرت مخدومؑ چوکی پر جلوہ گر تھے۔ گرمی کی ہوا چل رہی
تھی۔ حضرت مخدومؑ سر پر ایک عمامہ باندھے ہوئے تھے
جسکے کنارے سرخ تھے۔ ہاتھ مین سرخ چمڑے کا پنکھا
تھا۔ مولانا حسین کے بھتیجے داماد نے دلمین یہ خیال پیدا
کیا کہ اگر اس مرد مین اللہ تعالے کی نعمت ہے تو یہ پنکھا
اور عمامہ اپنا مجھکو عنایت فرماوینگے حضرت مخدومؑ
نے ارشاد فرمایا کہ مولانا سنو ایک [illegible] تھا
جو بازیگری کیا کرتا تھا۔ [illegible] اور [illegible]

دونون آنکھین اس کی کپڑے سے مضبوط باندھ دیتا
اور کہتا کہ تم مین سے کوئی کسیکا اسباب چرالے تو مین
اسکو پکڑ لونگا۔ اس تماشہ مین کوئی شخص ایک کا سامان
چرالیتا اور وہ بازیگر گدھے کی آنکھ کھولتا اور کہتا کہ
فلاں کا اسباب کوئی چرالیگیا ہے۔ چور کو ظاہر کردو
گدہا سب کو سونگھتا ہوا چلتا جب چور کے پاس پہنچتا
تو چور کے کپڑے دانت سے پکڑ لیتا اور کھینچتا ہوا اسکو
لئے ہوے بازیگر کے پاس آتا۔ اس قصہ کے بعد آپ
نے ارشاد فرمایا کہ بڑا مشکل کام ہے اگر اظہار کرامت
کرین تو اس گدھے کے مانند ہین اور اگر اظہار کرامت
نہ کرین تو لوگ بدعت کہتے ہین۔ مولانا یہ پنکھے
اور مندیل لیجیے اور جایئے۔ مولانا حیرت و تحیر میں
ہوگئے اور مرید کرنے کی درخواست کی۔ آپنے قبول
فرمایا مولانا مرید ہوئے اور مشغولان حق مین سے ہوگئے
ایک وقت کا ذکر ہے کہ دلی مین ایک عالم تھے۔ مولنا
نصیر الدین قاسم نام تھا۔ وہ مولانا معین الدین عمرانی
کے شاگرد تھے۔ انکا شمار طبقہ اولی مین تھا اور بہت
اہل و متقی تھے۔ مخدوم زادے انکے پاس درسی کتابین
پڑھتے تھے اور کبھی مولانا کے مکان پر جاکر پڑھتے اور
کبھی مولانا خود ہی خانقاہ مین تشریف لاتے اور پڑھاتے
ابتدائے زندگی مین مولانا کو کسی سے اعتقاد نہ تھا۔
آخر مین حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس مین
آئے اور آکر حضرت مخدوم سے بیعت کرلی۔ مولانا

معین الدین عمرانی نے بیعت کا واقعہ سُنا اور کہا کہ مولانا
تم تو عالم تھے سید محمد کے پھر کیون مرید ہو گئے۔ مولینا
نصیر الدین نے عرض کیا۔ عالم تو تھا لیکن مسلمان حضرت
مخدومؒ کے سامنے ہوا ہون۔ ایک دن مولانا نصیر الدین
نے تفرقہ باطنی وحضور قلب کے لئے گزارش کی۔
حضرت مخدومؒ نے کوئی چیز بتا دی تھوڑے دنوں کے
بعد آپ نے استفسار فرمایا کہ کچھ خطرہ باقی ہے عرض
کیا نہین پہلے جیسے تصور حضوری محال تھا۔ اب اس
زمانے مین خطرہ کا دلمین آنا محال ہے۔ ایک ملک زادہ
تھا جو تارک ہو گیا تھا حضرت مخدوم کی خدمت مین حاضر
ہوا حضرت مخدومؒ نے ایک رسالہ تصنیف فرمایا تھا۔ وہ
رسالہ آپ کے دست مبارک مین تھا ملک زادہ نے التماس
کر کے مانگا اور ہاتھ مین لیکر دیکھا۔ اوس رسالہ مین حضرت
مخدومؒ نے تحریر فرمایا تھا کہ اللہ تعالےٰ کو ہمارے ساتھ
معیت ذاتی ہے۔ ملک زادہ نے یہ فقرہ یاد کر لیا جب
خدمت اقدس سے واپس ہوا تو مولانا قاضی عبد المقتدر
کے پاس گیا اسے عرض کیا کہ سیدؒ نے ایسا لکھا ہے کہ
معیت اللہ تعالےٰ کی مخلوق کے ساتھ ذاتی ہے۔
یہ بات کتابوں کے خلاف ہے اس لئے کہ کتابین تو
یہ بتاتی ہین کہ اللہ تعالےٰ کی معیت مخلوق کیساتھ علمی
ہے۔ یہ بات اچھی نہین ہے۔ مولانا قاضی عبد المقتدر نے
ارشاد فرمایا کہ اگر سید محمد صاحب تم کو اپنا رسالہ نہ دکھاتے
تو تم ایسی بات کب کہتے۔ اس کی سزا یہی ہے اوس

ملک زادہ نے اسی حد تک قناعت نہین کی اور اس بات کو
سلطان فیروز شاہ بادشاہ دھلی کے کان تک پہونچا دیا۔
بادشاہ نے ملک عماد الملک کو بلایا اور یہ کہا کہ کا لوگ کہتے
ہین کہ پرانی دہلی مین ایک درویش ہے جسکا نام سید محمدؐ ہے
وہ باتین جادۂ شریعت کے خلاف کہتا ہے عماد الملک نے کہا
کہ بندہ حضرتکو جانتا ہے اور آپ کی پابوسی کر چکا ہے میرے
دونوں بچے میان جیون و میان شاہین آپکے مرید بھی ہین
اگر حکم ہو تو مین اسکی تحقیق کرون بادشاہ نے فرمایا علما کو
جمع کرو اور بلاؤ تا کہ اس مسئلہ کی تحقیق ہو جائے۔ ملک عماد الملک
نے عرض کیا کہ پرانی دہلی مین جہان حضرت مخدوم نماز جمعہ کیلیے
تشریف لاتے ہین وہین علما کو جمع کرونگا حکم ہوا بہتر ہے بعد
نماز جمعہ علما جامع مسجد مین جمع ہوئے حضرت مخدومؓ نماز ختم
کرکے واپس ہو چکے تھے عماد الملک نے کہا کہ حضرت کو یہان بلانا
بے ادبی ہے کوئی ایک عالم آپکے پاس چلا جائے اور دریافت
کرلے سب۔ علاء الدین جو شہر کے بڑے عالم تھے اور سید علاء الدین
جیپوری کے نواسے تھے نیز انکی لڑکی مخدوم زادہ خرد کے گھر مین
تھین۔ سبنے یہی بات طے کی کہ سید اجل ہی حضرت مخدومؓ
کی خدمت مین جاکر عرض کرین۔ سید اجل گئے اور گذارش
کی بعض اشخاص ایسا کہتے ہین کہ آپ نے معیت سے
معیت ذاتی مراد لی ہے۔ حضرت نے ارشاد فرمایا ہان
سید سنو علما نے معیت صفتی کہا ہے صفت ذات سے
علیحدہ نہین ہے اور نہ جدا ہو سکتی ہے، تو اللہ کی جو معیت
از روئے صفت ہوئی وہ از روئے ذات بھی ہوئی۔ علاوہ

باب سیوم

در بیان روشش حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ و این مشتمل بر دو نوع است اول در روش کارہاے دینی بدانکہ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ را پنجوقت نماز بجماعت بود ہیچ وقتی تنہا و با یکنفر نگذاردہ اند در گلبرگہ خدمت مولانا بہاء الدین امام امامت می کردند و مولنا

لہ حضرت شیخ کے زندگی مین آپ کا معمول تھا کہ روزانہ علی الصباح اٹھکر حضرت مخدوم کو وضو کراتے پھر خود وضو کرکے نماز صبح باجماعت ادا فرماتے اور جبتک حضرت شیخ ورد وظائف

اسکے یہ معنی صفتی اعتباری ہے حقیقی نہین ہے پس اعتبار ذات مین ہو یا صفات مین ہمین حرج کیا ہے سب نے قبول کیا اور کسیکی مجال نہوئی کہ آپ کی اس دلیل کو رد کرتا ۔ حضرت مخدوم کے فضائل حد تقریر و تحریر سے بہت بڑھے ہوئے ہین صرف چند فضائل کے ذکر پر اختصار کیا گیا ہے عقلمند کے لئے اشارہ کافی ہے سعدی کا شعر ہے ؎

اگر در سرا ے سعادت کس است
زگفتار سعدیش حرفے بس است

اگر کوئی سعادت مند ہے تو اس کے لئے سعدی کی ایک بات ہی کافی ہے ۔

باب تیسرا

حضرت مخدوم کے طور و طریقہ کے بیان مین

یہ باب دو قسموں پر تقسیم ہے ۔ پہلی قسم دینی کاموں کی روش مین حضرت مخدوم پانچ وقت کی نماز باجماعت

لہ حضرت شیخ الاسلام نصیر الدین محمود رضی اللہ عنہ کی زندگی مین آپ حضرت کو وضو کراتے تھے پھر خود وضو کرتے تھے نماز فجر فرض باجماعت ادا فرماتے جبتک حضرت شیخ الاسلام ورد وظائف مین مشغول رہتے آپ طالبونکو اذکار و اشغال کی تعلیم دیتے جب حضرت شیخ کا دربار منعقد ہوتا آپ شامل ہوجاتے اور جب برخواست ہوتا اور حضرت شیخ داخل حجرہ ہوکر مشغول ہوتے تو آپ بھی ایک گوشہ مین بیٹھکر مشغول ہوجاتے پھر جبدار آکر نوافل

قطب الدین بانگ نماز می گفتند بانگ نماز
درجماعت خانہ می گفتند در محل بیرون خلق
سنت بیرون می گذاردند بعدہ تکبیر می گفتند
فریضہ را درون می رفتند میگذاردند بعد
سلام خلق سر بر زمین می آوردند باز می
گشتند دست و پا گرفتن نبود اگر بعد فریضہ
سنت بودے آنرا ہم بیرون می آمدند
میگزاردند و ہر روز عمل بر اوراد بندگی
شیخ نصیر الدینؒ بودے و مرید آنرا ملازمت
بر اوراد شیخ میفرمودندے تا آنکہ مولانا نورالدین
چند بار التماس تلقین ذکر کردی ہر بار می
فرمودندے اوراد بندگی خواجہ بتمام معمول کن انگاہ

سے ادا فرمانے کے پابند تھے کسی وقت تنہا یا ایک
آدمی کے ساتھ آپ نے نماز نہین ادا فرمائی۔ گلبرگہ
مین مولانا بہاؤالدین امام امامت کرتے تھے۔ مولانا
قطب الدین برابر اذان دیا کرتے تھے۔ اذان جماعت
خانہ مین ہوا کرتی تھی ایک جگہ لوگون سے باہر مل کر
سنت ادا فرماتے تھے اسکے بعد تکبیر ہوتی تھی فرض
کے لئے اندر جاتے تھے اور وہین اندر پڑھتے تھے بسلام

بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۴

مین رہتی آپ طالبعلمان راہ سلوک کو تعلیم دیتے تھے جب حضرت
شیخ رحؒ کا دربار منعقد ہوتا آپ شامل ہوجاتے اور جب برخواست ہوتا
اور حضرت شیخ داخل حجرہ ہوکر مشغول ہوتے تو آپ بھی ایک گوشہ
مین بیٹھکر مشغول ہوجاتے پھر بعد ادائے نوافل چاشت قدرے
قیلولہ فرماتے پھر تلاوت قرآن کے لئے اٹھتے من بعد نماز ظہر کے
لئے آپ وضو کرتے پھر حضرت شیخؒ کو وضو کراتے اور بعد فراغ
نماز ظہر جب حضرت شیخؒ اپنے حجرہ مین داخل ہوجاتے تو آپ بھی
اپنے حجرہ مین آجاتے اور مصروف وظائف رہتے حتیٰ کہ سہ
پہر کا وقت آجاتا اور مجلس حضرت شیخ رحؒ آراستہ ہوتی آپ پھر
وضو کرکے حاضر ہوجاتے اور حضرت شیخ کے ساتھ عصر کی نماز پڑھ
کر مغرب تک تسبیح و تحلیل مین رہتے من بعد نماز مغرب معہ نوافل و
اوابین ادا کرکے عشا تک طالبان راہ سلوک کی تعلیم مین مصروف

بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۴

چاشت قدرے قیلولہ فرماتے پھر تلاوت قرآن کیلئے
اٹھتے من بعد نماز ظہر کے لئے پہلے آپ وضو کرتے پھر حضرت
شیخ کو وضو کراتے اور بعد فراغ نماز ظہر جب حضرت شیخ اپنے
حجرہ مین داخل ہوجاتے تو آپ بھی اپنے حجرہ مین آجاتے اور
مصروف وظائف رہتے حتیٰ کہ سہ پہر کا وقت آجاتا اور حضرت
شیخ کی مجلس آراستہ ہوتی آپ پھر وضو کرکے حاضر ہوجاتے
اور حضرت شیخ کے ساتھ عصر کی نماز پڑھکر مغرب تک تسبیح و
تحلیل مین رہتے بعد ازان نماز مغرب معہ نوافل و اوابین
ادا کرکے عشا تک طالبان راہ کی تعلیم مین مصروف رہتے
پھر سد رمق کھانا تناول فرماکر سوجاتے اور نصف شبکو بیدار ہوکر
پہلے آپ وضو کرتے پھر حضرت شیخ کو وضو کراتے اور جب
حضرت شیخ داخل حجرہ ہوکر مشغول بحق ہوتے تو آپ بھی نماز
تہجد ادا کرکے حجرہ کے باہر دروازہ سے پشت لگاکر ذکر
و شغل مین مصروف ہوجاتے۔ آپ کے پاس پانی کا آفتابہ
اور سلیچی وغیرہ سب چیزین اس غرض سے مہیا رہتین کہ
جب حضرت مخدوم صبح کی نماز کے لئے حجرہ سے باہر آئین تو
اسوقت وضو کے لئے سامان تیار ملے

(از جوامع الکلم)

تلقین کنم۔ دو رالے آن سی و سہ آیہ مدام بعد
نماز بامداد و بعد نماز خفتن می خواندندے و بعد
نماز بامداد چہل اسم میخواندندے و بعضے یاران
راہم فرمودند و در آخر عمر خدمت میان ید اللہ
مخدوم زادہ طال اللہ عمرہٗ بآواز بلند پیش حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ می خواندند و بعد نماز عصر
دعاء استفتاح بی ناغہ میخواندندے و درین
ایام خدمت میان ید اللہ میخوانند و ہر روز بعد
نماز ظہر قران بفرمان بندگی شیخ تلاوت میکردند
یا مراقبہ تلاوت چنانچہ این کارگان می
دانند و در آخر عمر خدمت مولانا بہاء الدین
امام بلند میخواندندے خود می شنیدندی اشراق و
چاشت و فی الزوال و تہجد تمام و کمال می
گذاردندی و در آخر عمر قوت قیام نماندہ بود و
فرائض و نوافل ہمہ نشستہ میگذاردندی و نیز
درانکہ خدمت مولٰنا ابو الفتح گوالیری از طرف
کالپی آمدند دو نفر برابر ایشان از پیوستگان
حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ التماس حلق کردند
مولانا ابو الفتح را فرمان شد خود شما برید استادہ
شوید ایشانرا محلوق بکنانید مولٰنا مذکور
رفت محلوق کنانیدہ آورد یک درگلو انداختہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۵
رہتے پھر سد رمق کھانا تناول فرماکر سوجاتے ۔ اور نصف شبکو

پھیرنے کے بعد لوگ اپنا سر زمین پر رکھتے اور واپس
ہوتے تھے. ہاتھ پیر چومنے کا دستور نہ تہا۔ اگر فرض
کے بعد کوئی سنت موکدہ ہوتی تو اسکو بھی لوگوں سے
باہر آکر پڑھتے تھے۔ ہر دن آپ اون اوراد کو
پڑھتے جو شیخ الاسلام نصیر الدین رحمۃ اللہ کے
معمول میں تھے۔ مریدوں کو بھی انکی مداومت کا
ارشاد فرماتے اور حتی کہ مولانا نور الدین نے کئی
بار ذکر کی تلقین کی درخواست کی مگر ہر بار آپ نے
یہی ارشاد فرمایا کہ خواجہ بندگی شیخ الاسلام کے
اوراد کی پابندی کرو پھر اوس کے بعد ذکر کی تلقین
کرونگا ۔ آپ علاوہ فجر و عشا کی نمازوں کے بعد
ہمیشہ تینتیس آیتین پڑہا کرتے تھے ۔ صبح کی نماز کے
بعد آپ چہل اسم پڑہا کرتے اور بعض مریدونکو
بھی پڑھنے کا حکم صادر فرماتے تھے ۔ آخر عمر میں
مخدومزادہ میاں ید اللہ طال عمرہٗ بآواز بلند حضرت
مخدوم رضؓ کے سامنے پڑہا کرتے تھے اور دعاے استفتاح
عصر کی نماز کے بعد بلا ناغہ پڑھتے تھے آجکل اس دعا کو
میاں ید اللہ پڑھکر سنایا کرتے ہین اور ہر روز بعد
نماز ظہر بحکم بندگی حضرت مخدومؓ تلاوت قرآن بھی سنتے
کرتے ہین اور یہ تلاوت مراقبہ تلاوت کیساتھ ہوتی ہے
جیسا کہ اسکے کرنے والے جانتے ہین ۔ آخر عمر مین
مولانا بہاء الدین امام بلند آواز سے پڑہا کرتے تھے ۔
اور آپ سنا کرتے تھے ۔ اشراق ۔ چاشت ۔ فی الزوال

چنانکہ رسم است آمدند سر در قدم حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ آوردند حضرت مخدوم پگ از گلوی ایشاں بنہادند۔ ایشاں بیرون رفتند دوگانہ گذاردند روش آوردند بیش داشتند استادہ شدند فرمان شد۔ شما امروز در صورت ازانچہ از ہیچ حلق چیزے زیادت کردید ہمچون باید کہ در عمل ہم چیزی زیادت کنید عرضہ داشتند ہرچہ فرمان شود حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ روی بجانب مولانا ابوالفتح کردند فرمودند مولانا ایشان را چیزی بگوی تا آن بکنند مولانا ابوالفتح ساکت شدند سر فرود کردہ ماندند حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ فرمودند من ترا میگویم ایشان را چیزے بفرمای مولانا مذکور عرضہ داشتہ کہ فرمان شود بعض فرمان شد من ترا میگویم بگو مولانا ابوالفتح گفت ایشان را ہر روز شش رکعات نماز اشراق و چہار رکعت نماز چاشت

تہجد پوری برابر ادا فرماتے تھے۔ اور آخر عمر مین جب کھڑے ہونے کی قوت باقی نہین رہ گئی تھی تو فرض سنت نفل سب بیٹھے بیٹھے ادا فرماتے تھے

جس زمانہ مین مولانا ابوالفتح گوالیری کالپی ہو آئے تھے دو اور آدمی حضرت مخدوم کے مریدوں مین سے بھی ساتھ تھے۔ ان دونوں صاحبوں نے حضرت مخدوم کی خدمت اقدس مین حلق کی درخواست کی۔ مولانا ابوالفتح کو حکم ہوا تم خود ان لوگوں کو لیجاؤ اور کھڑے رہکر ان کے سر مونڈوا دو۔ مولانا سے مذکور گئے اور سر منڈوا دیا پھر جیسا کہ دستور ہے ان لوگوں کے گلے مین پگڑی ڈالکر سامنے لائے انھون نے حضرت مخدوم کے قدم مبارک پر سر رکھا حضرت مخدوم نے پگڑیان گلے سے نکالدین ان لوگون نے جاکر دو رکعت نماز پڑھی اور نذر لیکر حاضر ہوئے۔ سامنے رکھدی اور کھڑے رہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جسطرح تم لوگون نے آج سر منڈا کر ایک چیز اپنے مین زیادہ کی ہے چاہئے کہ یون ہی عمل کو بھی زیادہ کرو دونوں نے عرض کیا جو حکم ہو حضرت مخدوم نے مولانا ابوالفتح کیطرف روے مقدس کر کے فرمایا مولانا انھین کچھ کرنیکو بتاؤ۔ مولانا ابوالفتح سر نیچے کیے چپ رہے۔ حضرت مخدوم نے پھر ارشاد فرمایا کہ مین تم سے کہہ رہا ہون۔ انلوگوں کو کچھ بتاؤ۔ مولانا نے عرض کیا جو حکم ہو پھر حکم ہوا کہ مین تو تم سے کہتا ہون مولانا ابوالفتح نے انلوگونسے کہا آپلوگ ہر روز چھ رکعتین نماز اشراق

بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۶

بیدار ہوکر پھر آپ وضو کرتے پھر جب حضرت شیخ داخل حجرہ ہوکر مشغول ہوجاتے تو آپ بھی نماز تہجد ادا کرکے حجرہ کے باہر دیوار سے پشت لگاکر ذکر و شغل مین مشغول ہوجاتے اور پانی کا آفتابہ سلبچی وغیرہ اس غرض سے آپ کے پاس مہیا و موجود رہتی کہ جب حضرت مخدوم صبح کی نماز کے لئے حجرہ سے باہر آئین تو اسوقت وضو کے لئے سامان تیار ملے۔

کذا فی جوامع الکلم و انوار المجالس

بگذارید حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ فرمودند نیکو
میگوئی ہمین بکنند آنروز کہ بندگی خواجہ
مرا اول اول اشراق وچاشت فرمودند ہمچنین
فرمودہ بودند مولسنا نیکو گفتی حضرت مخدوم
رضی اللہ عنہ میانہ روز قیلولہ میکردند ومی
فرمودند صوفی کہ قیلولہ نکند او نیت شب بیداری
ندارد وتمام شب میخواہد بخسپد وبعد تہجد البتہ
ذکر میگویند بیشتر ذکر وحلقہ می گفتند وکرات
ومرات می فرمودند - ہرکرا چیزے کشاد از ذکر و
مراقبہ کشاد - مردمان سالہا در نماز روزہ و
تلاوت گذرانیدند ہیچ راہ نیافتند ازانکہ
از ذکر و مراقبہ غافل ماندند و در مراسم
عمل با وراد خدمت شیخ الشیوخ قدس اللہ
سرہٗ میکردند ودر ابتداے حال جوانی صوم
دوام داشتند آخر بصوم ایام بیض ومراسم
اختیار کردہ بودند روز جمعہ غسل می کردند وبی
ناغہ در نماز جمعہ میرفتند بعد رفتن در مسجد
شش رکعت نماز می گذاردند بیک سلام بعد
از سلام نشستہ در مراقبہ می بودند در سماع
رغبت چشتیان داشتند بیشتر برطرف سید
نصیر خلیفہ شیخ برہان الدین غریب میرفتند
با ایشان نسبت قرابتی ہم بود در اوائل کہ در
دہلی سماع می شنیدند مریدان و

کی۔ چار رکعتین نماز چاشت کی پڑہا کرین۔ حضرت مخدومؓ
نے ارشاد فرمایا ٹھیک کہتے ہو۔ یہ لوگ یہی کرین۔ جس
دن بندگی حضرت مخدومؓ خواجہ نے پہلے پہل مجھہ سے
نماز اشراق وچاشت کو فرمایا تھا تو ایسا ہی فرمایا تھا
تم نے ٹھیک کہا۔ حضرت مخدومؓ دوپہر کو قیلولہ فرمایا کرتے
تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ جو صوفی قیلولہ نہین کرتا ہے
وہ رات کے اٹھنے کی نیت نہین رکھتا۔ ساری رات چاہتا
ہے کہ پڑا سوتا رہے۔ بعد تہجد البتہ آپ ذکر فرمایا کرتے
تھے۔ زیادہ تر آپ ذکر وحلقہ فرماتے تھے اور بار بار کئی
مرتبہ ارشاد فرماتے تھے کہ جس شخص کو فتح باب ہوا تو ذکر
و مراقبہ ہی سے ہوا لوگوں نے برسوں روزہ نماز تلاوت
مین گذار دیئے مگر کوئی راستہ نہ ملا۔ کیونکہ یہ لوگ ذکر و مراقبہ
سے غافل تھے۔ حضرت شیخ الاسلام نصیرالدین شیخ
الشیوخ کے اوراد آپ ظائف مین پڑہا کرتے تھے
جوانی کے ابتدا حال مین ہمیشہ روزے رکھتے تھی۔ آخر عمر
مین صرف ایام بیض کے روزے اور وظائف پر اکتفا
فرمایا جمعہ کے دن غسل فرماتے اور بلاناغہ جمعہ کی نماز کیلیئے
تشریف لیجایا کرتے۔ مسجد مین جاکر تین سلام کیساتھ چھ
رکعتین نماز ادا فرماتے اور بعد سلام بیٹھکر مراقبہ فرماتے۔
سماع مین چشتیوں کی سی رغبت رکھتے تھے۔ اکثر اوقات سید
نصیر خلیفہ شیخ برہان الدین غریب کیطرف تشریف لیجایا
کرتے اُنسے اور آپ سے قرابت بھی تھی شروع زمانے
مین جبکہ دہلی مین سماع آپ سنا کرتے تھے تو حسبقدر مرید اور

معتقدان کہ در مجلس می بودند ہمہ سر بر زمین
می آوردند بعضے اشخاص را خوش نیامدی
بسلطان فیروز بادشاہ دہلی رسانیدند کہ سید
در مجلس ہا غوغا میکند سلطان فرمود بادکہ
خدمت مخدوم رضی اللہ عنہ سماع در خلوت شنوند
ازان وقت باز پردہ نصب می کردند تا درون
حجرہ می نشستند و مخدوم زادگان و یاران
بیرون آن در بارگاہ باصف سماع می شنیدند
خود حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ اگر گاہ گاہے
وقت زور آوردے قصد بیرون آمدن می
کردند تا در میرسیدند ہمہ یاران سر بر زمین
می نہادند در حال خادمان در می بستند حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ درون ہمانجا می ماندند و در
مجلس حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ مزامیر
نبودی اگر کسی پیش مزامیر زدی منع ہم نمیکردندی
و مخدوم زادگان رضی اللہ عنہ گاہ گاہ در خلوت
می شنیدندی و حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ
میفرمودند در ابتدای حال من و خدمت مولانا
صدرالدین طبیب و خدمت قاضی عبدالملک
و مولانا علاءالدین یکجا سماع می شنیدیم و
ہیچ مزامیری از مزامیر فرق نمی کردیم ہرچہ موجود
بودے می شنیدیم و خدمت مولانا برہان الدین
غریب و یاران ایشان جملہ مزامیر می شنیدند

معتقد مجلس میں ہوتے سب کے سب اپنا سر زمین پر رکھا
کرتے تھے بعض اشخاص کو یہ بات پسند نہ تھی اس واقعہ کو
سلطان فیروز بادشاہ دہلی تک لوگوں نے پہنچایا کہ سید
مجلس میں غوغا کرتا ہے۔ اُسنے حکم دیا کہ سماع خلوت
میں بیٹھکر سنا کریں۔ اسوقت سے آپ ایک پردہ بیچ
میں نصب کردیا کرتے تھے۔ اور حجرہ کے اندر آپ
بیٹھتے تھے مخدوم زادہ مریدین باہر کیطرف بارگاہ
کے سامنے صف باندھ کے بیٹھتے اور سماع سنتے تھے
خود حضرت مخدوم کو اگر کبھی کیفیت ہوتی اور طبیعت
میں زور پیدا ہوتا تو باہر تشریف لانیکا قصد فرماتے
اور جب دروازہ تک پہنچتے تو سارے مرید زمین پر سر
رکھدیتے تھے اور اسی وقت خادم فوراً دروازے بند
کردیتے تھے۔ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ اسی جگہ اندر ہی
جلوہ افروز رہتے حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ کی مجلس میں
مزامیر نہ تھا۔ اور اگر کوئی مزامیر بجاتا تو منع بھی نہیں
فرماتے تھے مخدوم زادے کبھی کبھی سماع خلوت میں سنتے
تھے حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ابتدا
حال میں مولانا صدرالدین طبیب قاضی عبدالملک
اور مولانا علاءالدین سب ایک جگہ پر سماع سنا کرتے
تھے اور کسی قسم کے مزامیر میں فرق نہیں کرتے تھے
جو باجہ موجود ہوتا اُسے سن لیا کرتے۔ مولانا شیخ
برہان الدین غریب اور آپ کے مریدین بھی تمام
قسم کے مزامیر سنتے تھے۔ ہمارے حضرت شیخ الاسلام

وخواجہ ما بتعمد نشنیدی واگر کسے دف
زنان پیش در در آمدی دف زدن منع
ہم نکردی و اگر در کار خیرے و یا میزبانی در خانہٗ
مولانا زین الدین و مولٰنا کمال الدین دف
زنان سرود میگفتند و دف میزدند منع نکردندی
میفرمودند ابراہیم نام چنگی بود در دہلی رنجے
شد بجہت دارو بر مولانا صدر الدین آمد وجہ
دارو ہمان چنگ آورد من و مولٰنا صدر الدین
و مولٰنا علاء الدین یکجا نشستہ بودیم او چنگ
را گوشمالی داد پردہ برگرفت و با دف و دو تنگ
چنان موافق کرد اگرچہ در شہر استادان
این کار بودند ولیکن کسے بد و نمیرسیدند کودکی
از ان صدر الدین آنجا حاضر بود یوسف نام
چنگ دروی چنان اثر کرد کہ بیتاب شدہ افتاد او را
بیہوش از مجلس بیرون آوردند و ما تا بہ آن زمان کہ در
مجلس بودیم ما را از خود خبر نبود و آن چنان چنگی بار دیگر
نہ دیدیم و میفرمودند یکبار من و مولانا صدر الدین و
مولانا علاء الدین اتفاق کردیم کہ یکبار سماعے بشنویم کہ
جملہ مزامیر دران باشد خانہ مولانا صدر الدین اختیار کردیم
جملہ مزامیر جمع کردیم در بستیم و دیوار ہا بلند
بود سہ شبانروز سماع شنیدیم خلق گرد
برگرد خانہ ہجوم کردند این خبر بحضرت بندگی شیخ رسید
چون باہوش کردیم فرمودند سید محمد ہمچنین سماع

قصداً نہیں سنتے تھے اور اگر کوئی دف بجاتا ہوا سامنے
دروازہ کے آجاتا تو اسکو منع بھی نہین فرماتے تھے اگر گھر
مین کوئی شادی یا کسیکی دعوت ہوتی اور مولانا زین الدین
اور مولٰنا کمال الدین دف بجا بجا کر سرود پڑھ کر گاتے
تو منع بھی نہین فرماتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ دہلی
مین ابراہیم نامے ایک چنگ بجانیوالا تھا ایکدفعہ وہ بیمار
ہوگیا اور دوا کے واسطے مولانا صدر الدین طبیب کے
پاس آیا اور دوا کی قیمت مین وہی چنگ اپنے ساتھ لایا۔ مین
اور مولانا صدر الدین مولانا علاء الدین ایک ہی جگہ
بیٹھے ہوئے تھے اس نے ساز ملایا پردہ۔ تار کو دف کے
اور تال کے موافق کرکے ایسا بجایا کہ شہر مین اور بھی
استاد تھے مگر اسکو کوئی نہین پہونچتا تھا۔ ایک لڑکا
صدر الدین کا جسکا نام یوسف تھا وہان موجود تھا اس
کے بجانے نے اُس پر ایسا اثر کیا کہ وہ بیتاب ہوکر گر پڑا
اسکو مجلس سے بیہوش ہی اٹھا کر باہر لیگئے اور ہم لوگ
جبتک اس مجلس مین رہے ہمین اپنی خبر نہین تھی۔ ایسا
بجانیوالا دوسرے مرتبہ پھر مین نے نہین دیکھا۔ فرماتے
تھے ایک مرتبہ مین نے۔ مولانا صدر الدین اور مولانا
علاء الدین نے آپسمین اتفاق کیا کہ ایکبار ایسا سماع
سنین جسمین تمام قسم کے باجے ہون۔ مولٰنا
صدر الدین کا مکان اس کے لئے ہملوگون نے پسند کیا
اور ہر قسم کے باجے وہان جمع کئے دروازہ بند کرلیا
دیوارین اونچی تھین۔ تین رات دن مسلسل ہملوگون

مشنومن ازان وقت باز مزامیر نہ شنیدیم
ودر محفل مجلس سماع بسیار جای عود می سوختند
واگر شب بودی روشنائی بسیار می کردند و
اگر در سماع کسے بر زمین آمدی باز دران مجلس
سماع نشنیدی رسم صوفیان همچنین ست
اغلب شنیدن سماع بر شعر وغزل و قول وابیات
فارسی بودی و میفرمودند هندی بیشتر نرم ورقت
می باشد وآهنگ بر وفق او نرم می باشد
اشارت بحیرانی وعاجزی وانکساری میکند
بضرورت مرد صوفی را انجا میل بیشتر می باشد
اما هنر سرود وادای ضربات موسیقار در پارسی
ست آنجا لذتے و ذوقے دیگرست ومیفر
مودند فتح کارمن بیشتر در تلاوت وسماع بود
اگر کسے را در سر هوای شیخی وخلافت بودی هرگز
او را رخصت واجازت نمیدادندے ازو
ملول میشدندی دو وقت سبق می گفتندے
یکے وقت چاشت دوم وقت بعد نماز ظهر بعد
فراغ از تلاوت وبیشتر علم تفسیر وحدیث و
سلوک می گفتند وگاہے علم کلام و علم فقہ
اگر چیزے تصنیف می کردند بعد گذاردن فی
زوال می نویسانیدند وخود مخلوق بنودندے
وہیچ سید را مخلوق نمیکردندی واگر کوسکے
مرید شدی بیعت نمی کنانیدندی و بر سر او

نے سماع سُنا۔ خلق خدا تمام گرداگرد ہجوم کرکے مکان
کو گھیرے کھڑی تھی۔ یہ خبر حضرت بندگی شیخ الاسلام
کو پہونچی جب ہم قدمبوسی کے لئے حاضر ہوئے تو
ارشاد فرمایا کہ سید محمد اس طرح کا سماع نہ سنا کرو اسوقت
سے مزامیر میں نے نہیں سنی مجلس سماع میں بہت
جگہ عود جلاتے تھے اگر رات ہوتی تو روشنی بہت
کرتے اور اگر سماع میں کوئی زمین پر گر پڑتا تو پھر اس
مجلس میں سماع نہیں سنتے صوفیوں کی رسم ایسی
ہی ہے۔ سماع میں اکثر فارسی کی غزل وقول وابیات
فارسی سنتے تھے۔ ارشاد فرماتے تھے کہ ہندی کی چیزیں
اکثر نرم، لوچدار، دل کو رقیق کرنیوالی ہوتی ہیں اور
راگ بھی اس کے موافق نرم ہوتا ہے اور عاجزی حیرانی
انکساری کیطرف اشارہ کرتا ہے ضرورتاً مرد صوفی کی
طبیعت کامیلان بھی ادھر زیادہ ہوتا ہے۔ لیکن ہر سرود کا
ہنر اور موسیقار کے جذبات کا ادا کرنا فارسی ہی میں ممکن
ہے۔ وہاں لذت اور ذوق دوسرا ہی ہوتا ہے۔ آپ فرماتے
تھے کہ میرے معاملہ کی فتح کار اکثر تلاوت قرآن پاک اور
سماع سے ہوئی ہے۔ اگر کسی کے سر میں شیخ بننے اور خلافت
حاصل کرنے کی ہوس ہوتی تو اجازت نہیں دیتے تھے
اور اس سے رنجیدہ اور ملول ہوتے تھے دو وقت سبق
پڑھایا کرتے تھے۔ ایک چاشت کی نماز کے بعد دوسرا بعد نماز
ظہر تلاوت قران پاک کی فراغت کے بعد زیادہ تر سبق
علم تفسیر، حدیث، سلوک کے مضامین کا ہوتا تھا اور کبھی

مقراض نمی راندندے کلاہ بر سر او داشتندی
واگر بسخت خورد بودے رومال موازنۂ دو گز
جامہ را بر سر او پیچیدندے و زحمتی را مرید نمی
گرفتندی درانکہ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ
را زحمت رحلت شد قاضی عبدالحق پسر بندگی
مولانا احمد تہانیسری رحمۃ اللہ علیہ در شہر
احسناباد آمدہ بود و برائے ارادت آمدہ
التماس کلاہ کرد فرمودند میان طائفہ ما رسم
است کہ در حالت زحمت دست بہ بیعت ندہند
و زحمتی را ہم نگیرند باری خود طلبیدند و ورا
دادند فرمودند خدمت مولٰنا احمد بہ
خواجہ ما بسیار عقیدت داشت چون خواجہ
را زحمت شد آمدند التماس پیوند کردند بندگی خواجہ
ہمچنین فرمودند آخر خواجہ بجہان رحمت رحلت
فرمودند خدمت مولٰنا احمد را پیوند میسر نشد
وصورت بیعت ہمچنین بودے کہ دست مبارک
بر دست او می نہادند و میفرمودند عہد کردی
بایں ضعیف و با خواجہ و با مشائخ طبقات
رضوان اللہ علیہم اجمعین کہ چشم نگہداری و زبان
نگہداری و بر جادۂ شرع باشی ہم چنین قبول
کردی او میگفتی آری قبول کردم پس می گفتند
الحمد للہ بعدہ مقراض بدست مبارک میگرفتندی
چند موے قریب بناگوش از طرف راست

کبھی علم کلام علم فقہ اور اگر کوئی چیز تصنیف فرماتے
تو فی الزوال[1] کے بعد لکھواتے تھے خود سر مبارک کبھی نہین
منڈواتے تھے اور کسی سید کے سر کے بال بھی کبھی نہ منڈواتے
تھے اور اگر کوئی لڑکا مرید ہوتا تو اسکو بیعت نہین فرماتے
تھے اور نہ اسکے سر پر قینچی چلاتے تھے، صرف اوس کے سر
پر ٹوپی رکھ دیتے تھے اور اگر لڑکا بہت ہی چھوٹا ہوا تو اسکے
سر پر تقریباً دو گز کا رومال لپیٹ دیتے تھے، بیمار کو مرید
نہین فرماتے تھے۔ جس زمانہ مین حضرت مخدومؒ کو مرض موت
لاحق ہوا۔ بندگی مولانا احمد تھانیسریؒ کے صاحبزادہ
قاضی عبدالحق شہر احسناباد آئے ہوئے تھے انھوں نے
بیعت کے ارادہ سے حاضر ہوکر ٹوپی کے لئے عرض کیا۔ ارشاد
فرمایا کہ ہملوگون مین یہ رسم ہی کہ بیماری کیحالت مین اپنا ہاتھ
بیعت کیلئے نہین دیا کرتے اور بیمار کا ہاتھ نہین پکڑتے
ہین تاہم اپنی باراتی آپ نے منگوائی انکو عطا فرمائی اور
ارشاد فرمایا کہ مولانا احمد کو میرے خواجہ بندگی شیخ الاسلام
کے ہاتھ پر بہت عقیدت تھی جب حضرت خواجہ بیمار تھے
یہ تشریف لائے اور مرید کرنے کے لئے گذارش کی حضرت
خواجہ نے بھی ایسا ہی ارشاد فرمایا تھا۔ آخر الامر خواجہؒ نے
اُسی بیماری مین رحلت فرمائی۔ مولانا احمد کو بیعت و
پیوند میسر نہوا۔

صورت بیعت اسطرح پر تھی کہ آپ اپنا دست
مبارک مرید ہونیوالیکے ہاتھ پر رکھدیتے اور فرماتے تھے

[1] فی الزوال سایہ اصلی کے ڈھل جانے کا نام ہے۔ ۱۲

طریق می نہادی بعدہ بیعت می کنانیدندی
بعد ازان آب ہمان عورت را میدادندے
تا بخورد ے بعد ازاں رومال یا دامنے بر سر
اومی داشتندی اگر عورتے مستورہ بودی
چادر میان می گرفتندی وقدحے آب
درمیان می نہادندے ویا محرمے را میباید
وکیل می گرفتند تا او ہمچنین بیعت کنانیدی
و در روز استفتاح و روز عرفہ ہمہ مریدان
می آمدندے تجدید بیعت می گرفتندی و
وازفرمایش بیش ازان کردن می بودند می
پرسیدند کہ دران می باشی و ملازمت میکنی
تو ازان چیزے ثمرہ می بینی و بیشتر چیزے
دیگر می فرمودند کہ ہمچنین کنی و ہمچنین باشے
نوع دوئم ۔ روش کارہاے دنیاوی ۔
حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ ہمیشہ بر
بہالچہ می نشستند و براے کسے قیام نبودی
مگر از براے پادشاہ می فرمودند کہ اولی الامر
از سبب آن براے تو استادہ می شوم و
چون سلطان میخواستی کہ بیاید یک روز
پیش ازان گفتہ می فرستادی میگفتی کہ
فلان روز خواہی آمد فرمایش طعام شدی
چون سلطان آمدی کندوری می آوردند
طعام خوردی بازگشتی و تبرک برمیداشتی

پہلے دو رکعتین جسمین سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص
دس مرتبہ ہو پڑھنا اور بعد سلام ستر مرتبہ یَا وَھَّابُ یا
وَھَّابُ یَا وَھَّابُ کہنا اور اگر نہ ہوسکے تو ہر مہینہ مین ایام
بیض کے روزے رکھنا۔ اگر کسی عورت کو مرید فرماتے تو
ایک بڑے پیالے مین پانی لایا جاتا۔ آپ شہادت کی انگلی
کے صرف اسقدر حصہ مین کہ بالیقین کہ جتنا کہ پانی مین
ڈوبتا پانی مین رکھتے اور دوسری طرف پیالے مین
عورت اپنی انگشت شہادت کا سرا اسیطرح سے ڈوباتی تھی
اسکے بعد بیعت فرماتے۔ پھر وہ پانی اس عورت کو
عنایت فرمادیتے اور وہ پی جاتی۔ اس کے بعد رومال
یا دامنی اوسکے سر پر رکھ دیتے۔ اگر عورت پردہ والی
ہوتی تو اوسکے اور اپنے درمیان مین چادر کھڑی کرادیتے
پانی کا پیالہ اسیطرح درمیان مین رکھتے یا کسی اوسکے
محرم شرعی کو عورت کا وکیل بناتے تاکہ وہ اسی طرح
سے بیعت کرادیتا۔ استفتاح کے دن اور عرفہ کے دن
تمام مرید حاضر ہوتے آپ سب سے تجدید بیعت کر لیتے تھے
اور پہلی بیعت سے زیادہ عمل کرنے کے لئے اسمین حکم
فرماتے پرسش فرماتے تھے کہ جو کچھ بتایا ہے اسے کرتے
رہتے ہو برابر اسپر عمل کرتے ہو اور اسمین کچھ فائدہ نظر آتا
ہے اور اکثر اور دوسری چیزین بھی بتایا کرتے تھے کہ ایسا
کیا کرو اور اسطرح زندگی بسر کیا کرو۔

دوسری قسم دنیاوی طور وطریقہ کے متعلق
حضرت مخدوم ہمیشہ بہالچہ پر بیٹھا کرتے تھے کسی کے

ودرخانه بردی برسم کندوری همچنین پیش
هریکے چهارگان نان میداشتندی و یکے
صحنک نان خورش میان دو نفر شرکت
بودے ویگان کاسۂ آش پیش هریکے می
داشتند و دراثناء طعام آب نمیدادندی
چون خلق از طعام فارغ شدی هریکے باقی مانده
حصه خود با صحنک و کاسه برداشتی بردی بعد
اشراق طعام با فرزندان می خوردند بعده
مشغول سبق می شدند. علم تفسیر و حدیث و
سلوک سبق میگفتند گاہے علم کلام فقه
هم بعد نماز ظهر بعد تلاوت هم سبق کمی گفتند
دران ایام کاتب سید محمد در گلبرگه بود قاضی
راجا الملتقط تفسیر تصنیف مخدوم رضی الله عنه
خواند شیخ زاده شهاب الدین قوت القلوب
و مولانا ابوالفتح تعرف با شرح حضرت مخدوم
رضی الله عنه و سید اصغر پسر سید احمد برادرزاده
حضرت مخدوم رضی الله عنه کشاف و ملک زاده
عزالدین و ملک زاده شهاب الدین پسران
ملک قطبی چنین کنی که مستوفی ممالک چیلکی بود
اداب المریدین می خواندند و مخدوم زاده میان
ید الله مصباح میخواندند بعده کافیه آغاز
کرده بودند و مخدوم زاده میان سیف الله تصریف
پنجگنج میخواندند بعد نماز عشا کندوری خرج

لئے تعظیماً کھڑے نہ ہوتے تھے۔ مگر صرف بادشاہ کے
لئے کھڑے ہوجاتے تھے اور فرما دیتے تھے کہ تم اولی الامر[1]
ہو اس لئے تمہارے واسطے کھڑا ہوتا ہوں۔ جب بادشاہ
آنا چاہتا تھا تو ایک دن پہلے کہلا دیا کرتا تھا ارشاد
فرماتے فلاں دن آنا پہلے سے کھانے کا حکم فرماتے
اور جب بادشاہ آتا تو لوگ اسکے سامنے دسترخوان
بچھاتے اور وہ کھانا کھاتا پھر واپس جاتا تبرک بھی
گھر لیتا جاتا۔ کندوری (دسترخوان) کا دستور یہ تھا
کہ ہر شخص کے سامنے چار روٹیاں رکھی جاتی تھیں اور
ایک گھڑی رکیبی میں سالن اور دو آدمی شریک ہوکر
کھاتے تھے۔ ایک ایک پیالہ آش کا ہر شخص کے
سامنے ہوتا۔ کھانے کے درمیان میں پانی نہیں دیا جاتا
تھا۔ جب لوگ کھا کر فارغ ہوجاتے تو ہر شخص بچا ہوا
حصہ اور سکے ساتھ صحنک اور آش کا پیالہ اوٹھا کر ساتھ
لیجاتا۔ اشراق کی نماز کے بعد حضرت مخدوم صاحبزادوں
کے ہمراہ کھانا تناول فرماتے، اس کے بعد سبق
پڑھانے میں مشغول ہوجاتے۔ علم تفسیر حدیث اور
سلوک کا آپ سبق پڑھاتے تھے۔ کبھی کبھی علم کلام۔ علم فقہ
کا بھی سبق ہوتا۔ بعد نماز ظہر تلاوت قرآن پاک کے
فارغ ہوکر بھی سبق ہوتا۔ اس زمانے میں کاتب

[1] قرآن پاک میں حکم ہے وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۱۲

شدی بیشتر صوفیان و مریدان جمع می شدی
و موازنہ چہل صحنک نان گاہے زیادت
گاہے کم در ستند و می داشتند بعد فراغ
آنرا بیاران می دادند و یک کاسہ آش پیش
حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ می داشتند قدرے
ازان می آشامیدند باقی بکسے کہ دریاب
او مرحمت بودی میدادند و دران ایام کہ
کاتب این سیر محمدی در گلبرگہ بود در شب
جمعہ خواجہ احمد دبیر را میداد ند و در شبہائی
خدمت مولنا ابو الفتح رامی دادند و یک
انگشت بدست مبارک می گرفتند و حبہ
تکہ گوشت از سیخی کہ پیش بودی می استدے
نیمی خود میخوردند و نیمے دیگر مریدان را میدادند
چون پنج شش تکہ شدی خدمت مولنا
ابو الفتح رامی دادند اگر حلوا پیش بودے
ازان ہم مولانا مذکور را می دادند ہر شبے آئین
روش بود در وقت کندوری بیشتر حکایت
بالخدمت مولنا ابو الفتح بود کہ را ستا
مخدوم زادگان و برادر زادگان و قرابتان خود
نشستندی و چہا یاران بزرگ و خورد تر ازان
فریقین دیگر مریدان و معتقدان ہمراہ بزرگان
بی ناغہ میکردند - برا این صورت دوازدہم ربیع
الاول عرس حضرت سلطان صوفیان محمد رسول اللہ

سیر محمدی کلبرگہ میں تھا - قاضی راجا المتقط حضرت مخدوم
رضی اللہ عنہ کی تصنیف کردہ تفسیر پڑھا کرتے تھے -
شیخ زادہ شہاب الدین قوت القلوب - مولانا ابو الفتح
تعرف حضرت مخدوم کی تصنیف کردہ شرح [illegible]
سید اصغر سید احمد صاحب کے صاحبزادہ جو آپ کے بھتیجہ
تھے - کشاف اور ملک زادہ عز الدین ملک زادہ
شہاب الدین جو ملک قیطی مستوفی (صدر محاسب)
ممالک حیکلی کے لڑکے تھے آداب المریدین پڑھتے تھے
مخدوم زادہ میاں یداللہ مصباح پڑھتے تھے اسکے
بعد کافیہ شروع کی تھی - مخدوم زادہ میاں سیف اللہ
پنج گنج پڑھتے تھے - بعد نماز عشا دستر خوان بچھتا تھا
زیادہ تر مریدین صوفی جمع ہوتے تھے - تقریباً چالیس
رکابیوں کی روٹیاں کبھی کم کبھی زیادہ - کبھی جاتی تھیں
تھندوری میں رکھی جاتی تھیں - نماز عشا سے فارغ ہو کر
مریدین کو عنایت ہوتی تھیں پھر آش کا ایک پیالہ
حضرت مخدوم کے حضور میں رکھا جاتا - تھوڑا سا اسمیں
سے آپ نوش فرما لیتے - پھر جسپر کچھ نظر عنایت و مرحمت

سلہ یہ اشارہ ہے مولانا محمد علی سامانی کیطرف آپ کلبرگہ میں موجود تھے
سلہ اسے اصطلاح میں کندوری کہتے ہیں -
سلہ یہ لفظ عربی میں صحیح تنور ہے جیسا کہ کلام پاک میں
فار التنور موجود ہے - اب محاورہ ہندی میں
دال پڑھگئی ہے ۱۲ -

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میکردند ذلہ و
سماع بودی ودر چہاردہم این ماہ عرس
خدمت شیخ المشائخ قطب الدین رضی اللہ
عنہ میکردند سماع وذلہ بودی ودر شردہم این
ماہ عرس برادر خود بخود کہ سید احمد نام
داشت ہم در خورد گی نقل کردہ بود میکردند و
ہر جنس طعام ومیوہ کہ دراں وقت بودے
موجود میکردند۔ دوازدہم ربیع الآخر عرس
مخدومزادہ بزرگ حضرت شاہ محمد اکبر رضی
اللہ عنہ میکردند سماع وذلہ بودی ودر شردہم
این ماہ عرس خدمت شیخ نظام الدین رضی
اللہ عنہ میکردند سماع وذلہ بودی ودر سلخ
این ماہ یا در غرہ جمادی اول عرس برادر بزرگ
خود سید حسین عرف سید چندن رضی اللہ عنہ
میکردند ودر سیوم ماہ رجب عرس خدمت خواجہ
اویس قرنی رضی اللہ عنہ میکردند ودر چہارم
این ماہ رجب عرس حضرت بی بی فاطمہ
ثانی عرف ستی بی بی دختر بزرگ حضرت مخدوم
رضی اللہ عنہ میکردند ودر چہارم این ماہ عرس
حضرت امیر المومنین حسین رضی اللہ عنہ میکردند
ودر ششم این ماہ عرس خدمت شیخ حسین حسن
سنجری رضی اللہ عنہ میکردند ودر شب ہژدہم
ماہ رمضان عرس بندگی شیخ نصیر الدین رضی اللہ

ہوتی اسکو مرحمت فرمادیتے تھے جس زمانہ مین سیر محمدی
کا کاتب گلبرگہ مین تھا شب جمعہ کو خواجہ احمد دبیر کو
مرحمت فرمایا تھا اور دوسری راتوں کو مولانا
ابو الفتح کو عطا ہوتا تھا۔ دست مبارک کی ایک انگلی
سے چند بوٹیان گوشت کی اوس سیخ سے جو سامنے
ہوتی نکال لیتے تھے۔ آدھی خود تناول فرماتے تھے
آدھی کسی مرید کو عنایت فرمادیتے اور اگر بوٹیاں
پانچ چھ ہوتین تو مولانا ابو الفتح کو دیدیتے اگر آپ کے
سامنے حلوا ہوتا تو اُس کو بھی ابو الفتح ہی کو دیتے۔ ہر
شب یہی عادت شریف تھی کندوری (دسترخوان)
کے وقت زیادہ بات چیت مولانا ابو الفتح سے ہوتی
تھی۔ داہنی طرف مخدومزادے بھائی کے بچے اور
رشتہ دار بیٹھتے تھے بائین طرف احباب بزرگ دنیے
نیچے دوسرے لوگ اور مرید معتقدین بیٹھتے تھے
عرض۔ بزرگوں کے عرس بلاناغہ کرتے تھے اس
حساب کہ بارہوین ربیع الاول کو حضرت بادشاہ
دو جہان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔
جسمین کھانا اور سماع ہوا کرتا۔ اسی مہینہ کی چودہوین
کو عرس بندگی شیخ المشائخ قطب الدین رضی
اللہ عنہ کا جسمین کھانا اور سماع نہ ہوتا اسی مہینہ
کی اٹھائیس کو عرس اپنے چھوٹے بھائی جنکا اسم گرامی
سید محمد تھا انکا عرس کرتے یہ لڑکپن ہی مین انتقال
کر گئے تھے ہر قسم کا کھانا اور جس میوہ کی فصل ہوتی تھی

شدی بیشتر صوفیان و مریدان جمع می شدی
و موازنهٔ چہل صحنک نان گاہے زیادت
گاہے کم در تنور می داشتند بعد فراغ
آن را بیاران می دادند و یک کاسہ آش پیش
حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ می داشتند قدری
ازان می آشامیدند باقی یکسے کہ در باب
او مرحمت بودی میدادند و دران ایام کہ
کاتب این سیر محمدی در گلبرگہ بود در شب
جمعہ خواجہ احمد دبیر را میدادند و در شبہای
خدمت مولانا ابوالفتح را می دادند و یک
انگشت بدست مبارک می گرفتند و چند
تکہ گوشت از سیخی کہ پیش بودی می استدند
نیمی خود میخوردند و نیمے دیگر مریدان را میدادند
چون پنج شش تکہ شدی خدمت مولانا
ابوالفتح را می دادند اگر حلوا پیش بودے
ازان ہم مولانا مذکور را دادندے آئین
روشن بود در وقت کندوری بیشتر حکایات
با خدمت مولانا ابوالفتح بودے راستا
مخدوم زادگان و برادر زادگان و قرابتان شان
نشستند و چند یاران بزرگ و خرد و تا ازان
فریقین دیگر مریدان و معتقدان اعراض بزرگان
بی ناخن میکردند۔ برین صورت دوازدہم ربیع
الاول عرس حضرت سلطان صوفیان محمد رسول اللہ

سیر محمدی گلبرگہ میں ہوتا۔ قاضی راجا المتقط حضرت مخدوم
رضی اللہ عنہ کی تصنیف کردہ تفسیر پڑھا کرتے تھے۔
شیخ زادہ شہاب الدین قوت القلوب۔ مولانا ابوالفتح
تعرف حضرت مخدوم کی تصنیف کردہ شرح پڑھتے تھے
سید اصغر سید احمد صاحب کے صاحبزادہ جو آپ کے بھتیجہ
تھے۔ کشاف اور ملک زادہ ... الدین ملک زادہ
شہاب الدین جو ملک قطبی مستوفی (صدر محاسب)
ممالک خلجی کے لڑکے تھے آداب المریدین پڑھتے تھے
مخدوم زادہ میاں ید اللہ مصباح پڑھتے تھے اسکے
بعد کافیہ شروع کی تھی۔ مخدوم زادہ میاں سیف اللہ
پنج گنج پڑھتے تھے۔ بعد نماز عشا دسترخوان بچھایا جاتا تھا
زیادہ تر مریدین صوفی جمع ہوتے تھے۔ تقریباً چالیس
رکابیوں کی روٹیاں کبھی کم کبھی زیادہ۔ پکی جاتی تھیں
تنور میں۔ پکی جاتی تھیں۔ نماز عشا سے فارغ ہوکر
مریدین کو عنایت ہوتی تھیں پھر آش کا ایک پیالہ
حضرت مخدوم کے حضور میں رکھا جاتا۔ تھوڑا سا اس میں
سے آپ نوش فرما لیتے۔ پھر بقیہ کچھ نظر عنایت و رحمت

ا؎ یہ اشارہ ہے مولانا محمد علی سامانی کی طرف آپ گلبرگہ میں موجود تھے ۱۲
۲؎ اسے اصطلاح میں کندوری کہتے ہیں۔
۳؎ یہ لفظ عربی ہے، صحیح تنور ہے جیسا کہ کلام پاک میں
فار التنور موجود ہے۔ اب محاورہ ہندی میں
دال گر گئی ہے ۱۲۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میکردند وذلہ و
سماع بودی ودر چہاردہم این ماہ عرس
خدمت شیخ المشائخ قطب الدین رضی اللہ
عنہ میکردند سماع وذلہ بودی ودر شانزدہم این
ماہ عرس برادر خود کہ سید احمد نام
داشت ہم در خوردی نقل کردہ بود میکردند و
ہر جنس طعام ومیوہ کہ دراں وقت بودے
موجود میکردند۔ دوازدہم ربیع الآخر عرس
مخدوم زادہ بزرگ حضرت شاہ محمد کبیر رضی
اللہ عنہ میکردند سماع وذلہ بودی ودر سیزدہم
این ماہ عرس خدمت شیخ نظام الدین رضی
اللہ عنہ میکردند سماع وذلہ بودی ودر سلخ
این ماہ یا در غرہ جمادی اول عرس برادر بزرگ
خود سید حسین عرف سید چندن رضی اللہ عنہ
میکردند ودر سیوم ماہ رجب عرس خدمت خواجہ
اویس قرنی رضی اللہ عنہ میکردند ودر چہارم
این ماہ رجب عرس حضرت بی بی فاطمہ
ثانی عرف ستی بی بی دختر بزرگ حضرت مخدوم
رضی اللہ عنہ میکردند ودر چہارم این ماہ عرس
حضرت امیر المومنین حسن رضی اللہ عنہ میکردند
ودر ششم این ماہ عرس خدمت شیخ حسین حسن
سنجری رضی اللہ عنہ میکردند ودر شب ہژدہم
ماہ رمضان عرس بندگی شیخ نصیر الدین رضی اللہ

ہوتی اسکو مرحمت فرمادیتے تھے جس زمانہ مین سیر محمدی
کا کاتب گلبرگہ مین تھا شب جمعہ کو خواجہ احمد دبیر کو
مرحمت فرمایا تھا اور دوسری راتوں کو مولانا
ابوالفتح کو عطا ہوتا تھا۔ دست مبارک کی ایک انگلی
سے چند بوٹیاں گوشت کی اوس سیخ سے جو سامنے
ہوتی نکال لیتے تھے۔ آدھی خود تناول فرماتے تھی
آدھی کسی مرید کو عنایت فرمادیتے اور اگر بوٹیاں
پانچ چھ ہوتین تو مولانا ابوالفتح کو دیدیتے اگر آپ کے
سامنے حلوا ہوتا تو اوس کو بھی ابوالفتح ہی کو دیتے۔ ہر
شب یہی عادت شریف تھی کندوری (دسترخوان)
کے وقت زیادہ بات چیت مولانا ابوالفتح سے ہوتی
تھی۔ داہنی طرف مخدوم زادے بھائی کے بچے اور
رشتہ دار بیٹھتے تھے بائین طرف احباب بزرگ دینی
نیچے دوسرے لوگ اور مرید معتقدین بیٹھتے تھے
عرس۔ بزرگوں کے عرس بلاناغہ کرتے تھے اس
حساب سے کہ بارہوین ربیع الاول کو حضرت بادشاہ
دو جہان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔
جسمین کھانا اور سماع ہوا کرتا۔ اسی مہینہ کی چودہوین
کو عرس بندگی شیخ المشائخ قطب الدین رضی
اللہ عنہ کا جسمین کھانا اور سماع نہ ہوتا اسی مہینہ
کی اٹھارہ کو عرس اپنے چھوٹے بھائی جنکا اسم گرامی
سید محمد تھا انکا عرس کرتے یہ لڑکپن ہی مین انتقال
کر گئے تھے ہر قسم کا کھانا اور جس میوہ کی فصل ہوتی تھی

عنہ میکردند. سماع بودی و خرج بسیار میکردند
می فرمودند نقل حضرت در شب ہژدہم بودہ
عرسے کہ در روز ہژدہم میکنند طعام در شب
نوزدہم خرج میشود و دران شب نہ نقل
خدمت شیخ است و نہ دفن ست و
عرسے کہ در ہفتدہم میکنند طعام در شب
ہژدہم خرج میشود و دراں شب نقل حضرت
شیخ است پس این اولی در نوزدہم این
ماہ عرس خواجہ ولایت امیر المومنین علی کرم اللہ
وجہہ چنانکہ میان خلق مشہور است و نقل
ایشاں در نوزدہم است و در شب بست و
ہفتم این ماہ عرس حضرت ضامنہ اولی خاتون
قیامت حضرت بی بی فاطمہ زہرا علیہا السلام
میکردند در پنجم ماہ شوال عرس والد خود سید
یوسف عرف سید راجا می کردند و سیزدہم
ذیقعدہ عرس والدہ خود بی بی رانی رضی اللہ عنہا
میکردند و ذلہ بودی و در شب پنجم ماہ محرم
عرس خدمت شیخ فرید الدین مسعود اجودہنی
قدس اللہ سرہ میکردند. سماع و ذلہ بودے
و در شب یازدہم محرم عرس سید الشہداء
امیر المومنین امام حسین علیہ السلام میکردند و در
شب لیلۃ الرغایب و در روز استفتاح
وقت افطار و در شب برات و در ہر دو عید

وہ سب میوے منگاتے تھے. ربیع الثانی کے مہینہ کی
بارہوین کو بڑے مخدوم زادہ حضرت سید محمد اکبرؓ کا
عرس کرتے اسمین سماع اور کھانا ہوتا اسی مہینہ کی
اٹھارہوین کو عرس شیخ نظام الدینؒ کا کرتے تھے اس
مین بھی کھانا اور سماع ہوتا. اسی مہینہ کے آخر مین یا
جمادی الاولیٰ کے ابتدا مین اپنے بڑے بھائی حضرت
سید حسینؒ عرف سید چنڈن کا عرس کیا کرتے. رجب
کی تیسری کو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا
عرس کیا کرتے تھے. چوتھی رجب کو بی بی فاطمہ ثانی
عرف ستی بی بی اپنی بڑی لڑکی کا عرس کیا کرتے تھے. ت ۵۰
کی چوتھی کو امیر المومنین حضرت امام حسنؓ علیہ السلام
کا عرس فرمایا کرتے تھے اور اسی مہینہ کی چھٹین کو حضرت
خواجہ معین الدین حسن سنجری (اجمیری) رضی اللہ عنہ کا
عرس کیا کرتے تھے. اور اٹھارہوین رمضان المبارک
کو بندگی شیخ نصیر الدینؒ کا عرس کیا کرتے تھے اسمین
سماع ہوتا اور بہت خرچ کرتے تھے. ارشاد فرماتے
تھے کہ حضرت کا وصال اٹھارہوین تاریخ کی شب
کو ہوا ہے. جو لوگ عرس اٹھارہوین کے روز کیا
کرتے ہین تو وہ کھانا انیسوین کی رات کو کھلاتے
ہین. انیسوین کی شب مین نہ حضرت کا وصال ہی
اور نہ آپ دفن ہی ہوئے ہین اور جو لوگ سترہوین
کو عرس کرتے ہین تو کھانا اٹھارہوین کی رات کو
کھلاتے ہین. اسی شب مین حضرت کا وصال ہوا

بعد آمدن از نماز و در روز آخر چہار شنبہ مدام
کندوری بودے والسلام مع الاکرام۔

باب چہارم

در ذکر تلقینات حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ

بدانکہ تلقین ایشان مریدان را در ابتدا
حال این بود کہ ہر روز عمل بر اوراد حضرت
شیخ الشیوخ قدس اللہ سرہ العزیز کنند و در
مراقبہ بر اوراد حضرت شیخ الشیوخ رضی اللہ عنہ
بعد ازان اگر کسے بلند ہمت بودے میخواستی
کار این طائفہ کند و بمقامات ایشان فائز گردد
تلقین ذکر و مراقبہ میکردند و این را شرطہا
نہادہ بودند بہ تلقین ابدال چنانکہ بالا ذکر رفتہ
و شرائط این ست روز چہارشنبہ پشتوارہ
ہیزم برگرفتہ از خانہ خویش یا از بازار در خانقاہ
بیارد آں قدر کہ تواند ہر چند کہ بسیار آرد
نعمت بسیار یابد و می باید کہ ہیزم خشک آرد
تا ذکر تلقین زود ترید آید بعد آوردن ہیزم
اوراد ہاے تلقین میکردند کہ در ابتدای شروع
در ذکر آنرا چند کرت بخواندی و بقدر دستگہ
خود خرچی براے کندوری بیارد بعد ازان روز
پنجشنبہ زیارت شیخ پیری فرمودند۔ حضرت
خدمت شیخ نصیر الدین محمود بن یوسف و خدمت

بس یہی بہتر اور اولیٰ ہے۔ اسی رمضان کے مہینہ
کی انیسوین کو عرس خواجہ ولایت امیر المومنین
علی کرم اللہ وجہ کا کیا کرتے تھے جیسا کہ خلق خدا مین
مشہور ہے۔ آپ کا وصال انیسوین کو ہوا۔ اسی
مہینہ مین ستائیسوین کی رات کو عرس حضرت
ضامنہ اولیٰ خاتون قیامت حضرت بی بی فاطمہ زہرا
رضی اللہ عنہا علیہا السلام کا کیا کرتے تھے۔ شوال
کی پانچوین کو عرس اپنے والد ماجد سید یوسف عرف
سید راجا کا کیا کرتے تھے اور ذیقعدہ کی تیرہوین کو
عرس اپنی والدہ ماجدہ بی بی رانی رضی اللہ عنہا کا
کیا کرتے تھے اسمین کھانا ہوا کرتا تھا۔ پانچوین محرم کو
عرس حضرت شیخ فرید الدین مسعود اجودھنی قدس
سرہ کا کیا کرتے تھے اسمین سماع اور کھانا دونون
ہوا کرتا تھا اور گیارہوین محرم کو سید الشہدا امیر المومنین
حضرت امام حسین علیہ السلام کا عرس کرتے تھے۔
لیلۃ الرغائب کو اور روز استفتاح کو وقت افطار
شب برات اور دونوں عیدون مین نماز سے
واپس آنے کے بعد اور آخری چہارشنبہ کو دن مین
ہمیشہ عام دسترخوان ہوا کرتا تھا۔ والسلام مع الاکرام

باب چوتھا

حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ کے تلقینات کے ذکر مین

تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ مریدونکو ابتدائی حالت مین آپ

شیخ نظام الدین محمد بدوانی و خدمت شیخ
فرید الدین مسعود اجودهنی و خدمت شیخ
قطب الدین بختیار اوشی و خدمت
شیخ معین الدین حسن سنجری رضی الله عنهم
صورت زیارت برین نمط میفرمودند

چون بزیارت رو در آید یا سه بار یا هفت
بار کلمه تمجید تا آخر بگوید بعد از ان سر بسجده
نهد خورده از بیس یا از نقره ازین هر دو یکی
باشد در پایان قبر بدارد و بعده فاتحه یکبار
و آیت الکرسی سه بار و الهاکم التکاثر هفت
بار و اخلاص ده بار بخواند بعد از ان بنشیند
آنچه از قرآن خوش آید بخواند پس برخیزد
هفت بار طواف تربت بکند آنگاه سر بزمین
نهد و التماس مطلوب خود بکند و بگوید
خدمت مخدوم سید محمد حسینی الحسینی گیسو دراز رضی
الله عنه که بجهت شما بر سر مقبره ارشاد
منسوب اند بجهت همراه تلقین ذکر کنند
متوقع آنکه شما شفیع و مدد باشید تا مراد [illegible]
کار بر خورداری باشد و اطلاع حظوظ آن نصیب
من گردد و در وقت زیارت و در آمدن و
بیرون آمدن مستعد و منتظر باشد که در حضور
کدام کسی در رون آمده که [illegible] گشت بیرون آمده
و چه بسیار کرده [illegible] و [illegible]

یہ تلقین فرمایا کرتے تھے کہ ہر روز اوراد حضرت شیخ
الشیوخ شیخ نصیر الدین محمود رضی اللہ عنہ پر عمل
کریں، اور اسکا وظیفہ رکھیں اگر کوئی بلند ہمت ہوتا
اور چاہتا کہ اس جماعت یعنی صوفیوں کے کام کرے
اور انکے مقامات حاصل کرے تو اسکو تلقین ذکر و
مراقبہ فرماتے اس کے بعد آپ نے جیسا کہ اوپر گذرا
ابدال کے بتانے کے مطابق چند شرطیں مقرر فرمائی
تھیں شرائط وہ شرطیں یہ ہیں بدھ کے دن
لکڑی کا گٹھا سر پر یا پیٹھ پر اپنے گھر سے خانقاہ
میں لائے جسقدر لکڑی اٹھا سکتا ہو مگر جسقدر زیادہ لائے
گا اسی قدر نعمت زیادہ پائے گا اور یہ چاہئے کہ
لکڑی وہی ہو تاکہ جو ذکر تلقین کیا جائے اس کا
اثر ظاہر ہو جائے لکڑی لانے کے بعد اسکو
دعا تلقین فرماتے تھے کہ ذکر [illegible] کرنے کے پہلے
[illegible] پڑھ لیا کرے [illegible] قدر [illegible]
[illegible] کا صرف [illegible] اسکے بعد
[illegible]
اور [illegible] حضرت شیخ نصیر الدین محمود
بن یوسف حضرت شیخ نظام الدین [illegible]
[illegible] شیخ فرید الدین اجودھنی حضرت
قطب الدین بختیار اوشی حضرت شیخ معین الدین
حسن سنجری [illegible] رضی اللہ عنہم زیارت کی صورت
[illegible]

لفظ گفتند و چه آواز برآمد چون فارغ شود آن خورده
بردارد بحضرت مخدوم رضی الله عنه بیارد و
هم برین نمط زیارت هر پنج پیر کند و اگر در شهری
که او باشد تربت پیران نباشد خطے
بکشد و آنرا نام تربت هر شیخے کند و زیارت
بران نمط مذکور کند و زیارت بی بی فاطمه
سام رضی الله عنها نیز همبرین نمط کنند بعد
ازان بر حضرت مخدوم رضی الله عنه کیفیت
تمام گوید و خورده پیش نهد در سالے که
مولسنا ابوالفتح گوالیری در گلبرگه آمده بودند
کاتب سیر محمدی نیز در گلبرگه بود و ایشان بجهت
تلقین ذکر در نظر این حضرت مخدوم رضی الله
عنه از مسجد کهنه پیغمبر آورده اند و زیارت مذکور
کردند چون بجهت گذرانیدن کیفیت آمدند
درون رفتند خدمت خواجه احمد دبیر
رانیز طلب شد. خدمت مولسنا ابوالفتح
وایشانرا ایستاده کردند فرمان
شد مولسنا ابوالفتح بگو در زیارت چه دیدے
وچه شنیدی خدمت مولانا ابوالفتح همه تقریر
کردند حضرت مخدوم رضی الله عنه نشسته می
شنیدند خواجه احمد دبیر هم ایستاده می شنیدند
چون کیفیت تمام کرد حضرت مخدوم رضی الله عنه
فرمودند ابوالفتح را منیکو چیزے پیش آمده است

کرے تو پہلے کلمۂ تمجید تین مرتبہ یا سات مرتبہ آخر
تک پڑھے اس کے بعد سر کو سجدہ مین رکھے اور کچھ
نقد خوردہ یا ریزگاریان تانبے یا چاندی کی ان دو
مین سے کوئی ایک جو قبر کی پائینتی رکھدے۔ اسکے
بعد سورہ فاتحہ ایک مرتبہ آیت الکرسی تین مرتبہ
الهکم التکاثر سات مرتبہ سورہ اخلاص دس مرتبہ
پڑھے اسکے بعد بیٹھ جائے اور جو سورہ قرآن کی پسند
آوے اور اچھی معلوم ہو اسکو پڑھے پھر وہاں سے
اٹھے اور سات مرتبہ قبر شریف کا طواف کرے اسکے
بعد زمین پر سر رکھدے۔ اور اپنے مقصد کو طلب کرے
اور کہے کہ سید محمد حسینی الحسینی گیسو دراز جو آپ کیطرف
سے تلقین وارشاد کے واسطے مقرر ہین وہ چاہتے
ہین کہ مجھکو ذکر کی تلقین کرین امید یہ ہے کہ آپ
سفارش کرینگے اور مدد فرمائینگے تاکہ مجھے اس
کام مین کامیابی حاصل ہو اور اس کی اعلی نعمتین
مجھے نصیب ہون اور قبر کی زیارت کے وقت نیز
اندر آنے اور باہر جانے مین دیکھا رہے کہ کون روضہ
مین آتا ہے اور کون باہر جاتا ہے اور وہ کیا کرتا
ہے اور آگے پیچھے دائیں بائین کیا کیا کہنے والے
کہتے ہین اور کیا آواز آتی ہے۔ جب فارغ ہو جاے
تو اس ریزگاریوں کو حضرت مخدوم کے پاس لائے
اسی طور سے پانچوں پیروں کی زیارت کرے اور
اگر جس شہر مین کہ وہ ہو اس مین پیروں کی قبرین نہوں

خواجہ احمد دبیر عرضہ داشت کرد آن روز کہ بندگان
حضرت مخدوم را قدرے ملالت شدہ بود و
بندہ را فرمودہ بودند برو مشغول شو و دریاب
کہ عاقبت آن ملالت چیست بندہ بنا بر
فرمان حضرت مخدوم مشغول شد در واقعہ
صورتے مولٰنا ابوالفتح نمودند وگفتند کہ ہنوز
سید را تربیت این مرد کردنی ست
ہمین زمان جای تعلق نیست بندہ ہمدران
ایام پیش گذرانیدہ بود ایشان ہمان اند
حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ فرمودند اکنون
شما میان خود موالات بکنید و ہرچہ
من ترا درین مدت تلقین کردہ ام از ابوالفتح
بپوشی و تمام برو بگوی و ہرچہ ابوالفتح
را تلقین کردہ ام ہمہ بر تو بگوید و از تو نپوشد
شما ہمہ مشغول باشید و شرط دیگر براے
تلقین ذکر این بود کہ روز تلقین ذکر صوم بدارد
و اگر طے کند خود بہتر باشد و می فرمودند
در روز تلقین ذکر کہ روز پنجشنبہ است وقت
ظہر کھچڑی و روغن و جغرات و ہیزم و نمک
علاحدہ بر سر گرفتہ بروح بی بی فاطمہ
سام رضی اللہ عنہا بیارد بعد ازان وقت
عرس غسل کند و با کسے سخن نگوید و در خانقاہ
نماز عصر بگذارد و بنشیند بعدہ او را درون

تو اوس کو چاہئے کہ ایک ایک خط کھینچے اور اسی خط کو ایک
ایک پیر کی تربت و قبر شریف کا نام رکھ دے اور جس
طرح سے کہ بیان ہوا زیارت کرے۔ نیز بی بی فاطمہ
سام رضی اللہ عنہا کی بھی زیارت اسی طرح کرے اسکے
بعد حضرت مخدومؒ سے حاضر ہو کر سب پوری کیفیت
بیان کرے اور ریزگاریان حضرت کے قدم پر رکھدے
جس سال کہ مولانا ابوالفتح گوالیری گلبرگہ آئے تھے
سیر محمدی کا لکھنے والا بھی گلبرگہ مین موجود تھا یہ بھی تلقین
ذکر کی خاطر حضرت مخدوم کی نظر کے سامنے پرانی
مسجد سے لکڑی کا گٹھا لاے تھے۔ زیارت ہاے
مذکورہ کی تھین۔ جب کیفیت بیان کرنے کے لئے
حاضر ہوئے تو اندر چلے گئے اسوقت حضرت خواجہ
احمد دبیر کی بھی طلبی ہوئی، مولانا ابوالفتح کو اور انکو
آپ نے ایک جگہ کھڑا کیا پھر ارشاد فرمایا کہ مولٰنا
ابوالفتح کہو زیارتوں مین کیا دیکھا اور کیا سنا مولانا
ابوالفتح نے سب حال عرض کیا۔ حضرت مخدومؒ بیٹھے
بیٹھے سب سماعت فرما رہے تھے اور خواجہ احمد دبیر
کھڑے کھڑے سن رہے تھے جب مولانا ابوالفتح نے
کیفیت پوری کی تو حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ نے
ارشاد فرمایا کہ ابوالفتح کو اچھی چیزین پیش آئی ہین
خواجہ احمد دبیر نے گزارش کی کہ جسدن حضرت مخدوم
کے غلامون کی طبیعت کسیقدر ناساز تھی اور حضور
نے اس غلام سے ارشاد فرمایا تھا کہ جاؤ اور مشغول

می طلبیدند و یارانے کہ اصحاب تلقین اند
حاضر می شدند حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ
بر نہالچہ نشستہ می بودند و یاران در بازوہا
می نشستند و کسے را تلقین می شدی
درمیان مجمع مقابل حضرت مخدوم رضی اللہ
عنہ نزدیک می نشستی بعدہ اول خود ذکر
گفتی بعدہ کسیکہ در راست است بعدہ
کسیکہ در چپ است ہمچنین تا پایان بعدہ او
را می گفتند اکنون تو ہم بگو چنانکہ ایشان
گفتند بعدہ او را چیزی می دادند باز
گرداندند اول تلقین ذکر دو حلقی می
کردند و ذکر فنا و بقا و مراقبہ علم بعد ازان بر
حسب حال او بر و لطف و مرحمت اذکار
دیگر بتدریج می فرمودند چنانکہ یک
رکنی دو رکنی سہ رکنی و چہار رکنی و
وذکر شیخ خالد و ذکر سہروردیاں و ذکر ہندی
خاصہ خدمت شیخ فرید الدین رضی اللہ و ذکر
اجابت و ذکر طریقت و ذکر کشف ارواح
و کشف قبور و ذکر ابدال و ذکر لا ہو الا ہو
و ذکر ربوبیت و ذکر الوہیت و ذکر صمدیت
وذکر یا حی یا قیوم و ذکر جبرئیلی و ذکر
کبریائی و ذکر وحدت و ذکر متکلم و ذکر مخاطب
و دیگر ذکرہا و مراقبات و مراقبہا ر دیگر نیز

بحق ہو کر اس علالت کا انجام دریافت کرو، تو یہ غلام
حسب فرمان مشغول ہوا تھا اس وقت عالم واقعہ
مین مولانا ابو الفتح کی صورت دکھائی گئی اور ارشاد
ہوا کہ ہنوز سید کو اس شخص کی تربیت کرنی باقی ہے،
ابھی کوئی تردد کی جگہ نہین غلام نے اسی زمانہ مین
خدمت مین عرض کیا تھا۔ یہ وہی ہین، حضرت مخدوم
نے ارشاد فرمایا۔ کہ اب تم دونوں آپسمین دوستی
پیدا کرلو جو کچھ مین نے تمکو اس مدت مین تلقین کیا ہے
اسے ابو الفتح سے نہ چھپاؤ سب کچھ انسے کہدو اور
جو کچھ مین نے ابو الفتح کو تلقین کیا ہے وہ ابو الفتح تم
سے سب کہدین چھپائین نہین اور تم دونوں آدمی
ایک ہی جگہ مشغول رہا کرو۔

دوسری شرط تلقین ذکر کی یہ تھی کہ تلقین
کے دن روزہ رکھے اور اگر طے[1] کا روزہ رکھے
تو بہت بہتر ہے اور ارشاد فرماتے تھے کہ تلقین ذکر
کے دن جو پنجشنبہ کا دن ہوا کرتا تھا ظہر کے وقت
کھچری گھی، دہی، لکڑی کا گھٹا۔ ہمارے علاحدہ سر
پر رکھکر بی بی فاطمہ سام کی روح پر فتوح کے
ایصال ثواب کے لئے لائے۔ اسکے بعد فاتحہ کے
وقت غسل کرے اور کسی سے بات چیت نہ کرے

[1] طے کا روزہ وہ ہوتا ہے جسمین کئی دن متواتر بے آب و
دانہ روزہ رکھتے چلے جاتے ہین ۔

بتدریج می فرمودند چنانکہ مراقبۂ معیت و مراقبۂ
طریقت و مراقبۂ قرب و مراقبۂ احاطت و
مراقبۂ افعال و مراقبۂ صفات و مراقبۂ
ذات و مراقبۂ استوا و مراقبۂ فنا و مراقبۂ
شہود و مراقبۂ وجود و مراقبۂ تصور و مراقبۂ جمال
و مراقبۂ آئینہ و مراقبۂ سیر و مراقبۂ ہویت
و مراقبۂ فردانیت و مراقبۂ صمدیت و مراقبۂ
امانت و مراقبۂ ہیبت و مراقبۂ وجہ اللہ و دیگر
مراقبات کہ بیشتر ازین گفتن مصلحت
نیست کہ نا اہلان گفتار آن را دست آویز سازند
وخود این کارہ بنمایند اگرچہ دانستن مغیبات
ایشان جز ہیبت محرم این کار و ذایق این
حال معلوم نشود این ہمہ اذکار و مراقبات
مخدوم زادگان برخوردار رضی اللہ عنہ و خدمت
مولانا علاء الدین و خواجہ احمد و میر مولانا
ابو الفتح و قاضی راجا و بعضی یاران دیگر میدانستند
و ایشان ازین برخورند ؎

هنيئا لارباب النعيم نعيمهم
وللعاشق المسكين ما يتجرع

و ذکر خفی تلقین میکردند و آن امنیت اظہار
ربط نباشد اما ذکر مراعات ربط کنند
میفرمودند ذکر بسیار گویند تا در دل افتد و چون در دل افتد
زبان را باز دارید کہ الذکر باللسان لقلقۃ

ودر خانقاہ میں عصر کی نماز پڑھے اور بیٹھ جائے اس
کے بعد حضرت اسکو اندر طلب فرماتے تھے اور جسقدر
مریدین ارباب تلقین ہوتے وہ سب کے سب
حاضر ہوتے تھے۔ حضرت مخدومؒ نہالچہ پر جلوہ افروز
ہوتے تھے مریدین آپ کے دونوں جانب بیٹھتے تھے
اور جسکو تلقین ذکر کرنا ہوتا وہ مجمع میں حضرت مخدوم
کے مقابل نزدیک ہی بیٹھتا۔ پہلے حضرت خود ذکر
فرماتے۔ اسکے بعد وہ ذکر کرتا جو داہنے جانب ہوتا
اسکے بعد وہ ذکر کرتا جو بائیں جانب ہوتا، اسی طرح
سے وہ لوگ بھی ذکر کرتے جو اخیر میں بیٹھے ہوتے
پھر اوس سے ارشاد فرماتے جو تلقین ذکر سیکھنا چاہتا
جیساکہ انلوگوں نے کہا ہے تم بھی کہو اس کے بعد
آپ اُسے کچھ عنایت فرماکر واپس کرتے تھے۔ پہلے آپ
ذکر دو حلقی کی تلقین کرتے تھے اور ذکر فنا و بقا مراقبہ
علم بھی ارشاد فرماتے اسکے بعد اسکی حالت کے
مناسب از راہ لطف و مہربانی دوسرے اذکار
بھی بتدریج ارشاد فرماتے۔ جیسے کہ ایک رکنی۔
دو رکنی۔ سہ رکنی۔ چار رکنی۔ ذکر شیخ خالدؒ۔ ذکر
سہروردیان۔ ذکر ہندی۔ خاصہ حضرت فریدالدین
رضی اللہ عنہ۔ ذکر اجابت۔ ذکر طریقت۔ ذکر کشف
ارواح۔ کشف قبور۔ ذکر ابدال۔ ذکر لا ہو الا ہو۔
ذکر ربوبیت۔ ذکر الوہیت۔ ذکر صمدیت ذکر یا حی یا قیوم
ذکر جبرئیلی۔ ذکر کبریائی۔ ذکر وحدت ذکر متکلم و مخاطب

وچون سر دذکر آید دل را باز دارید که الذکر بالقلب
وسوسة الذکر بالسر معاینة ومی باید که ربط
بر دل باقوت زند با نگاهداشتن دم چنانکه
چو بهار دل درگداز آید و دهن دل بکشاید
وچون فتح شد مقصود حاصل گردد که لاهجرة
بعد الفتح فافهم واغتنم اشارتے صریح تر یہ
تلقینات حضرت مخدوم رضی الله عنه کرده
شده است وبعضی وقت برکسے مرحمت می
کردند وآیتے و دعاے ہم تلقین میکردند چنانکه
خدمت مولانا نصیر الدین قاسم دعاے آغاز
ازاله العالمین والآخرین تلقین کردند
وبعد ازان چون در روضۂ مخدوم زادهٔ بزرگ
روز چهارشنبه اجتماع یاران شدند
حضرت مخدوم رضی الله عنه بر همه رخ آوردند و
هر یکے را از یاران کبار پرسیدند که
من شمارا این دعا تلقین کردم ایشان
همه گفتند خیر فرمودند دیروز مولسنا ابوالفتح
را تلقین کردم همه تعجب کردند ودانستند بر مولانا
مذکور کمال لطف است و مرحمت بسیار
است وچون خدمت مولسنا علاء الدین
در گلبرگه آمده بودند۔ روز عرفه بعد تجدید بیعت
چیزے مخصوص فرمودند تا بدان ملازمت کنند
بیان کردن این بتصریح رخصت نیست وچند

اور دوسرے ذکر ومراقبات بھی بتدریج ارشاد فرماتے
مثلاً مراقبۂ معیت۔ مراقبۂ طریقت مراقبۂ قرب۔ مراقبہ
احاطت، مراقبہ افعال، مراقبہ صفات، مراقبہ ذات
مراقبہ استواء۔ مراقبہ فنا، مراقبہ شہود۔ مراقبہ وجود
مراقبہ تصور۔ مراقبۂ جمال مراقبۂ آئینہ۔ مراقبہ سیر۔ مراقبۂ
ہویت۔ مراقبہ فردانیت۔ مراقبۂ صمدیت، مراقبہ ر
امانت۔ مراقبہ ہیبت۔ مراقبہ وجہ اللہ اور دوسرے
مراقبے کہ اس سے زیادہ کہنا لکھنا مصلحت نہیں ہے
اس لئے کہ نااہل ان کے بیان کو دستاویز بنالیں
گے اور خود کو اس کام کا کرنے والا ظاہر کریں گے اگرچہ
مغیبات کا جاننا سوائے اسکے جو اس کام کا محرم راز
اور اس حال کا ذائقہ چکھے ہوئے ہے، دوسرے کیلئے
ممکن نہیں ہے۔ یہ تمام مراقبے اور اذکار مخدوم زادان
برخوردار رضی اللہ عنہم اور حضرت مولانا علاء الدین اور
خواجہ احمد دبیر اور مولسنا ابوالفتح اور قاضی راجا اور
بعض دیگر مریدین جانتے ہیں اور ان سے فوائد حاصل کر
چکے ہیں۔ ے

هنيئاً لارباب النعيم نعيمهم
وللعاشق المسكين ما يتجرع

یعنی ارباب نعیم اونکی نعمتیں مبارک ہوں اور بیچارے
عاشق کو جو مصائب برداشت کررہا ہے مبارک ہیں
آپ ذکر خفی بھی تلقین فرمایا کرتے تھے وہ یہ ہے کہ ذکر
خفی کرتے وقت ضرب کا اظہار کرنا نہ چاہئے لیکن

آن گفتہ شد ہم برین اختصار باید کرد و کرامات و
مراتب می فرمودند۔ ہر کہ چہل روز بہ تلقینات
من ملازمت کند بشرطی کہ من گفتہ ام اگر مقدمات
فتح باطن و کشوفات و تجلیات او را
ظاہر نشود فردا در قیامت جنگ او با دامن من
والموفق ہو اللہ

اس ضرب کیساتھ جسقدر لوازم ہین سب ملحوظ رکھے جائین
آپ فرمایا کرتے تھے کہ ذکر بہت کرنا چاہئے تاکہ دل مین اتر
جائے اور جب دل مین اتر جائے تو زبان کو بند کر لینا
چاہئے کیونکہ زبان سے ذکر کرنا تلقلقہ مین داخل ہے اور جب
ذکر مین بھید کی بات پیدا ہو جائے تو دل کو بھی روک لینا
چاہئے اس لئے کہ قلب سے ذکر کرنا وسوسہ مین داخل
ہے اور ذکر بالسر معائنہ ہوا کرتا ہے اور سانس روک
کر قلب پر زور سے ضرب لگانا چاہئے تاکہ دل کی چربی
پگھلنے لگے اور دل کا منہ کھل جائے اور جب یہ منہ کھل گیا
تو مقصود حاصل ہو گیا۔ فتح کے بعد ہجرت باقی نہین رہتی
اسے سمجھ لو اور غنیمت سمجھو اس سے زیادہ صریح اشارات
حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ کے تلقینات کے متعلق کئے
جا چکے ہین بعض اوقات آپ کسی پر مرحمت فرماتے تو
کوئی آیت یا کوئی دعا بھی بتا دیا کرتے۔ چنانچہ مولانا
نصیر الدین قاسم کو ایک دعا جو الہ العالمین والآخرین
سے شروع ہوتی ہے تلقین فرمائی تھی۔

اسکے بعد جب بڑے مخدوم زادہ کے روضہ پر بدھ
کے دن مریدوں کا مجمع ہوتا تو حضرت مخدوم رضی اللہ
سب کی طرف متوجہ ہوتے اور اکابر مریدین سے
استفسار فرماتے کہ مین نے تم کو یہ دعا تلقین کی ہے؟
سب عرض کرتے نہین تو ارشاد ہوتا کہ کل مین نے یہ
دعا مولانا ابو الفتح کو تلقین کی ہے۔ سب لوگ یہ سنکر
تعجب کرتے اور سمجھتے کہ مولانائے مذکور پر کمال عنایت

اور نوازش ہے۔
حضرت مولانا علاء الدین جب گلبرگہ میں حاضر ہوئے تھے تو عرفہ کے دن تجدید بیعت کے بعد حضرت مخدوم رض نے کچھ مخصوص چیز ارشاد فرمائی کہ مولانا اسکی مداومت کریں اس کی تصریح کی اجازت نہیں ہے اسیطرح کی چند باتیں کہی جا چکی ہیں اسی مختصر کو کافی سمجھنا چاہئے حضرت مخدوم رض بار بار فرماتے تھے کہ جو شخص میری تلقینات پر جیسا کہ میں نے اسکو بتایا ہے عمل کرے اور پھر اگر فتح باب باطنی کے ابتدائی مراحل اور کشفیات و تجلیات اسپر ظاہر نہ ہونے لگیں تو کل قیامت کے دن اسکا چنگل اور میرا دامن ہے توفیق دینے والا وہی اللہ ہے۔ ھو الموفق والمعین۔

ترجمہ حاشیہ فارسی

کلمات طیّبات

(منتخب از جوامع الکلم)

انسانیت کی بنا اختلاف پر ہے ایک حالت پر قائم رہنا ناممکن ہے ہر وقت انسان نشست و برخاست میں متردد اور مختلف رہتا ہے اور ظاہر سے زیادہ انسان کا باطن مختلف ہوتا ہے کبھی ایک چیز پر مستقل نہیں ہوتا۔ کیا مشکل بات ہے کہ لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ خدا ہمارے سب کام دیکھتا اور کل باتیں سنتا اور جانتا ہے لیکن پھر بھی ایسے کام کرتا ہے جو دوسروں کے

حاشیہ فارسی

کلمات طیّبات

(منتخب از جوامع الکلم)

اصل خلاصہ انسان بر اختلاف است یکساعت ممکن نیست کہ بر یک حال مستقیم باشد در ہر ساعتے در نشست و خاست البتہ متردد و مختلف می باشد و باطن او مختلف تر از ظاہر است اصلا بر یک چیز قرار نمی گیرد۔ فرمودند مشکل کاریست کہ مردمان علی العموم گویند کہ ما عقیدہ داریم کہ خدا ایتعالیٰ ہر چہ ما می کنیم می بیند و می داند و آنچہ میگوئیم می شنود

ولیکن کارہائے میکنند کہ ہرگز بدانستگی دیگری
وبدیدن ہیچ خودی نکنند پس آن مجرد علمے
ہست کہ در گوشۂ دل پیچیدہ نہادہ اند۔ اما
عمل بر مقتضی آن در شخصے کم دیدہ می شود ع

حق حاضر و ناظر است پیوست
تو خفتہ گہی جنب گہی مست

فرمودند مرد را باید ہر شبے باندیشد کہ روز چہ کردم
و در ہر روزے باندیشد کہ شب چہ کردم و کار
خود را با خود محاسبہ کند اگر مزید در کار دین بود
شکر آن گوید و بدان استقامت نماید و اگر
والعیاذ باللہ نقصانے و فتوری در کار دین
بود توبہ کند و بعض درگرد آن کار نگردد و بدانچہ
تواند تدارک آن کند فرمودند افعال باری
تعالے و تقدس متعلق بہ غرضے و علتے نیست و
عبثے و بیفائدہ نیست زیراچہ حق تعالی حکیم است
والحکیم لایعبث حکیم فعل عبث نہ کند اما فعل او
متعلق بہ حکمت و مصلحت باشد بے حکمتے و مصلحتے نبود
یا آن حکمت راجع بہ ما باشد یا بہ باریتعالی فرمودند صفات
حق تعالے بسہ نوع است. صفات ذاتی چنانکہ
حیات و قدرت صفات فعلی چنانکہ خلق و رزق صفات
اضافی چنانکہ علیم و خبیر پس وہم تغیر کہ در صفات فعلی و
اضافی بالنسبة الینا باید بالنسبة الیہ باید نقصے و تغیر
در ذات پیدا نکند حقتعالے در ازل بالفعل خالق بود

علم اور اپنے ہی ہمجنس کے سامنے ہرگز نہ کرسکے
گا وہ علم مجرد گوشہ دل مین موجود ہے مگر اس کی
مرضی پہ چلنے والے بہت کم دیکھے جاتے ہین
شعر ع

حق حاضر و ناظر است پیوست
تو خفتہ گہے جنب گہے مست

یعنی خدا ہمیشہ حاضر و ناظر ہے اور تم غافل اور
غیر طاہر سو رہے ہو۔
آپنے فرمایا کہ رات کیوقت انسان کو سوچنا چاہئے
کہ دن کو کیا کیا اور دن کو سوچنا چاہئے کہ رات کو کیا کیا
اپنے کامونکا حساب کرے اگر دین کے کام زیادہ کئے ہین
تو خدا کا شکر ادا کرے اور اسپر مستقل رہے اور خدا کی پناہ اگر
دین کے کام مین کچھ غفلت برتی ہے تو توبہ کرے اور
پھر ایسا کام نہ کرے اور جس طرح ممکن ہو اسکی تلافی کرے
اور فرمایا کہ خدا کا کوئی کام غرض کیساتھ وابستہ نہین ہے
نہ اسکا کوئی کام بفائدہ و فضول ہے کیونکہ خدا حکیم ہے اور حکیم
فعل عبث نہین کرتا بلکہ اسکا کام حکمت و مصلحت کیساتھ
ہوتا ہے کوئی کام حکمت اور مصلحت سے خالی نہین ہوتا۔ عام
اس سے کہ اس حکمت کا مرجع انسان ہو کہ باریتعالے کی
ذات۔ فرمایا کہ خدا کے صفات تین طرح کے ہین۔ صفات
ذاتی جیسے حیات و قدرت، صفات فعلی جیسے خلق و رزق
صفات اضافی جیسے علیم و خبیر پس صفات فعلی و اضافی
بالنسبة الینا مین تغیر کا وہم ہوتا ہے حالانکہ بالنسبة لیہ

رسول اللہ می فرماید کان ولم یکن معہ شیئا
یعنی چون باختیار خویش خلق کرد خالق
بالفعل شد و بدین وہم تغیر در صفت فعلی
واضافی بالنسبۃ الینا باید وتغیرے
در صفات او و ذات او نباشد او قادر
است بر خلق و بر رزق بالفعل و القوۃ فی
ازل الازل مرید است مختار است ہر چہ خویش
آید و ہر وقتیکہ خواہد و بہر صفتی کہ خواہد
بکند و انچہ نخواہد نہ کند تغیر و تعین راجع
بمرادات و مخلوقات باشد اما او تعالی
قادر بر خلق و رزق و بالفعل و القوۃ اما ظہور
آن اوصاف بعد اختیار و ارادت شئے
بر صفتی معین و وقتی معین بود وہم
تغیرہا روو اما او تعالی بذاتہ وصفاتہ
منزہ است، از تغیرات و از حدوث
وعیب زوال و اگر فرض کنیم کہ او خلقتے
نہ کردے و رزقے نہ دادی ہیچ در الوہیت
و در عظمت او و در صفت رازقیت او نقصے
ونقصانے نہ بودے اما این صفت او ظاہر
پیدا نہ بودے وظہور کہ متعلق بہ ماست لا
محالت او نیز متعلق بہ وقتے دون وقتی
باشد پس بر ما تعلق بوقتے دون وقتے
کہ در بعض صفات صفات باری با حادث

ہوتا ہے ذات میں کوئی نقص اور تبدیلی نہیں پیدا کرتا
خدا تعالی ازل میں خالق بالفعل نہ تھا۔ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کان ولم یکن معہ شیئا
وہ موجود تھا اور اسکے ساتھ کوئی شی موجود نہ تھی جب اسنے
باختیار خود خلق کیا تو خالق بالفعل ہوا اسی سے صفت
فعلی واضافی بالنسبۃ الینا تغیر کا وہم ہوتا ہے حالانکہ اسکی
ذات وصفات میں کوئی تغیر نہیں ہوتا وہ رزق وآفرینش
پر بالفعل و بالقوہ ہر وقت قادر ہے وہ مختار ہے جو کچھ چاہے
جس وقت چاہے جس طرح چاہے کرے اور جو نہ چاہے نہ
کرے تغیر و تعین تو مخلوقات کی خواہشوں میں ہوتا ہے
خدا تو آفرینش اور رزق پر بالفعل و بالقوہ قادر ہے
لیکن ان صفات کا ظہور چیز کے اختیار اور ارادے
پر ایک معین حالت پر ایک خاص وقت میں
ہوتا ہے تغیر کا وہم ہوتا ہے لیکن وہ اپنی ذات و
صفات میں تغیر، حدوث اور عیب زوال سے پاک
ہے۔ فرض کرو اگر وہ پیدا نہ کرتا اور رزق نہ دیتا
تو اسکی الوہیت، عظمت اور صفت رزاقی میں کوئی
کمی نہ آتی۔ لیکن اسکی یہ صفت ظاہر نہ ہوتی
تو جو ظہور کہ ہم سے متعلق ہے وہ بھی کسی نہ کسی
وقت سے ہی متعلق ہوگا۔ پس ہمارا تعلق
کسی نہ کسی وقت سے جو صفات باریتعالی
کے ساتھ ہو مت دون وقت سے ظاہر ہوتا
ہے اسکا مرجع ہم ہیں نہ کہ ذات باریتعالی

بوقت دون وقت می نماید آن راجع بہ ماست
نہ بہ باری تعالیٰ وتقدس مطلق مصلحت از
احتیاج باشد ومصلحت درباب باری
تعالیٰ صفت مرضیہ اوست او فاعل مختار است
واجب الوجود است ممتنع العدم است موجب
بذات نیست یعنی او آن ذات نیست کہ از و
این افعال آید چنانکہ معتزلہ وفلاسفہ می
گویند وبرین نفی صفات می کنند و می گویند
چون چشمۂ آب خواہد یا نخواہد آب از وے
روان شود کذالک آتش سوختن وآب غرق
کردن گفتہ اند مذہب حق آن است لا علۃ لصنعہ
وعلۃ کل شئ صنعۃ یعنی ہیچ چیزے علتے
موجب برائے صنع او نیست کہ او را مضطر در
صنع او کند سبب صنع او و باعث بر ایجاد
او وفعل او چیزے را۔ ہمان اختیار او و
ارادت اوست۔ ہرچہ می خواہد چنانکہ می خواہد باختیار
خویش بدون احتیاجے وایجابے واضطرار
میکند ہمان فعل او وارادت او افعال را
علت فعل او می گردد اگر او خواہد باختیار خویش
ہیچ نہ کند نکند نقصے بر و لاحق نہ شود و او را
احتیاجے بہ چیزے نہ باشد یفعل ما یشاء
ویحکم ما یرید لغیر وتبدل ولا یسئل عما
یفعل وھم یسئلون۔ فرمودند شاید

مطلق مصلحت احتیاج سے ہوتی ہے اور باری
تعالیٰ کے بارے مین مصلحت اسکی صفت مرضیہ
ہے وہ فاعل مختار واجب الوجود اور ممتنع العدم
ہے موجب بذات نہین ہے۔ یعنی وہ ایسی ذات
نہین ہے جس سے یہ افعال صادر ہوں جیسا
معتزلہ اور فلاسفہ کہتے ہین اور صفات کی نفی
کرتے ہین اور کہتے ہین کہ جیسے پانی کا چشمہ کہ وہ
چاہے یا نہ چاہے وہ جاری رہیگا۔ ایسا ہی
آگ کا جلانا اور پانی کا ڈوبانا مذہب حق وہ
ہے کہ لا علۃ لصنعہ وعلۃ کل
شئ صنعتہ۔ یعنی کوئی چیز اس کی
صنعت کی علۃ موجبہ نہین ہے کہ اسکی صنعت
مین اسے مضطر کرے۔ کسی چیز کی صنعت اور
ایجاد پر اسے پورا اختیار ہے جو چاہتا ہے
جسطرح چاہتا ہے اپنے اختیار سے بلا کسی
احتیاج اور تردد کے کرتا ہے اسکا ارادہ اور فعل
ہی اسکے افعال کی علت ہین اگر وہ اپنے اختیار
سے کچھ نہ کرنا چاہے تو نہ کرے اس کی ذات
مین کوئی نقص نہین آتا اسکو کسی چیز کی احتیاج
نہین ہوتی یفعل ما یشاء ویحکم
ما یرید لغیر وتبدل ولا یسئل عما
یفعل وھم یسئلون۔
فرمایا کہ مرشد کو یہ نہ چاہیے کہ مرید کو جملہ

مرشد را اگر یکبار بر مسترشد مواہب و موارد
راچوں باراں بروے بریزد کہ نہ باندازہ حوصلہ
او باشد کہ او را از دست برد و ضایع شود
واو ازان حظے و برخورداری نگیرد بلکہ ہلاک
شود و ضایع میگردد می باید کہ اندک در
خور حوصلہ او ریزد تا آنکہ قوت گیرد و باعلی
مقاصد رسد در انکار شود از ابتدا و انتہا
لذت جمیع جزئیات گیرد و برخوردارے
شود و حظے کامل گیرد اول نوری و ناری پیدا
آید چوں برین قوی گردد و مالک این شود.
دیدنے و شنیدنے بعد زان نمودار صورتے
از سبب آن بمراتب دیگر رساند بمقصود
اعلےٰ رسد. فرمودند تخم این توبہ است
سرمایہ جملہ انبیاء و اولیا ہمین توبہ است
زیرا چہ انسان از ہفوتے و ذلتے خالی نہ
باشد دست موزہ ایشان ہمین توبہ است
بجز آنکہ از اں حالت بخدا باز آمدند ہیچ از
کدورت آں بدیشان نہ گردد و اگر توبہ نبودی
ہیچ مقرب خدا نہ گشتی و ولی کہ بمعالی ولایت
رسید بہ توبہ رسید نبی کہ بدرجہ نبوت
بررفت ہم بہ توبہ بر رفت و باقی مقامات ہم
برین قیاس باشد. فرمودند پیر خدا را شناختہ
است و درین راہ سلوک کردہ است خیر و شر

تعلیمات کی بارش ایک ہی بار کر دے جو
نہ تو اسکے حوصلہ کے مطابق ہو اور نہ اسے کوئی
لطف آئے بلکہ برخلاف اسکے ہلاک و برباد
ہو جائے بلکہ مرید کے حوصلہ کے مطابق تھوڑی
تعلیم دے تاکہ وہ قوی ہوکر مرتبہ اعلیٰ پر
پہونچ سکے۔ صاحب معلومات ہو جائے
ابتدا سے انتہا تک تمام جزئیات سے
لطف اور فائدہ اٹھائے۔ پہلے نوری اور
ناری ظاہر ہو جب اس پر قوی اور اس کا
مالک ہو جائے تو دیدنی و شنیدنی اسکے
بعد نمودار صورتے اسکے سبب دوسرے
مراتب پہ پہونچائے تاکہ مقصود اعلےٰ پر پہونچے
فرمایا کہ دین کا بیج توبہ ہے تمام اولیا اور انبیا
کا سرمایہ یہی توبہ ہے اسلئے کہ انسان لغزشوں
سے خالی نہیں ہوتا اسکا محافظ توبہ ہی ہے
اس لئے کہ جب توبہ کرکے خدا کے سامنے آئی تو
کوئی کدورت ان پر باقی نہیں رہتی اگر توبہ
نہ ہوتی تو کوئی مقرب خدا نہ ہوتا ولی کو ولایت
توبہ ہی سے ملی۔ نبی نے درجۂ نبوت توبہ ہی
سے پایا، اور دوسرے مقامات کو بھی اسی پر
قیاس کرنا چاہئے۔ فرمایا۔ پیر نے خدا کو
پہچان لیا ہے اور اس راہ پر چل چکا ہے اسکی
بھلائی اور برائی کو جانتا ہے۔ اسنے دیکھا ہے

آن میداند دیدہ است و در دل گذشتہ است ہر کہ دو تیاید او را رہ نمونی کند و خیر و شر آن را آشنا گرداند و بحضرت حق شناختہ است

پیر و پیشہ خویش این مرید را آشنا گرداند اگر مردے از کوچہ بکوچہ دیگر راہ نداند و راست از کژ تمیز نکند و گہے دران راہ رفتہ نشدہ بر ناشناختہ بکجا یافت خواہد کہ پیرو چہ میگوئی بمقصود رسد غرض و حصول پیوند و مردمان گویند ما نماز میگذاریم و روزہ میداریم و عبادت و ریاضات میکنیم پیران چہ می کنند اگرچہ ہست شما کنید و لیکن باید اندیشید کہ آدمی و کالا و اسباب میان دریا در کشتی میرود و این ملاح چہ می کند تا ملاح نباشد وہم سلامتی ورنجات نظیر کسے نباید کذالک پیر ہر چہ مرید کند کند اما سلامتی از مہالک شیطانی جز بتعلیم پیر متوقع نیست فرمودند سلطان ابراہیم ادہم را از اسم اعظم پرسیدند گفت شکم را گرسنہ داری و تن را از حسد خالی بہر نامیکہ بخوانی اسم اعظم ہمان است. فرمودند اگر دل ہر لحظہ باخدای مشغول است زندہ بمشاہدہ حق مشغول مقام اوست بہشت است و اگر والعیاذ باللہ ازینست خود اسفل علیین او را دوزخ است

اور اسیر گندگی ہے جو اس کی آغوش مین آتا ہے اسکی رہنمائی کرتا ہے اور اسکی برائی اور بھلائی سے مطلع کرتا ہے اور خدا کی بارگاہ مین جو اسکا پہچانا ہوا ہے لیجاتا ہے اور بہتر وسیلے سے اس مرید کو اسکا شناسا بناتا ہے۔ اگر کوئی ایک گلی سے دوسری گلی کا راستہ نہ جانتا ہو ٹیڑھی اور سیدھی راہ کی تمیز نہ رکھتا ہو اور کبھی اس راستہ پر نہ چلا ہو تو تمہارا کیا خیال ہے کیا وہ منزل مقصود پر پہونچے گا؟ اور اس کی غرض پوری ہوگی لوگ کہتے ہین ہم نماز پڑھتے ہین روزہ رکھتے ہین عبادت و ریاضت کرتے ہین پیر کیا کرتے ہین یہ ٹھیک ہے تم سب کچھ کرتے ہو لیکن یہ سوچنا چاہیئے کہ آدمی اور اسباب دریا کے اندر کشتی کے ذریعے سے جاتا ہے۔ ملاح کیا کرتا ہے اگر ملاح نہ ہو تو کوئی دریا سے سلامتی کا وہم بھی نہ کرے اسی طرح پیر ہے کہ مرید جو کچھ کرتا ہے کرتا ہے مگر مہالک شیطانی سے نجات سوائے پیر کی تعلیم کے نہین مل سکتی. فرمایا لوگون نے سلطان ابراہیم ادہم سے اسم اعظم پوچھا فرمایا کہ پیٹ کو بھوکا اور جسم کو حسد سے خالی رکھکر جو اسم پڑھو وہی اسم اعظم ہے۔ دل اگر فراغت سے خدا کیطرف متوجہ اور مشاہدہ حق سے زندہ ہے تو جس مقام مین رہو وہی بہشت ہے؛ اور خدا کی پناہ

ہر دلیکہ مردہ است. وقابل حیات نیست وہر
دلیکہ زندہ است او قابل ممات نہ باشد
فردا حشر ارواح واجساد باشد اما حشر
قلوب نباشد آنکہ زندہ است ہرگز نمیرد
حشر چہ معنی دارد وآنکہ مردہ است ہرگز نہ زید
حشر او چگونہ شود وآنکہ گویند سرہا خفتہ
دلہا بیدار ہمیں معنی است، فرمودند
اسباب حیات دل دوام ذکر بہ تلقین مرشد
وبودن چنانکہ او میفرماید ترک بشریات بکلی
نخواہد فرمود اما قسمت خواہد کرد کہ غیبہ برجا ماند و
کدورت بدل باز نہ گردد۔ فرمودند دل کسیکہ
ملہم باشد در مشہد حق ورسول حق بود باوق
اوروود وبفرمان او رود وبفرمان او ہرچہ باشد
کند آرے بر مذہب حق او باشد وان صفت
زندہ دلان است کہ ساعۃً فساعۃً بدل خویش
برمی آیند وتفحص از وے کنند۔ فرمودند
نسیان (نہ کہ سہو) در صلوٰۃ عفو نیست زیراچہ
حالت صلوٰۃ حالت مذاکرہ است ہمچنان نسیان
صوفیان در ہیچ حالی عفو نیست زیراچہ حالت
ایشان حالت مذاکرہ است ایشان ہمیشہ در
مشہد حق و در مظہر رب اند پس دائم احوال
ایشان را حالت مذاکرہ است، ایشان مست
در جمال خدا باشند اما ارکان نماز وآداب اولہ

اگر ایسا نہیں ہے تو اعلیٰ علیین بھی اسکے لئے دوزخ
ہے جو دل مردہ ہے زندہ نہیں ہو سکتا جو دل زندہ
ہے وہ مر نہیں سکتا کل قیامت مین جسم اور روح
کا حشر ہوگا لیکن دلون کا حشر نہ ہوگا۔ جو زندہ ہے
اور کبھی نہیں مرتا اسکا حشر کیا اور جو مردہ ہے کہ
کبھی نہیں جی سکتا اسکا حشر کیسے ہو سکتا ہے۔ لوگ
کہتے ہین کہ سر سوتے ہین اور دل بیدار ہین اسکے
یہی معنی ہین۔ فرمایا دل کی زندگی کے اسباب یہ
ہین۔ مرشد کی تلقین کے مطابق ہمیشہ ذکر کرنا اور
وہ جس طرح حکم دین اسی طرح رہنا وہ قطعاً ترک
بشریات کا حکم نہ دینگے مگر ایسی تقسیم کرینگے کہ غیبت منزل
نہ ہو اور دل مین کدورت نہ پیدا ہو جسکا دل ملہم
ہوتا ہے مشہد حق ورسول حق ہوتا ہے اسی کے
حکم پر چلتا اور اسکے فرمان کے مطابق عمل کرتا ہے
وہی سچے مذہب پر ہوتا ہے اور زندہ دلوں کی
یہی صفت ہے کہ گھڑی گھڑی اپنے دل ہی کے
اندر اسکی تلاش کرتے ہین فرمایا نسیان (نہ کہ سہو)
نماز مین معاف نہین ہے اسلئے کہ نماز کی حالت
مذاکرہ کی حالت ہے۔ اسی طرح صوفیوں کا نسیان
کسی حالت مین معاف نہین ہے کیونکہ انکی حالت
مذاکرہ کی حالت ہے یہ لوگ ہمیشہ مشہد حق ومظہر
رب مین رہتے ہین اس لئے انکی حالت ہمیشہ
مذاکرہ کی حالت رہتی ہے۔ یہ لوگ خدا کے

غلط نکنند اما صلوۃ بغیر حضور صلوۃ نیست
تشبیہ صلوۃ است حق تعالے بکرم خویش
صورت نماز را اسم نماز داد فرمودند ہر چیزی
آفتے دارد و عشق را دو آفت است یکے آفت
ابتدا دوم آفت انتہا۔ آفت ابتدا این است
کہ چندان درد عشق و غم طلب معشوق بر وے
طاری شود کہ او را محیط گردد و مدتے برین بر آید تا
او را در آن لذت کامل دست دہد و ہیچ رہ وصول
بمحبوب بر وے نکشاید بداند کہ جز از درد و غم
نقدی دیگر نیست ہمبران ماند بعد مرور ایام این
درد و غم طبیعت او شود و عادت گیرد و ذوق
درد نماند نہ لذت وصال شود و نہ ذوق
الم حرقت ہم چنین ضایع شود سرد گردد بر جا خود
ماند ہیچ از وے یادی نماند عاقبت او بر خسران
و حرمان باز آید۔ آفت انتہا این است کہ
چون بوصال معشوق رسد مشغول بہ لذت
وصال گردد و حرقت فراق و الم ہجران از وے
برود و بعد مرور ایام وصال عادت و طبیعت
او گردد ذوق وصال ہم برود و مطلوب از
حالتین جز ذوق و خوشی در راحت محبوب نیست
چون از حالتین مقصود فوت شود وصال
بے ذوق و فراق بے لذت و الم چہ کار آید
مرد سرد شود و ہیچ از وے یاد نماند۔ عشق برود

جمال مین مست رہتے ہین لیکن نماز کے ارکان
و آداب مین غلطی نہین کرتے لیکن بغیر حضور قلب
کے نماز نماز نہین ہے نماز کی صورت ہے۔ خدا
اپنی عنایت سے صورت نماز کا نام نماز رکھتا ہے
فرمایا ہر چیز کے لئے ایک آفت ہے اور عشق کیلئے
دو آفتین ہین ایک آفت ابتدا اور دوسری آفت
انتہا۔ آفت ابتدا یہ ہے کہ اسپر عشق کا درد اور
طلب معشوق کا غم اس درجہ طاری ہو کہ اسے بالکل
گھیر لے اور ایک مدت گذر جائے حتی کہ اُسے پوری
لذت ملنے لگے اور کسی طرح محبوب تک پہونچنے
کی راہ نہ ملے اور سمجھ لے کہ سواے درد و غم کے
اور کوئی چیز نہین ہے۔ ایک زمانہ گذرنے کے
بعد یہ درد و غم اسکی طبیعت ہو جائے اور وہ اسکا
عادی ہو جائے۔ پھر تو نہ ذوق درد رہجاے نہ
لذت وصال سوزش غم بالکل سرد پڑ جائے اور
اپنی جگہ پر رہے اسے کسیکی یاد نہ رہے اسکا انجام
ٹوٹا اور رنج ہو۔ آفت انتہا یہ ہے کہ جب معشوق کا
وصال ہو وصال کے لطف مین مشغول ہو جائے
اور درد فراق اور الم جدائی کی سوزش
جاتی رہے اور کچھ دنوں بعد وصال اس کی
عادت اور طبیعت ہو جائے اور لطف وصال
بھی غائب ہو جائے اور دونوں حالتوں سے
غرض صرف محبوب کی راحت و خوشی ہے جب

محروم از ذوق جمال محبوب گردد اگرچہ جمال
او باشد ذوق کجا کہ بران راحت گردد و
بجز وصال چہ کار آید اما عاشق برخوردار
آں است کہ در حالت ابتدا مشغول بہ لذت
فراق و ذوق الم و حرقت ہجران باشد و در
انتہا ہرچند کہ وصال او زیادت شود و
ذوق او مزید تر شود طلب زیادت تر گردد
درد بر درد افزاید ذوق بر ذوق رو نماید این
عاشق را گویند عاقبت او بخیر شد او از
عشق خود برخوردار و حظ کامل گرفت والا والعیاذ
باللہ محروم و خائب و خاسر ماند بہترین حالات
عشق این است کہ زمانے فراق روزے وصال
ہمبرین تردد و تنزل مینماید اگرچہ عارفان این را
نقصان گویند اما ذوق اینجاست بے آنکہ نظر
بر کمال یا بر نقصان کنی۔ فرمودند ہر کہ از آن خدا
شود ہمہ از آن او شوند ہم کسیکہ او ہم
از آن خدا باشد و او را زیانے نرسد
این آن سودا نیست کہ درین وہم زیانے باشد
ہمہ سود در سود ست۔ آنکہ خدا را برائے
خدا نہ پرستد از ترس دوزخ و حرص بہشت
پرستد او خدا را نہ پرستد۔ فرمودند حق
تعالی با ہر یکے رازے وسرے و معاملتے دارد
کہ با دیگرے نسبت با مریدے معاملت باشد

دونوں حالتوں کا مقصد فوت ہو جائے تو وصال
بے ذوق و فراق بے لذت کس کام کا۔ مرد سرد
ہو جاتا ہے اسکی کوئی آرزو نہین رہ جاتی محبوب
کے ذوق جمال سے محروم رہتا ہے۔ اگرچہ جمال ہوتا
ہے مگر ذوق کہان جو باعث راحت ہو اور صرف
وصال سے کیا ہوتا ہے لیکن کامیاب عاشق وہ
ہے کہ ابتدا مین لذت فراق، ذوق الم و سوزش
جدائی مین مشغول رہے اور انتہا مین جتنا وصال
بڑھے اتنا ہی اسکا ذوق بڑھے اور زیادہ طلب ہو
جائے۔ درد پر درد بڑھے ذوق پر ذوق زیادہ ہو
اس عاشق کو کہتے ہین کہ اسکا انجام بخیر ہوا اور
اسکو عشق سے فائدہ اور خوشی ہوئی ورنہ خدا کی
پناہ محروم و نامراد رہتا ہے۔ عشق کی بہترین حالت
یہ ہے کہ ایک مدت تک فراق رہے ایک دن
وصال ہو ایسا ہی ہوتا رہے اگرچہ عارف لوگ
اسکو نقصان کہتے ہین لیکن کمال یا نقصان پر نظر
کئے بغیر ذوق اسی مین ہے۔ فرمایا جو کوئی خدا کا
ہو جاتا ہے سب کچھ اسکا ہو جاتا ہے، جو خدا کا
ہوتا ہے اُسے کوئی مضرت نہین ہوتی یہ وہ سودا
ہے جسمین گھاٹے کا گمان بھی نہین ہے فائدہ ہی
فائدہ ہے جو خدا کو خدا کے لئے نہین بلکہ دوزخ
کے خوف اور بہشت کی طمع مین پوجتا ہے وہ خدا
کو نہین پوجتا۔ فرمایا خدا ہر شخص کے ساتھ ایک

که با پیر نیست فرمودند حالت ممدوح در سماع
این ست که از خود نه شود با خود باشد هرچه کند
و گوید و بداند لیکن حالتے اورا فرو گرفته باشد
که ازاں حرکات و سکنات که دراں وقت ازوے
صادر می شود امتناع نه تواند آورد اگرچه مرد
شیخ با عزت و عظمت است ولیکن دراں
وقت هیچ این عزت اورا مانع نیفتد باوجود آنکه
انچه کند بداند ولیکن قدرت بر باز بودن
ازان نه باشد چنانچه مرد مغضوب در حالت غضب
انچه کند و گوید و بداند تا آنکه زن را طلاق گوید
و آں زن معشوقه اوست ثانی حال پشیماں شود
و سماع وقتے بیهوشی هم آرد ولیکن حالت
ممدوح نه باشد چنانچه میاں شراب خوارں
آنکه او مست و بیهوش شود اورا اعتبار نه کنند
فرمودند یکے از طرق وصول بمحبوب سماع ست
چنانکه به نماز و تلاوت و روزه بخدا برسند آنکه
به سماع هم برسند بلکه در سماع جمع وهم و توجه
که سرمایه جمیع سعادتهاست بیشتر است. فرمودند
حظوظ اهل سماع متفاوت باشد شاید که در مجمع
چند نفرے باشند حظ هریکے از عالمے دیگر و
ذوق هریکے از آهنگے دیگر و بیتے دیگر باشد۔
فرمودند شیخ آفتاب و ماهتاب و سیاره و یا
شیاطینے و دیوے نوع از دین است

معاملہ اور راز رکھتا ہے جو دوسرے کے ساتھ نہین
رکھتا۔ مرید سے جو معاملہ ہوتا ہے پیر سے نہین ہوتا
فرمایا سماع مین قابل تعریف بات یہ ہے کہ آپ
سے باہر نہ ہوجائے جو کچھ کرے یا کہے اسے جانتا
رہے لیکن ایسی کیفیت طاری ہو کہ جو حرکتین اس
سے ہو رہی ہون اسکو روک نہ سکے اگرچہ شیخ قابل
عزت و عظمت ہے لیکن اسوقت اسکی عزت
قطعی مانع نہ ہو، جو کچھ کرتا ہے اسکو جانتے ہوئے
بھی اس سے باز رہنے کی قدرت نہ رکھتا ہو جس
طرح غضبناک آدمی غصہ کی حالت مین جو کچھ کہتا
یا کرتا ہے جانتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اپنی محبوبہ
بیوی کو طلاق دیدیتا ہے اور پھر پشیمان ہوتا ہے
سماع مین کبھی بیہوشی بھی ہوجاتی ہے مگر ممدوح
حالت نہین ہے۔ جیسے شرابخوارون مین کہ جو
شرابی مست اور بیہوش ہوجاتا ہے اسکا اعتبار
نہین کرتے۔ فرمایا کہ محبوب تک پہونچنے کا ایک
ذریعہ سماع ہے جس طرح نماز، روزہ، اور تلاوت
سے خدا تک پہونچتے ہین اسی طرح سماع سے بھی
پہونچتے ہین بلکہ اجتماع خیالات اور توجہ جو تمام
سعادتوں کا سرمایہ ہے سماع مین زیادہ ہے
فرمایا اہل سماع کی دلچسپیاں مختلف ہین ممکن ہے
کہ ایک مجمع مین کچھ لوگ ایسے ہوں جنکی دلچسپی دوسرے
عالم اور دوسرے بیت سے متعلق ہو، فرمایا آفتاب

مرد مومن نہ کند۔ تسخیر عملے چیزے خیر نیست مظلم و
مکدر باطنی باشد کار اہل دل نیست ولیکن چون
کسے را ولایت میدہند حق تعالیٰ فیض ان ہفت
سیارہ را اثرے بدومی دہد۔ این سنت الہی
است۔ فرمودند مرد را باید کہ ہر شبے وقت
خفتن گرد تمام روزہ خود را با خود بہ نشیند باز
گرداند بعد ازان بخسپد اگر والعیاذ باللہ منہا
ناشائستہ در وجود از وآمدہ باشد ازان
استغفارے و توبہ کند و باز گرد آن کار نہ
گردد و اگر کارے خوبے مستحسنے و اشرع آمدہ
باشد شاغل بدان باشد بار دیگر بدان
توفیق خواہد و استقامت طلبد و شکر حق
گزارد ہر کہ اینقدر کار کند او را فردائے قیامت
از حساب عرصات قیامت امنے تمام باشد
فسوف یحاسب حسابا یسیرا ہم در باب او بود
فرمودند شیوۂ دنیا وی کہ بران قوت بگذرد و
حلال باشد مانع راہ خدا نیست ولے متوجہ
بخدائے و نفس پاک می باید بعد ازان در ہر
کارے کہ باشی باش ترا زیانے ندارد فرمودند ہر کہ
او را خدائے تعالیٰ نفسے پاکے و دلے متوجہ
بخود داد و مستغرق بیاد خویش روزی کرد خمیر جملہ
سعادت بدامن مراد او داد خواجہ باش گو
غلام باش گو تاجر باش گو کاسب باش

ماہتاب، ستارے، شیاطین اور کسی دیو کا مسخر کرنا
دین سے الگ ہوتا ہے مرد مومن یہ کام نہین کرتا
تسخیر کوئی اچھا عمل نہین ہے اس سے دل تاریک
اور مکدر ہو جاتا ہے اہل دل کا کام نہین ہی لیکن جب
کسیکو ولایت ملتی ہے تو خدا اسے ساتون ستارون
کے فیض کا اثر دیدیتا ہے یہ خدا کی عادت ہے۔ فرمایا
انسان کو چاہیئے کہ سوتے وقت دن کے تمام کامونپر
غور کرے اسکے بعد سوے۔ اگر خدا کی پناہ اس سے
کوئی برائی ہوئی ہو تو توبہ کرے اور پھر ایسا کام نہ
کرے اور اگر کوئی اچھا کام ہوا ہو تو اوسپر مستقل رہے
اور خدا سے اسپر عامل رہنے کی توفیق مانگے اور
اسکا شکر ادا کرے۔ جو ایسا کرے گا اسکو قیامت
کے دن حساب سے امن رہیگا۔ فسوف یحاسب
حسابا یسیرا۔ یعنی بہت آسانی سے حساب کیا
جائے گا۔ اسی کے بارے مین ہوگا۔ فرمایا دنیا
کے جائز پیشے جو روزی حاصل کرنے کے لئے ہون خدا
کی راہ کے لئے مانع نہین ہین نفس پاک اور
خدا کی جانب متوجہ دل چاہیئے اسکے بعد جو کام
چاہو کرو کوئی نقصان نہیں ہے۔ فرمایا کہ خدا نے
جسکو نفس پاک، متوجہ اور اپنی یاد مین مستغرق
دل دیا، اسکا دامن تمام سعادتون اور مرادون
سے بھر دیا۔ آقا ہو یا غلام تاجر ہو یا پیشہ ور
اگر وہ دو چیزین رکھتا ہے تو سب کچھ رکھتا ہے لیکن

اگر از ان دو چیز دارد و او ہمہ دارد و الا در حضرت
سبحانہٗ و تعالےٰ بجوے نیرزد و او را بہ ہیچ پلہ نہ
سنجند ہر چہ از تعلقات دنیوی کہ سبب تحصیل دنیا
ہست پیشہ و حرفے است مانع راہ خدا و منافی
قربت حق نیست فرمودند در اصطلاح صوفیان
یک لفظ نفس است یعنی ہیچ دمے بے مشاہدہ
محبوب برنیاید - این را نفس گویند فرمودند
بے یاد دوست دم مزن و بے شہود او یک
ساعت مباش - انفاس و خطرات دل پریشان
مگذار بر یک چیز بدار و ہمان را نگاہ و ہم بر آن
باشش و بغیر آن نفس و خطرہ بر خود روا مدار
فرمودند آنکہ بر ہوا پرد و یا بر آب رود و آنچہ
بیند ہمان شود و با مردان غیب ملاقات کند و
آنچہ بیند از خدا اے ہمان شود و ہر چہ در دلش
گذرد ہمان باشد نہ طعام خورد نہ آب سیر و
طیر کند با این ہمہ او شیخ نہ باشد او لایق
شیخی نہ بود - شیخ او باشد کہ بر و کشف ارواح
شود و کشف قبور باشد و ملاقات
ارواح انبیا شود و تجلی افعال و صفات
و ظہور ذات بود از عقبہ فنا و بقا گذشتہ بود
و فہم آن معانی نقد وقت او باشد او
شیخ باشد -

خدا کی درگاہ مین کوئی حقیقت نہین رکھتا -
دنیاوی تعلقات پیشہ وغیرہ جو تحصیل دنیا
کا ذریعہ ہین، راہ خدا و قرب حق کے منافی نہین
ہین - فرمایا صوفیوں کی اصطلاح مین یک لفظ
نفس ہے یعنی کوئی سانس محبوب کے مشاہدہ بغیر
نہ آئے اسکو نفس کہتے ہین - فرمایا دوست کی یاد
بغیر سانس نہ لے اور ایکدم بھی بلا اسکے شہود
کے نہ رہ دلمین پریشان خطرات نہ لا ایک چیز
پر قایم رہ - اسی کو چاہ اسی پر قائم رہ اور اس
کے سوا کوئی خطرہ اپنے دل مین نہ لا - فرمایا
اگر کوئی ہوا پر اُڑے پانی پر چلے جو کچھ دیکھے
وہی ہو - مردان غیب سے ملاقات کرے -
اسکے دلمین جو گذرے وہی ہو نہ کھائے اور
نہ پانی پیئے ان سب کمالات کے ہوتے ہوئے
بھی وہ شیخی کے لایق نہین ہے - شیخ وہ
ہے جسپر کشف ارواح ہو کشف قبور ہو، ارواح
انبیا سے ملاقات ہو، افعال و صفات و
ظہور ذات کی تجلی سے متجلی ہوں اور
منزل فنا و بقا سے گذر گیا ہو، اور ان مطالب
کا سمجھنا اُسکا خاص جوہر ہو - وہ شیخ ہوگا -

حاشیہ

حضرت بندہ نواز سید محمد گیسودراز رحمۃ اللہ علیہ کی

چند غزلیں و رباعیات

منتخب از جوامع الکلم تخلص ۱۔ ابوالفتح ۲۔ محمد

غزل

ہر کہ از دشمن خبر دارد — دست بر سینہ یا کمر دارد
آہ من ہر کہ در سحر شنود — تا دم صبح چشم تر دارد
شوخ چشمے و فتنہ باز بود — ہر کہ بر روے او نظر دارد
ہمچو من مبتلا شود یکبار — ہر کہ در کوے او گذر دارد
ترک غمزہ اگر کشاید تیر — سینہ را اہل دل سپر دارد
کبک رفتار از بلندپری — مرغ دل را بریدہ پر دارد

اے ابوالفتح عشق را بشناس
مرد عاشق کجا خبر دارد

تا کہ با ماست جان ما بوجود — یار از ما نمی شود خوشنود
من ز اندوہ و درد و غم نالم — یار از لطف خود ہمی فرمود
ما کجا و وصال او ز کجا — ہمدین درد شاد باید بود
وصل را از خیال بیروں بر — ہر کہ با درد ساخت او آسود
راہ وصلش دراز بے پایانست — ماندہ شد ہر کہ راہ را پیمود
با تو نقدست درد ہموارہ — نقد بہتر ز وعدۂ بخلود
اے محمد نہ مونس است و نہ یار — ہست اندوہ و درد و غم موجود

شعاعِ آفتابِ مہر افروز — برآمد صبحگہ روشن تراز روز
فروغِ شمع از پروانہ پرسند — چہ گوید جز مزید سوز بر سوز
بقدر ہر وجود جامہ دوزند — بلا و غم لباسِ ماست در روز
محمد خیرہ کردست عقل و دیدہ — شعاعِ آفتابِ مہر افروز

مگر آواز خاست از قعرِ چاہی — ز دستِ دردمند از سینہ آہی
مگر از آشیان و جفت دوری — نوای قمری کہ می نالی صباحی
چو من می باش در دآشام و غمخوار — کہ من ہم زین نمط دارم کلاہی
ترا من دوست می دارم اگر ہیچ — نکردستم جز این دیگر گناہی
چہ بد افتد ترا ای شاہِ خوبان — اگر باشد گدای نیک خواہی
اگر خوانی و گر رانی تو دانی — ندانم من جز این دیگر پناہی
بروم اکنون کجا آوارہ ایدل — بکردہ مو سپید و رو سیاہی
محمد جز درش دیگر دری نیست — ندانم من جز این زو ہیچ راہی

بر دل را جوان تر سازاد — عقل پیدا کند عشق از بنیاد
ہمہ را عدل راست انصافی — نیست در شرعِ عشق جز بیداد
نیست امید زیست و خاستنش — ہر کہ او تیرِ عشق خورد افتاد
ذوقِ دشنام یار پرد ز من — راحت و ذکر و لذتِ اوراد
ای محمد بجز تو کیست دگر — بندۂ وقت و از جہاں آزاد

دوستاں می دہند پند مرا — دشمناں طعنہ ہا زنند مرا
پیر گشتی و عشق مے بازی — اجتہاد از سرشت چند مرا
منکہ مخلوقِ عشق بازہ ہستم — کے بود پند سودمند مرا

منکہ آزادِ سرفرازستم — زلفِ او گشت پاے بندِ مرا
خانمان و دلم پریشان شد — جعدِ او در بلا فگند مرا
گریۂ و آہ چیست ہر نفسے — دوستی کرد دردمند مرا
سوزشِ شمعِ رخ فزون بدہند — گر بہ سوزند چون سپند مرا
تا بہ عشق گرم تر کنند — چون کبابے بران بنہند مرا
پر و بالت مگر محمد سوخت — بیخ و بنیادِ عشق کند مرا

ندانم کہ آن بدخو برین دل ما چہ می بازد — سوار ست می آید سمندِ حسن می تازد
غبارے از سینہ می خیزد و جان از درد می غزد — مگر آن شہسوارِ این بمیدان گوی میبازد
ہمہ عالم نظر دارد بجاہ و مال خود آخر — چہ عیب ست این جوان من بحسنِ خویش مینازد
تعالی اللہ کہ دنیا چنان موزون و زیبای — تو اندر جز خدائے من چنین نقشِ دگر سازد
لب لعل و سیہ خال حبش بار وم یکجا شد — زہے مسکین دل بیدل و لشکر یکطرف تازد

اجازت بوسہ گر یابد محمد عاشقِ بیدل
ہمی عذور بیدارش زمستی گر لبش گازد

رباعیات

بے شمعِ رخی اگر نہ سوزم چہ کنم — صدپارہ دلے شدہ نہ دوزم چکنم
چون عکس مہے و ہر در چشم آید — اے مردمِ اگر نہی فروزم چکنم

دل در پئے دلبرے نپوید چہ کند — از درد فراق جان بجوید چہ کند
دل آئینہ عکسِ بت در و شد پیدا — دل خود را عینِ بت نگوید چکند

در دیدہ بجاے خواب آب ست مرا — زیرا کہ بدیدنش شتاب ست مرا
گویند بخسپ تا بخوابش بینی — اے بیخبران چہ جاے خواب ست مرا

باب پنجم

در تصانیف حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ

بدانکہ **تصانیف** حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ بسیار است ملتقط تفسیر قران در قالب سلوک و تفسیرے دیگر آغاز کردہ بودند بر طریق کشاف موازنہ پنج سیپارہ شدہ بود بیشتر تمام نشدہ بود حواشی کشاف شرح مشارق در قالب سلوک ترجمہ مشارق معارف شرح عوارف ترجمہ عوارف شرح تعرف شرح اداب المریدین عربی و پارسی شرح فصوص۔ شرح تمہیدات قاضی عین القضاۃ۔ ترجمہ رسالہ قیشری و آن کتابے براسہ است خطائر القدس و آن را عشقنامہ ہم میگویند رسالہ استقامت الشریعۃ بطریقۃ الحقیقۃ ترجمہ رسالہ شیخ محی الدین ابن عرابی رسالہ سیر النبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم۔ شرح فقہ اکبر دو عدد یکے عربی دوم فارسی حواشی قوت القلوب اسمار الاسرار حدایق الانس ضرب الامثال۔ شرح قصیدہ امالی۔ شرح عقیدہ حافظیہ۔ عقیدہ چند ورق رسالہ دربیان اداب سلوک رسالہ دربیان اشارت محبان رسالہ دربیان ذکر۔ رسالہ

باب پانچوان

حضرت مخدومؒ کی تصانیف کے بیان مین

حضرت مخدوم کی تصانیف کثیر ہین۔ ملتقط قرآن کی تفسیر سلوک کے رنگ مین دوسری ایک تفسیر آپنے کشاف کے طرز پر شروع فرمائی تھی اور تقریباً پانچ پارہ تک ہو چکی تھی مگر پوری نہ ہو سکی۔ کشاف کے حواشی۔ شرح مشارق قالب سلوک مین ترجمہ مشارق۔ معارف شرح عوارف۔ ترجمہ عوارف۔ شرح تعرف۔ شرح آداب المریدین فارسی و عربی۔ شرح فصوص الحکم۔ شرح تمہیدات قاضی عین القضاۃ ہمدانی۔ ترجمہ رسالہ قشیریہ یہ ایک مستقل کتاب ہے۔ خطائر القدس جسکو عشقنامہ بھی کہتے ہین۔ رسالہ استقامت الشریعت بطریقۃ الحقیقت ترجمہ رسالہ شیخ محی الدین ابن عربی۔ رسالہ سیر النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔ شرح فقہ اکبر عربی و فارسی۔ حواشی قوت القلوب۔ اسمار الاسرار حدایق الانس۔ ضرب الامثال۔ شرح قصیدہ امالی۔ شرح عقیدہ حافظیہ۔ عقیدہ چند ورق رسالہ بیان آداب سلوک۔ رسالہ اصحاب حب و عشق کے اشاروں کے بیان مین۔ رسالہ ذکر کے بیان مین۔ رسالہ معرفت کے بیان مین۔ رسالہ

در بیان معرفت. رسالہ در بیان رایت ربّی فی احسن صورة. رسالہ در بیان بود و هست و باشد و خلافت نامه مخصوص برای خدمت مولٰنا علاء الدین گوالیری نویسانیده بودند و خلافت نامه برای قاضی اسحاق چهتره خلافت نامه برای خدمت قاضی سلیمان برادر قاضی اسحاق و خلافت نامه مخصوص بجهت شیخ صدرالدین خواندمیر و خلافت نامه بجهت خدمت مولانا ابو الفتح علاء الدین گوالیری نویسانیده بودند کاتب این سیر محمدی راجی برحمت ربانی محمد علی سامانی در فترت مغل برای حضرت مخدوم رضی الله عنه در گوالیر می بود نسخه خلافت نامه خدمت مولٰنا علاء الدین نبشته شده بود و در وقت خلافت یافتن خدمت مولٰنا ابو الفتح نیز در گلبرگه حاضر بود و نسخه خلافت نامه ایشان هم نبشته شده بود در وقت یافتن دیگر مخادیم حاضر نبود و ایشان سکونت در گلبرگه نداشتند که نسخه خلافت نامه ایشان کتابت کرده شده شود یک خلافت نامه حضرت مخدوم رضی الله عنه در دهلی کنانیده بودند نام کسے دران بود آخر وقت نامهاے بعضی خلفا دران درج کنانیده بودند این سه

بیان رایت ربی فی احسن صورة مین۔ رسالہ[۳۱] بود وہست وباشد مین[۳۲]۔ خلافت نامہ جو خاص حضرت مولانا علاء الدین گوالیری کے لئے لکھوایا تھا۔ خلافت[۳۳] نامہ قاضی اسحاق چھترہ۔ خلافت[۳۴] نامہ قاضی سلیمان قاضی اسحاق کے بھائی کا۔ خلافت[۳۵] نامہ مخصوص شیخ صدرالدین خوندمیر کے لئے۔ خلافت[۳۶] نامہ مولانا ابو الفتح بن مولٰنا علاء الدین گوالیری[۳۷]۔ اس سیر محمدی کا لکھنے والا راجی رحمت ربانی محمد علی سامانی مغلوں کے ہنگامہ کیوقت گوالیر مین حضرت مخدوم کے ہمرکاب تھا۔ اسی نے خلافت نامہ کی نقل کر کے حضرت مولانا علاء الدین کو دیا تھا۔ مولٰنا ابو الفتح کی خلافت کے وقت بھی گلبرگہ مین حاضر تھا اور یہاں بھی وہ خدمت انجام دی تھی۔ البتہ دوسرے مخدومون کے خلافت پانے کیوقت موجود نہ تھا۔ یہ لوگ گلبرگہ مین سکونت پذیر نہ تھے کہ ان کے خلافت نامون کی مین نقل کر کے دیتا۔ حضرت مخدوم نے ایک خلافت نامہ دہلی مین لکھوایا تھا اس مین کسیکا نام نہ تھا آخر وقت بعض خلفاء کا نام انہین آپ نے درج کرایا تھا۔ یہ تینوں خلافت نامے یہاں درج کئے جاتے[۳۸] ہین۔

---

۵۱ اسکے علاوہ اور کتب بھی ہین جو مترجم کی نظر سے گذری ہین اونمین سے بعض ... مین بہت ... تعلیم کیلئے تصنیف کی گئی

خلافت نامہ این جا درج کردہ شدہ از خلافت
نامہ خدمت شیخ علاء الدین گوالیری قدس سرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی تفرد بالوحدانیۃ
الازلیۃ وتوحد بالفردانیۃ الابدیۃ
واکمل بعنایتہ ابھت الدین القویم
واظھر برعایتہ مشارع الصراط
المستقیم واسس قواعد الارشاد
باولیائہ واحکم مبانی الرشاد
باصفیائہ وخص اھل الوداد
بالفضل العظیم وفتح علیھم بحظ
جسیم نحمدہ علی الوسع والامکان
ونستعینہ علی وجدان اسباب
الرضوان ونشھد ان لا الہ الا اللہ
وحدہ لا شریک لہ شھادۃ دعت
صاحبھا الی جنان الوجدان وحفظت
قائلھا عن نیران الفقدان ونشھد
ان محمدا عبدہ ورسولہ الذی
علی بہ سلالیم الاسلام وقوی
بہ ایمانات الایمان وارتفع شرف
الشرف وامتلاء قدور القدر
ووصل ارحام المرحمۃ وطلع شفق

خلافت نامہ موسومہ سیدنا شیخ علاء الدین گوالیری قدس سرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام حمد اللہ کیلئے ہی جو اکیلا ہے۔ وحدانیت ازلیہ اور یکتا
ہے فردانیت ابدیہ کے ساتھ۔ دین محکم کی روشنی
اور تازگی اسنے اپنی عنایت سے مکمل کردی اور شرع
مستقیم کی راہیں ظاہر فرمادیں اوسنے اپنے اولیاء کے
ذریعے سے دین کی بنا ڈالی۔ اور برگزیدہ
لوگوں کے وسیلے سے رشد و ارشاد کی بنائیں
مضبوط کیں اور خاصکر محبوں کو بڑی فضیلت دی
اور انپر لطف وافر کا دروازہ کھولدیا۔ حتی الامکان ہم
اسکی حمد کرتے ہیں اور اہی سے اسباب خوشنودی
کے حصول کیلئے مدد طلب کرتے ہیں اور گواہی دیتے
ہیں کہ سوائے اللہ کے اور کوئی معبود نہیں ہے، وہ
اکیلا اور تنہا ہے کوئی اسکا شریک نہیں۔ ایسی گواہی
جو شاہد کو وجدان کی جنت کیطرف بلاتی ہے اور
محرومی اور گمراہی کی دوزخ سے محفوظ رکھتی ہے
ہم گواہی دیتے ہیں کہ بیشک محمد صاحب اسکے
بندہ اور رسول ہیں جنکی وجہ سے اسلام کے درجے
بلند ہوئے اور ایمان حقیقی کی حفاظت ہوئی اور
شرف و بزرگی کا معیار بلند ہوا۔ آپ نے قدر و انداز
کی دیگوں کو بھر دیا۔ اور مہربانی کے رشتوں کو ملادیا

الشَّفَقَةِ وَغَابَ فَجْرُ الْفُجُوْرِ وَنُصَلِّي عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ الَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَتِرْ اَقْمَارُ دِيْنِهِمْ بِغَمَامِ الشَّكِّ وَالْبَلَاءِ وَلَمْ يَحْتَجِبْ اَنْوَارُ يَقِيْنِهِمْ بِاَكْمَامِ الْبِدْعَةِ وَالْهَوَاءِ صَلٰوةً فِيْهِ جَزَاءُ لِفَضْلِهِمْ وَمُكَافَاتُ لِعِلْمِهِمْ مَا طَلَعَ فِي الْخَضْرَاءِ نَجْمٌ وَنَجَمَ فِي الْغَبْرَاءِ طَلْعٌ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ جَرَتْ سُنَّةُ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ اَنْ لَا طَرِيْقَ لِاَحَدٍ وَلَا سَبِيْلَ لِوَاحِدٍ اَنْ يَقِفَ بَيْنَ يَدَيْهِ اِلَّا بِابْتِغَاءِ الْوَسِيْلَةِ وَجَعْلِ الْاِمَامِ نصا مين عليه نصب الوصى وجعل الام نَصًّا بَيْنَ عِلْمِهٖ نَصْبَ الْوَصِيِّ اِمَامًا لِسَادَاتِ الْقَوْمِ حَتّٰى بَقِيَتْ تِلْكَ الطَّرِيْقُ اِلَى الْيَوْمِ حَتّٰى تَسَلْسَلَتِ السِّلْسِلَةُ فِيْهِ اِلَى الشُّيُوْخِ حَتَّى الْيَوْمِ وَ اُنْصِبَ بِالشَّيْخِ الْاِمَامِ قُدْوَةِ الْاَنَامِ قَامِعِ الْكِرَامِ

شفقت کی شفق آپ کی ذات سے پھیلی اور فسق و فجور کی صبح آپ ہی کیوجہ سے نابود ہوئی ہم صلوٰۃ و درود بھیجتے ہین آپ پر اور آپکی اولاد پر جنکے دین کا چاند شک اور بلا کے ابر مین نہین چھپا اور نہ انکے یقین کی روشنی پر بدعت اور خواہشات نفسانی کی آستینون کا پردہ پڑا ایسا درود جو انکی فضیلت کی پوری جزا دے اور انکے علم کا پورا بدلہ ہو جبتک آسمان کے سبز گنبد مین ستارے رہین اور زمین سے پودے اُگتے رہین۔ حمد و صلوٰۃ کے بعد معلوم ہو کہ اللہ تعالےٰ سبحانہٗ کی عادت شریف یون جاری ہے کہ نہ تو کسی شخص کو اسکی بارگاہ تک پہونچنے کا بطور خود کوئی راستہ ملتا ہے اور نہ اس کی پیشگاہ مین اسوقت تک رسائی ہوسکتی ہے جبتک وہ اپنے لئے کوئی وسیلہ نہ تلاش کرلے اور کسی امام کو خدائے عز و جل کے علم کے سامنے اسطرح نہ کھڑا کرے جسطرح وصی کو سادات قوم کے سامنے کھڑا کیا کرتے ہین۔ اور یہ طریقہ آجتک باقی ہے اور شیوخ طریقت سے ہوتا ہوا آجتک یہ سلسلہ چلا آتا ہے اور حضرت شیخ امام خلق خدا کے پیشوا اچھے لوگون کے سردار بڑے بڑے لوگون کو راہ راست کیطرف بلانے والے۔ نصیر الحق والدین محمود بن یوسف رودہی چشتی قدس سرہٗ کی ذات مبارک سے قائم ہے اللہ انکی قبر کو منور فرمائے۔ انھون نے پوشیدہ طور سے اشارہ فرمایا اور رمز ہی رمز مین

دَاعِیَ العِظَامِ نَصِیْرَ الحَقِّ وَالدِّیْنِ
مَحْمُوْدُ بْنُ یُوْسُفَ الاودھی ثُمَّ
الْجِشْتِیُّ قُدِّسَ سِرُّہٗ وَنُوِّرَ ضَرِیْحُہٗ
وَاَشَارَ بِاِشَارَۃٍ خَفِیٍّ وَرَمَزَ بِرَمْزٍ
سِنِیِّ وَذٰلِكَ اِنْ كَانَ اِشَارَۃً وَّ
رَمْزًا لِكَسْرِ تِلْكَ الْاِشَارَۃِ وَذٰلِكَ
الرَّمْزُ لَیْسَ مِمَّا یُمْكِنُ التَّبَتُّہُ وَالْغَمْزُ
بَلْ كَانَ اَظْہَرَ مِنَ الصَّرِیْحِ وَاَبْیَنَ
بَیْنَھُمْ مِنَ التَّنْبِیْہِ بَعْدَ اَنْ كَانَ
قَوْلًا صَرِیْحًا وَكَلَامًا صَحِیْحًا وَاَشَارَ
اَیْضًا اِلَیَّ اَنَّ عَلَیْكَ اَنْ تُرْشِدَ
الْقَابِلَ وَتُوْصِلَ الطَّالِبَ النَّاہِلَ
اَللّٰھُمَّ الزَّمَانَ زَمَانَ الْفَتْرَۃِ وَالْاَوَانَ
اَوَانَ النَّقِیْصَۃِ كُنْتُ مُتَرَدِّدًا وَ
بَقِیْتُ مُتَرَصِّدًا ھَلْ تَیَسَّرَ لِیْ اَنْ
اَمْضِیَ ھٰذَا الْاَمْرَ بِقَوْلِیْ وَحَالِیْ
حَتّٰی رَاَیْتُ شَخْصًا تَنَسَّمَ شَیْئًا
مِنْ نَصِیْبِنَا ھٰذَا حَیْثُ یَصِحُّ اَنْ
تَقُوْلَ ھُوَ الَّذِیْ وُلِدَ مِنْ سِرِّیْ
وَنَتِیْجَتِیْ الَّذِیْ بَرَزَ مِنْ ضَرْعِیْ صَالِحًا
تَارِكًا ھٰذَا مُتَعَبِّدًا یُلْبِسُ الْخِرْقَۃَ
لِقَابِلِیْھَا وَیُفَقِّہُ الطَّرِیْقَۃَ لِمَوَالِیْھَا
بِشَرْطِ اَنْ یَفْہَمَ التَّعْرِیْفَاتِ الْاِلٰھِیَّۃِ

مجھسے فرمایا۔ اگرچہ وہ اشارہ اور رمز اشارات سابق
کا توڑنے والا تھا۔ اور یہ اشارہ نہ تو کسی ایسی چیز کی
طرف تھا جو دائرہ امکان سے خارج ہو کر ابھی ظہور
مین نہ آئی ہو۔ ایسی چیز کیطرف تھا جو بالکل راز سربستہ
ہو بلکہ صریح سے بھی زیادہ ظاہر اور تنبیہ سے بھی زیادہ
صاف تھا۔ اگرچہ یہ قول صریح و صحیح تھا پھر بھی مجھہ
سے اشارہ فرمایا کہ اپنے اوپر لازم کر لو کہ جس شخص مین
استعداد ہو اسکو راہ بتانا اور ایسے طالب کو جو تشنہ ہو
خدا تک پہونچانا۔ اے اللہ یہ فترت اور مایوسی کا زمانہ
اور نقصان و کمی کا وقت ہے۔ غرضکہ مین کوشش اور
جستجو مین رہا کرتا تھا اور منتظر تھا کہ یہ امر میرے لئے
آسان ہو جائے تاکہ مین اسکو اپنے قول اور حال
سے پورا پورا نباہ سکون حتی کہ مین نے ایک شخص کو
دیکھا جسکو میرے اس حصہ کی ہوا کچھ لگی تھی اور اس
حیثیت سے اگر یہ کہا جائے تو صحیح ہوگا کہ وہ میرے
باطن کے بھید سے پیدا ہوا ہے اور میرا بچہ ہے جو میری
پستان سے پرورش پاکر ظاہر ہوا ہے۔ صالح۔ تارک
اور عبادت گذار ہے جو لوگ اس قابل ہونگے انکو
یہ خرقہ پہنا سکیگا اور جو لوگ اس طریقہ کے شیدا ہونگے
انکو اس شرط کے ساتھ آگاہ کر سکیگا کہ تعریفات الٰہیہ
کو سمجھین اور ایسے امور اخرویہ پر مطلع ہون۔ جیسے کشف
قبور۔ صحبت ارواح۔ پل صراط کا علم۔ حوض کوثر۔ دوزخ
آگ سے نجات جنت مین جانا فائز مرام ہونا۔ نہ وہ

ويطلع على الأمور الأخروية الكشف
القبور وصحبة الأرواح والعلم
بالصراط والحوض والنجاة من
النار ودخول الجنة والفوز وأن
لا يختلف على أهل الدنيا لا يطلبهم
بالقهر والغلبة والمصلحة لمراتب
كالنصح والعظة وأن لا يركن
إلى أسبابها وأحبابها ويكون
فارغاً لوقته مشغولاً بمصلحته
وأن يغتنم ليلة الفاقة وأن نزل
نزيل وليس عنده شئ وتضيف
بقليل ويغتنم تلك الحالة كل
الاغتنام كما هو داب سادات
الأنام يا علاء النصير عليك أن
تكون لبرية القدير هاديًا ومرشدًا
بوصف النذير والبشير بتوفيق
الله إن فعلت كما أمرت به فأنت
خليفتي على المسلمين وإلا فالله
خليفتي رب العالمين بالحق اليقين
والصلوة على رسوله سيد العارفين
وقائد المحبين ـ والسلام

اہل دنیا کے پاس جایا کریگا اور نہ انسے کوئی چیز
شدت وسختی کیساتھ طلب کیا کریگا جیسا ناصح اور
واعظ کیا کرتے ہین اور اسباب دنیا اور اس سے
محبت کرنیوالون کی طرف مائل نہ ہوگا اپنے وقت کے
لئے بالکل فارغ رہیگا، اپنی باطنی مصلحت مین مشغول
رہیگا۔ فاقہ کی رات کو غنیمت سمجھیگا اور اگر ناداری
کے وقت اسکے یہان کوئی مہمان آجائیگا تو تھوڑی
سی چیز سے بھی اسکی مہمانداری کریگا اور اس حالت
کو بہت غنیمت سمجھیگا یہ بات سادات کا خلق ہے
اور بہت غنیمت ہے علاء نصیر تمکو چاہئے کہ تم توفیق
الٰہی اللہ قدیر کی مخلوق کیلئے ایسے ہادی اور مرشد
بنو کہ انھین خوشخبری بھی دو اور ڈراؤ بھی اگر تم نے
میرے حکم کی تعمیل کی تو تم مسلمانون پر میرے خلیفہ
ہو ورنہ میرے بعد میرا خلیفہ اللہ رب العلمین ہے
اور یہ بات حق الیقین ہے۔ اللہ کا درود وسلام
پہونچے عارفون کے سردار۔ اور دوستون کے راہبر پر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خلافت نامہ رکن الدین ابو الفتح بن علاء گوالیری

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْمُبْدِیٔ الْمُعِیْدِ الْفَعَّالِ
لِمَا یُرِیْدُ ذِی الْفَضْلِ السَّدِیْدِ وَ
الْبَطْشِ الشَّدِیْدِ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی
رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدِنِ الْحَمِیْدِ الْمَبْعُوْثِ
اِلٰی خَیْرِ الْاُمَمِ اَنَّہُمْ کَانُوْا یَاْمُرُوْنَ
بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْہَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ
بِالْجُہْدِ الْجَہِیْدِ وَالسَّعْیِ الْاَکِیْدِ
ثُمَّ بِالْوَعْدِ الْوَعِیْدِ وَاَصْحٰبِہِ الْقَائِمِیْنَ
بِالسُّنَّۃِ وَاَمْرِہِ الرَّشِیْدِ وَاٰلِہٖ
وَعِتْرَتِہِ الدُّعَاۃِ الْہُدَاۃِ اِلَی الْوَاحِدِ
الْعَزِیْزِ وَبَعْدُ فَقَدْ اجْتَمَعَتِ
الْاَدْیَانُ وَاتَّفَقَتِ الْاَذْہَانُ اَنَّ
اَجَلَّ الْمَقَاصِدِ وَاَعَزَّ الْمَطَالِبِ
مَعْرِفَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَنِ الْعَیْبِ وَالنُّقْصَانِ
وَالْمَعْرِفَۃُ مَعْرِفَتَانِ مَعْرِفَۃٌ بِالْکُفْرِ
وَالْاِسْتِدْلَالِ بِالنَّظْرِ وَالتَّعْلِیْلِ
عَلَی السَّمَاعِ وَالْخَبَرِ وَمَعْرِفَۃُ مُعَایَنَۃٍ
بِالْعِیَانِ وَمُشَاہَدَۃٌ بِنَعْتِ الْبَیَانِ
ہٰذَا ہُوَ الْاَصْلُ فِیْ اَسْبَابِ الْمَطْلُوْبِ

خلافت نامہ مولانا رکن الدین ابو الفتح بن علاء گوالیری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ساری حمد اللہ کے لئے ہے، وہ پیدا کرنیوالا اور مارنیوالا ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے اوسکا فضل مستحکم اور خالص ہے، درود اللہ کے رسول محمد صاحب پر جو محمود ہیں اور بہترین امت کیطرف مبعوث ہوئے ہیں اور درود انکی آل پر جو نیک ہدایت کرنیوالے اور برائیوں سے روکنے والے تھے اور انکی مخالفت میں جان توڑ کوشش کرتے تھے، اسکے بعد بھلائیوں پر جزا خیر کی بشارت دینے والے اور برائیوں پر عذاب الہی سے ڈرانیوالے تھے اور درود ان کے اصحاب پر جو سنت پر قائم اور آپکے امر رشید پر چلنے والے تھے، اور درود نامحدود آپ کی عترت و اولاد پر جو ہادی برحق اور خدا کیطرف بلانے والے تھے حمد و صلوٰۃ کے بعد واضح ہو کہ تمام مذاہب و ادیان اس بات پر متفق ہیں کہ بزرگ ترین مقصد و اہم ترین مطالب معرفت الہی ہے۔ ذات باری تعالےٰ جو عیب و نقصان سے مبرا ہے اسکی معرفت دو طرح کی ہے ایک یہ کہ کفر کیا ہے۔ خدائے عز و جل کے وجود کے دلائل عقلی کیا ہیں اور سنی ہوئی باتوں اور احادیث سے اسکے وجود کے اسباب و دلائل کیا ہیں

عند الارباب ولا یحصل ذلك
الا بارشاد المرشد وهدایة
الولی المؤید الواصل بکواشف
اسرار الغایب بتجلیات الواحد
القهار وهو العارف المعارف و
السالك المسالك والواصل الکامل
والعالم العامل ومع ذلك الهمه
ربه وامره شیخه ان یبسط الید
لطلاب رب الارباب والتائبین
ایضا لیتحققوا به من حیث الطمع
من الله التواب فاما الطلاب فهم
الذین یسلکون مسالك القوم
ویکتفون من الدنیا بما هو قلیل من
المطعم والمشرب واما التائبون
فهم الذین من ارباب العادات
المتمسکون بذیل هؤلاء السادات
خرقة التبرك مبذولة لکل طالب
وخرقة الارادة ممنوعة الا عن السالك
الناسك الذی عرف عز الدنیا وآفاتها
وارباها فانتبه ایها الولد الذی
ولد من سری رکن الدین ابو الفتح
علاء الکوالیری ان انت تسلك
مسلکی وتضرب مضربی ولا

معرفت کی دوسری قسم۔ وہ مشاہدہ ہے جسکا تعلق
آنکھ سے ہے وہ مشاہدہ ہے اس طرح حاصل ہوتی
ہے کہ اسکے صفات بیان ہو سکیں یہی معرفت اصل
مقصود ہے۔ لوگوں کا اصل مطلوب ہے اور یہ اسوقت
حاصل ہوتی ہے جب مرشد ارشاد کرے اور ایسا
ولی جو خدا کی طرف سے مؤید ہو اسرار غیبی اور خدائے
واحد قہار کی تجلیوں سے واقف ہو راہ بتائے۔
ایسا شخص عارف سالک اور واصل فاضل عالم
عامل ہو اور ملہم بالہام بھی ہوتا ہے اور شیخ کی اجازت
سے [illegible] وہ رب الارباب کے طلبگاروں
کی بیعت کیلئے ہاتھ بڑھاتا ہے اور توبہ کرانے والے تاکہ وہ
تائبین کی عظمت و شان کو معلوم کریں۔ طالب
وہ ہیں جو حضرات صوفیہ کی راہ چلیں اور خورد و نوش
دنیا سے بقدر کفایت حصہ لیں اور توبہ کرنیوالے
گناہ کے بعد ابتدائی حالت پر رجعت عود کرنیوالے
اور سرداران قوم کا دامن پکڑنے والے ہیں خرقہ
تبرک وہ ہے جو حصول برکت کے لئے ہر طالب کو دیا
جاتا ہے اور خرقہ ارادت صرف اس سالک کو
دیا جاتا ہے جو دنیا سے نفرت کرے اور اہل دنیا کو جانتا ہو
پس اے میرے باطنی فرزند رکن الدین ابو الفتح
بن علاء گوالیری اگر تو میرے مسلک پر
چلیگا اور اہل دنیا سے [illegible] پیدا نہ کرے گا
اور تیرے دل میں خدا کا خطرہ نہ گذرے گا

تختلف على أهل الدنيا وأربابها وأحبابها ولا تخطر ببالك غير الرب تعالى فأنت خليفتي أن تبسط اليد للبيعة وتجلس على تكرمة الشيوخة وإلا والله خليفتي على المسلمين وأرجو الظن فيك أن تقتدي بي وتحفظ مذهبي ولكن عليك أن تعرف فإن لا تلقن الذكر والمراقبة إلا من عرف غرّ الدنيا وصغّر نفسه وهو إذا بأذل هيئة تشرع في تقليل الطعام والشراب وتدرج الخلوة عن الصحبة للخواص والعوام وتقل الكلام وكان يداه ولسانه ومقلتاه عاكفون إلى المضغة الصنوبرية المعلقة في الجانب الأيسر المسمى بالفؤاد والقلب أيها المسترشد خذ ما آتيتك وامض إلى ما أشرت تكن من القوم واحتسب من الغدو والأمس واليوم اللهم هذا الدعاء ومنك الإجابة ومني الجهد وعليك التكلان ولا حول ولا قوة إلا بك وصلى الله على محمد

اور بیعت کے لئے ہاتھ بڑہائیگا اور مسند ارشاد پر بیٹھیگا تو میرا جانشین ہوگا۔ اور اگر ایسا نہین ہے تو مسلمانون پر میرا خلیفہ اللہ ہے لیکن مجھکو امید ہے تو میری اقتدا اور میری روش کی حفاظت کریگا تمکو یہ بھی جاننا چاہیئے کہ سوا ایسے شخص کے جو فریب دنیا سے واقف ہو اپنی ذات کو سب سے چھوٹا سمجھے اور اپنی خواہشات کو ذلیل ترین تصور کرے کسی اورکو مراقبہ اور ذکر کی تلقین نہ کرنا۔ ایسے شخص کو ضروری ہوگا کہ خورونوش مین کمی کرنا شروع کری اور خواص وعوام کی صحبت سے الگ ہو باتین کم کرے۔ اسکے ہاتھ۔ زبان اور دونون آنکھین گوشت کے اس صنوبری شکل کے لوتھڑے کیجانب متوجہ رہین جو بائین جانب لٹکا ہوا ہے اسکا نام دل ہے۔ اے طالب ارشاد مین نے جو تجھے دیا ہے لے اور جدھر مین نے اشارہ کیا ہے چل۔ اگر ایسا کریگا تو تیرا شمار جماعت صوفیہ صافیہ مین ہوگا۔ صبح و شام اور سارے دن کے اعمال کی جانچ کرلیا کر اے اللہ یہ میری دعا ہے تو ہی اسکو قبول کرنیوالا ہے۔ مین صرف سعی کرنیوالا ہون۔ بھروسا تیرا ہی ہے بغیر تیری امداد کے گناہ سے بچنے کی طاقت ہے، نہ عبادت کی قوت ہے، اللہ درود نازل فرمائے محمد صاحب پر انکے اصحاب، ذریت اور انکے تبعین سب پر والسلام مع الاکرام۔

عہ اسمین اسرار پانچ وجہین جاتے ہین۔ سید نذیر احمد

وصحبه وذریته واتباعه اجمعین
والسلام والاکرام

خلافت نامہ کہ در دہلی نویسانیدہ بودند بعدہ
نام بعضی یاران درج فرمودند

بسم الله الرحمن الرحیم
الحمد لله علی انني طلعت علی خفایا
الالوهیة ووقفت علی اسرار الربوبیة
بحسب العبادة وطاقة العبودیة والصلوٰة
علی رسوله صاحب لواء الحمد ومالك
مقام الوصلة بالطاقة الشریعة وعلی
اله وعترته ذوی الاخلاق السنیة
المرضیة واصحابه المتصفة بانوار
القدسیة المشتملة بصفات النزاهة
السبوحیة اما بعد فانما العباد لیس
الطریق الیه الا بابتغاء الوسیلة
والاتصاف باوصاف الربوبیة
والتقدم بالاقدام علی محو الاثام
والخصال الدنیة وتلقین شیخ
مرشد کامل مهذب واقف علی
تنوع طرق الوصول بتلك العتبة
العلیة والتلقین مفوض الی رای

خلافت نامۂ عام

یہ وہ خلافت نامہ ہے جسکو حضرت مخدومؒ نے دہلی
مین لکھوایا تھا۔ اسکے بعد اسمین خلفاء کا نام درج فرمایا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام تعریف اللہ کے لئے ہے جسنے مجھے الوہیت کے
راز بتائے اور ربوبیت کے اسرار پر بحسب طاقت
بشری مجھے مطلع کیا اور درود اللہ کے رسول پر
جو صاحب لواے حمد ہین اور بزور شریعت مقام
وصلت کے مالک ہین اور انکی اولاد پر جو صاحب
اخلاق پسندیدہ وروشن تھے اور انکے احباب جو ایسے
انوار قدسیہ سے متصف تھے جو سبوحیت کے اوصاف
پر مشتمل ہین۔ بعد حمد و درود کے واضح ہو کہ اسے بندگان
خدا بغیر تلاش وسیلہ واتصاف اوصاف ربوبیت
و ازالہ معاصی و ترک عادات بد و تلقین شیخ جو
مرشد کامل اور اس بارگاہ تک رسائی کی مختلف
راہوں سے واقف ہو اللہ کی طرف راستہ نہین
ہے۔ رہی تلقین وہ ایک ایسے عالم شیخ کی راے
پر منحصر ہے جو علوم دینیہ سے واقف ہو۔ یہ وہ دروازہ
ہے جسمین عالم غیب سے عالم شہادت مین طرح
طرح کے رنگ اسکے سامنے ظاہر ہوتا ہے ...

شیخ العالم الواقف بالعلوم اللدنیة
هذا باب فیما یبدؤ له من عالم الغیب
بالظهور فی عالم الشهادة من الالوان
المتلونة کالصفرة والحمرة والخضرة
والزرقة والبیاض والسواد ثم
الرأس الانوار لا جنس فیها لون و
شکل وجهة وسمت من القبلة
والمعدة ثم الهواتف واستماع الا
صوات الخارجة عن حد الحروف
من المخارج والاسنان والملهمات
فیها الکلمات فیها التعلیمات فیها
الاشارات لا یتعرف علیها الا هؤلاء
السادات ثم کشف الارواح و
القبور بخاصة دوام التوجه و
لزوم الحضور ثم الصور التی بما
یناسب ویوافق طبایع البشریة
حتی یظن فیها الظانون علی قبهم تلک
المضغة الصنوبریة ثم اللوایح ثم
الطوالع ثم اللوامع ثم البوارق ثم
الحقایق ثم المعارف ثم الصناعات
ثم الکرامات ثم المقامات ثم
الخلوات ثم الهوادی ثم المشاهدات
ثم المعاینات ثم المکاشفات

ہین جیسے زرد سرخ سبز نیلگوں۔ سفید سیاہ
پھر اسکے بعد ایک راس الانوار ہے جسمین کوئی
رنگ ہے نہ صورت نہ جہت ہے نہ سمت نہ سامنے
کیطرف سے نہ دور سے اسکے بعد ہاتف ہین اور
آوازونکا سننا ہے جو ایسے حروف کی تعریف سے
خارج ہوتی ہین جو مخارج اور دانتوں کی مدد سے
ادا ہوتے ہین پھر اسکے بعد الہامات ہوتے ہین
جسمین کلمات تعلیمات اور ایسے اشارات ہوتے
ہین جنپر سوا ان سرداروں کے کسیکو واقفیت
نہین ہوتی۔ پھر کشف ارواح ہے کشف قبور کی
یہ خاصکر دوام توجہ اور لزوم حضور سے حاصل
ہوتا ہے۔ پھر اس کے بعد صورتین نظر آتی ہین
جو اسکے مناسب اور طبایع بشریہ کے موافق
ہوتی ہین حتی کہ گمان اور ظن کرنے والے اپنی
اپنی سمجھ کے مطابق اس صنوبری شکل کے گوشت
کے لوتھڑے (قلب) کی حقیقت مین طرح
طرح کے گمان کرنے لگتے ہین۔ اسکے بعد لوائح
ہین۔ پھر طلوع ہونے والے پھر چمکنے والے
پھر بجلیان۔ پھر تحقیقتین پھر معارف۔ پھر صناعات
پھر کرامات۔ پھر مقامات پھر خلوات پھر ہوادیا
پھر مشاہدات، پھر معاینات۔ پھر
مکاشفات پھر مناجات۔ پھر منازعات
پھر محاضرات، پھر معاتبات

ثُمَّ الْمُنَاجَاتُ ثُمَّ الْمُنَازَعَاتُ ثُمَّ
الْمُحَاضَرَاتُ ثُمَّ الْمُعَاتَبَاتُ ثُمَّ
الْمُنَازَلَاتُ ثُمَّ الْمُرَاسَلَاتُ
ثُمَّ الْمُوَاصَلَاتُ ثُمَّ الْمُجَاذَبَاتُ
ثُمَّ الْمُسَامَرَاتُ ثُمَّ الْمُتَمَلِّقَاتُ
ثُمَّ الْمُعَانَقَاتُ ثُمَّ الْاِتِّصَالَاتُ
ثُمَّ التَّدَاخُلَاتُ ثُمَّ الْمُعَاوَدَاتُ
ثُمَّ الْاِجْمَالَاتُ ثُمَّ التَّفْصِيلَاتُ
ثُمَّ الْاِطْلَاقَاتُ ثُمَّ الْمُرَاجَعَاتُ
ثُمَّ الْحَيْرَةُ ثُمَّ الْعُسْرَةُ لَا مَزِيدَ بَعْدَهَا
وَلَا حَيْرَةَ فِي الْحَقِيقَةِ فَاِنَّ الْحَيْرَةَ
هٰذِهٖ هِيَ نَفْسُ مَا فِيْهِ وَالْحَيْرَةُ
كُلُّ هٰذَا شُكْلُ شَطْرِ اَقْسَامِ
الْوِلَايَاتِ ثُمَّ يُقَالُ ثُمَّ هُوَ مَا لَا عَيْنٌ
رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى
قَلْبِ بَشَرٍ اَیْ لَمْ تَبْقَ عَیْنٌ حَتّٰی تَرٰی
وَلَا اُذُنٌ حَتّٰی تَسْمَعَ وَلَا قَلْبٌ حَتّٰی
تُخَاطِرَ وَلَا اِنْسٌ وَلَا جِنٌّ وَلَا مَلَكٌ وَلَا
نَبِيٌّ ثُمَّ يَبْدَءُ شَطْبَةٌ عَنْ حَقَائِقِ
الصَّمَدِيَّةِ هٰهُنَا لَا فَقْدٌ وَلَا وَجْدٌ وَلَا
قُرْبٌ وَلَا بُعْدٌ وَلَا فَصْلٌ وَلَا وَصْلٌ
فَاِذَا تَحَقَّقَتِ الْعُبُودِيَّةُ بَرَزَتِ
الْاَنِيَّةُ فَاِذَا تَحَقَّقَتِ الْاَنِيَّةُ رَضِيَ الرَّبُّ

پھر منازلات پھر مراسلات پھر مواصلات
پھر مجاذبات پھر مسامرات، پھر متملقات پھر معانقات
پھر اتصالات پھر تداخلات پھر معاودات
پھر اجمالات، پھر تفصیلات پھر اطلاقات پھر
مراجعات۔ پھر حیرت پھر عسرت ہے اس
سے زیادہ یہان نہین ہے۔ حقیقت مین حیرت
نہین ہوتی بلکہ حیرت بھی ایک قسم کا نفس ہے
جسمین حیرت پائی جاتی ہے۔ یہ سب ولایت کے
اقسام کے اجزاے اصلی ہین۔ پھر اسکے بعد
کہا جاتا ہے کہ وہ چیز ہے جسکو نہ آنکھ نے دیکھا ہے
نہ کان نے سنا ہے اور نہ کسی بشر کے قلب پر
اسکا خطرہ گذرا ہوگا یعنی آنکھہ آنکھہ ہی نہ باقی
رہیگی جب تک دیکھتی رہیگی اور جب تک سنتا رہیگا
کان کان ہی نہ رہیگا اور قلب قلب ہی نہ
رہیگا کہ خطرہ کر سکے۔ اور وہان نہ انسان ہونگے
نہ جن نہ ملک نہ نبی پھر وہان سے حقایق صمدیت
کی شاخین پھوٹتی ہین اور یہان نہ فقدان ہے
نہ وجدان نہ قرب ہے نہ بعد اور نہ وصل ہے
نہ فصل پھر جب بندگی ثابت ہو جائیگی تو انیتہ
صاف ظاہر ہوگی اور جب انا کی حقیقت معلوم
ہوجائے گی تو پروردگار کی رضامندی حاصل ہوگی
اور بندہ کامل ہوجائے گا۔ یہی بندہ واصل
واصل ہے یہی عالم و سیراب ہے یہی عالم ربانی ہے

سب نسخون مین اسکے بعد بعینہٖ ہے

كَمُلَ الْعَبْدُ فَفَنٰى مَا بَقِيَ وَبَقِيَ مَا فَنَا فَنَا مَا فَنَا بَقَا مَا بَقَا فَهٰذَا الْوَاصِلُ الْفَاصِلُ وَهٰذَا الْعَالِمُ الثَّانِيْ وَ هٰذَا الْعَالِمُ الرَّبَّانِيُّ الْمُطَّلِعُ عَلَى الْمُتَشَابِهَاتِ الْوَاقِفُ عَلَى الْخَفِيَّاتِ وَالْعَارِفُ عَلٰى كَيْفِيَّةِ سِرِّ التَّخْلِيْقِ وَالتَّكْوِيْنِ يُرٰى اَنَّهٗ يُصَوِّرُ كَمَا يُصَوِّرُ الْمُصَوِّرُ بِيَدِهٖ وَلٰكِنَّ بِدُوْنِ الْمُبَاشَرَةِ وَالْمُلَاقَاتِ وَاِنْ كَانَ يُرٰى هٰكَذَا فَاِنَّهٗ مِنْ صِفَاتِ التَّشَكُّلَاتِ وَالتَّمَثُّلَاتِ هٰذِهٖ بِالنِّسْبَةِ اِلَى الرَّائِيْ وَلَا الْمَرَائِيْ اِنَّهٗ سُبْحَانَهٗ مُنَزَّهٌ عَنِ النِّسْبَةِ وَ الْاِضَافَاتِ فَاَمَّا مَنْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يُرَقِّيَهٗ عَلٰى دَرَجَاتِ الْاَنْبِيَاءِ وَيَجْعَلَهٗ عَلٰى صِفَاتِ الْاَصْفِيَاءِ يَبْعَثُهٗ لِدَعْوَةِ الْخَلْقِ اِلَى الْحَقِّ وَيُجْلِسُهٗ مَجْلِسَ الصِّدْقِ وَالْقُرْبَةِ مَقَرَّ الْعَيْنِ فَيَكُوْنُ عَيْنٌ بِلَا عَيْنٍ لَا يَسْتُرُهٗ عَيْنٌ وَلَا يُلْحِقُهٗ شَيْنٌ وَهُوَ لَائِقُ الْحَاذِقِ وَهُوَ الْاَحَقُّ السَّابِقُ ثُمَّ الْعَلَامَاتُ الظَّاهِرَةُ وَالْمُعَامَلَاتُ الشَّاهِدَةُ اَنْ لَا يَرْكَنَ اِلَى الدُّنْيَا وَاَرْبَابِهَا وَلَا يَتَعَلَّقُ بِاٰلَاتِهَا وَاَسْبَابِهَا وَاَنْ

جو جانتا ہے کہ متشابہات کیا ہین اور جو اسرار خفی اور راز تخلیق وتکوین سے مطلع ہوگا۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ یہ شخص ایسی تصویر بناتا ہے جیسی مصور اپنے ہاتھ سے بنایا کرتے ہین۔ اس مین صفت یہ ہے کہ گو ایسا دکھائی دیتا ہے مگر بلا مباشرت وملاقات کے وہ ایسی تصویر بناتا ہے یہ سب تشکلات وتمثیلات کے صفات ہین اور یہ سب دیکھنے والے کے لحاظ سے ہین، مرئی کا اسمین دخل نہین ہے اللہ تعالیٰ سبحانہ نسبت واضافات سے منزہ ہے لیکن وہ جسکو ترقی درجات انبیا دینا چاہتا ہے اور جسکو صفات اصفیا سے متصف کرنا چاہتا ہے اسکو دعوت حق کے لیے خلق کیطرف بھیجتا ہے، اسکو مجلس صدق وقرب مین جگہ دیتا ہے، اسکی آنکھین ٹھنڈی رہتی ہین وہ آنکھ بلا آنکھ کے ہوتی ہے اسکو کوئی عیب نہین لگتا وہ لایق حاذق ملنے والا اور سبقت کرنیوالا ہوتا ہے اب اس کے بعد یہ ظاہر علامات اور کھلے ہوے معاملات اس مین موجود ہوتے ہین، وہ دنیا اور اہل دنیا کی طرف مائل نہین ہوتا۔ اور نہ دنیا کے اسباب وآلات سے اسکو کچھ تعلق ہوتا ہے اور نہ یہ اہل دنیا کے پاس آتا جاتا ہے اور نہ ا۔نسے میل جول رکھتا ہے اور نہ اسکو انسے محبت ہوتی ہے، اس کی تھوڑی

ع لفظ اضداد ... معنی ... ہین۔

لا يختلف على أهل الدنيا ولا يتردد
ولا يودد ويكون بالشرايع كثيرها
وقليلها وحقيرها وجليلها
متشبثا حق التشبث متعلقا
حق التعلق بحيث لا يفوت
عنه سنة من سنن سيد المرسلين
النبي صلى الله عليه وآله وسلم
وسيرة من سيرته الا بضرورة
اجازها الفقهاء ومضى عليها العلماء
وهو من سير السلف الصالح
وسنة النبي الفاتح فيقول الملقب
بگيسو دراز محمد بن يوسف
حسيني الحسيني بالتحقيق الحقيقي
والعلم اليقين اللهم من كان من
تلاميذي ومسترشدي يتصف
بصفتي هذه ومضى على سيرتي
وسريرتي هذه ويتملك صنعتي
وصنيعتي هذه فهو ولدي الذي
ولد من سري وابني الذي رضع
من ضرعي فهو قرني وقريني و
خليفتي ومن لم يكن كذلك فانا
والله تعالى وشيخي منه براء و
الله خليفتي على اهل ملتي والسلام

یا بہت چھوٹی یا بڑی سب باتیں شریعت کے
مطابق ہوتی ہین، اس کا سارا دارمدار شریعت
پر ہوتا ہے اور سختی کے ساتھ پابند شریعت
ہوتا ہے نہ کوئی سنت اس سے چھوٹتی ہے نہ
سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی خصلت
اس سے ترک ہوتی ہے سوائے اسکے جس کی
اجازت ضرورتاً فقہانے دی ہے اور علماء جسکو
جائز رکھتے ہین اور یہ عادت سلف صالح کی ہے
اور سنت نبی فاتح کی ہے، پس بندہ ملقب بہ
گیسو دراز محمد بن یوسف حسین الحسینی بہ تحقیق
حقیقی وبعلم یقینی کہتا ہے کہ اے اللہ جو میرا
شاگرد یا مسترشد میری اس صفت سے متصف
ہو اور میری خصلت پر زندگی گذارے اور میرے
خصائل باطنی پر عمل پیرا ہو اور میرے اعمال
وافعال کا پابند ہو وہی میری اولاد ہے جو
میرے باطن سے پیدا ہوئی ہے اور وہی میرا
بچہ ہے جو میری پستان سے پرورش پاکر دنیا
مین ظاہر ہوا ہے۔ وہی میرا مصاحب یار اور
میرا خلیفہ ہے اور جو اسکے خلاف ہے اور ایسا نہین
ہے تو اس سے اللہ تعالےٰ اور مین اور میرے شیخ
مرشد سب بری الذمہ ہین اور اللہ تعالےٰ
میرے ہم مشربون کے حق مین میرا خلیفہ ہے والسلام

وَاَيضًا اَمَّا بَعدُ اَرٰی حَسبَ هٰذَا
الزَّمَانِ اَنَّ الرَّغبَ قَد فَتَرَ وَ
الطَّلَبَ قَد اِستَتَرَ فَاُجِيزُ الوَاحِدَ
عَلٰی طَرِيقِ الوَكَالَةِ وَالنِّيَابَةِ بَعدَ مَا
اَرٰی صَلَاحَهٗ وَزُهدَهٗ وَتَرَكَ الاِختِلَافِ
عَلٰی اَهلِ الدُّنيَا وَرِفدِهٖ اَن يَبسُطَ
يَدَهٗ لِطَالِبِ التَّوبَةِ لِئَلَّا يَكُونَ
بَابُ التَّوبَةِ مَسدُودًا وَطَرِيقُ
الاِنَابَةِ مُعَوَّجًا وَمَردُودًا فَاِنَّ
الزَّمَانَ قَرُبَ اَوَانُهٗ اَن يُغلَقَ
بَابُ التَّوبَةِ وَهٰذَا مِمَّا مَضٰی عَلَيهِ
شَيخِي وَشَيخُ شَيخِي وَاَنَا عَلٰی مِنهَا
جِهِم وَطَرِيقِهِم اَمضِي وَالمُضِيُّ عَلٰی
طَرِيقِهِم طَرِيقَتِي وَسُنَّتِي وَهٰذَا المُجَازُ
لَيسَ مِنَ المُرشِدِ خَلِيفَتِي وَلَيسَ
مِن وَلَدِي الَّذِي وُلِدَ مِن سِرِّي
وَبَرَزَ مِن ضَرِّي فَافهَمُوا وَاغتَنِمُوا
اَيُّهَا الاِخوَانُ فَمِنَ الَّذِينَ اَشَرتُهُم
بِالاِشَارَةِ الَّتِي سَبَقَت بِذَيلِ
الكَلَامِ عَلَاءُ الدِّينِ گوالیری وَابنُهٗ
رُكنُ الدِّينِ اَبُو الفَتحِ الگوالیری
وَخُوَاند میر بن شَیخِ الاِسلَامِ
الاَیرجی وَاِسحَاقُ بنُ مُحَمَّدِ الجهاری

ایضاً۔ اما بعد۔ میں اس زمانہ کو دیکھتا ہوں کہ
اسمیں رغبت سست ہو گئی ہے اور طلب معدوم
ہے لہذا ایک شخص کو میں اجازت بطور وکالت
و نیابت دیتا ہوں۔ مگر پہلے یہ دیکھ لیتا ہوں کہ
اسمیں صلاحیت اور زہد کس قدر ہے اہل
دنیا کے پاس آنا جانا ترک کر چکا ہے یا نہیں
اسکے بعد اجازت دیتا ہوں کہ توبہ کے طلبگار
کیطرف ہاتھ پھیلائے تاکہ توبہ کرنے کا دروازہ
بند نہ ہو جائے اور طریقہ انابت کج مج اور
ناپسندیدہ نہ سمجھا جائے۔ اب وہ زمانہ قریب
آگیا ہے کہ توبہ کا دروازہ بند کر دیا جائے گا۔ یہ
وہ طریقہ ہے جس پر میرے شیخ اور میرے شیخ کے
شیخ کا عمل درآمد رہا ہے اور میں بھی انھیں حضرات
کے طریقہ اور نقش قدم پر چلتا ہوں اور ان
حضرات کے قدم بقدم چلنا ہی میرا طریقہ ہے
اور یہی میری عادت و روش ہے اور جسکو
میں نے اجازت دی ہے[5] اور وہ میرے اس طریقہ
پر نہ چلے تو وہ مجھسے ہدایت یافتہ نہ سمجھا جائے
وہ میرا خلیفہ نہیں ہے اور نہ وہ میرا ایسا بچہ
کہا جائیگا جو میرے سر باطن سے پیدا ہوا ہو اور
میرے پستان سے پرورش پا کر ظاہر ہوا ہو۔ اے

[5] بعض خلافت ناموں میں حضرت بندہ نواز یہ بھی لکھا کرتے تھے

وَاَخُوْهُ سُلَیْمَانُ بْنُ مُحَمَّدِ الْجِهتَرِی
وَابْنُ اُبْنَتِی کَلِمَۃُ اللّٰہِ بْنُ سَالَارِ
اللَّاهُوْرِیُّ وَاَبُوالْمَعَالِی مُحَمَّدُ بْنُ اَحْمَدَ
الْمُغْرِبِیُّ وَسِرَاجُ الدِّیْنِ ابْنُ شَهْرِیَارَ
الْقَیْسِیُّ وَبَهَاءُ الدِّیْنِ ابْنُ شَهْرِ اللّٰہِ
لَاهُوْرِیُّ وَسَیْفُ الدِّیْنِ لَکْهنَوِیُّ وَ
حَمِیْدُ الدِّیْنِ اَجْهُو دَهِیُّ وَعَلَمُ الدِّیْنِ
بْنُ شَرَفِ الدِّیْنِ مِنْ اَقَارِبِ قَاضِیْ
شَاہ دَوْلَہ اَجْهُو دَهِیُّ وَالْخِرْقَۃُ
وَالسَّجَّادَۃُ وَالْخَاتَمُ الَّذِیْ بِیَدِیْ کُلُّ
ذٰلِکَ مَبْذُوْلَۃٌ وَمَمْلُوْکَۃٌ لِمُحَمَّدِ
نِ الْاَصْغَرِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ شَرِیْعَۃً
وَطَرِیْقَۃً وَحَقِیْقَۃً وَسَهْوًا مِنَ
الْغَفْلَۃِ طَرَأَتْ عَلَیْہِ الْمُسَمَّاۃُ
بِالْجُنُوْنِ وَکُلُّ مَنْ هُوَ یُجِیْزُہٗ
مِنْ جِهَۃٍ فَهُوَ مُجَازٌ مِنْ جِهَتِیْ وَاِنْ
قَالَ اَحَدٌ مِنَ النَّاسِ اِنِّیْ قَرِیْبٌ
مِنْہُ بَلْ اَقْرَبُ مِنْ کُلِّ اَحَدٍ
فَاَنَا اَحَقُّ بِہٖ فَلَیْسَ بِشَیْءٍ مِنِّیْ مَنْ
لَازَمَ الْبَابَ وَحَفِظَ الْاٰدَابَ وَ
مَضٰی عَلَیْہِ زَمَانًا مِنْ عُمُرِہٖ فَهُوَ
اَیْضًا مِنْ مُجَازِیْ وَمُرِیْدِیْ فَاَمَّا
اَحْمَدُ بْنُ الْعَزِیْزِ الدَّبِیْرُ فَمِنَ الَّذِیْنَ

بجا لائو اسکو سمجھو اور غنیمت جانو جن لوگوں کی طرف
میں نے اشارہ کیا اور سلسلہ کلام میں جنکا ذکر
گذر چکا انھیں میں سے علاء الدین گوالیری اور
انکے بیٹے رکن الدین ابو الفتح گوالیری اور خواند میر
بن شیخ الاسلام اُچھی اور اسحاق بن محمد جھبتری
اور انکے بھائی سلیمان بن محمد جھبتری اور میرا
نواسہ کلمۃ اللہ بن سالار لاہوری۔ ابو المعانی
بن احمد مغربی۔ سراج الدین بن شہریار قیسی
بہاء الدین بن شہر اللہ لاہوری سیف الدین
لکھنوی حمید الدین اجودھنی اور علم الدین
بن شرف الدین رشتہ دار قاضی شاہ دولہ
اجودھنی ہیں۔ خرقہ۔ سجادہ اور انگشتری جو میرے
ہاتھ میں ہے یہ سب چیزیں ہبہ و ملک
محمد اصغر رضی اللہ عنہ ہیں۔ از روئے دین کے
اور از روئے شریعت و طریقت و حقیقت
کل انکی ملک ہیں، اسکے اوپر سہو طاری ہے جسکو
لوگ جنون کہتے ہیں اور کل جسکو محمد اصغر اجازت
دیدیں میری طرف سے مجاز سمجھے جائیں۔ اگر
کوئی یہ کہے کہ اسکے مقابلہ میں میں عزیز قریب یا
قریب ترین ہوں ان چیزوں کا مستحق میں ہوں تو

لہ ایک قصبہ ہے جو اسوقت ستلج پتور کے نام سے مشہور ہے
لہ ایک قصبہ کا نام ہے

فَاَذْوَا مَاکَثُرَ الْاَشْیَاءِ الَّتِیْ اَشَرْنَا مِنْ اَوَّلِ الْکِتَابِ اِلٰی اٰخِرِہٖ فَھُوَ وَلَدِیَ الَّذِیْ وُلِدَ مِنْ سِرِّیْ فَعَلَیْہِ اَنْ یُّرْشِدَ الْمُسْتَرْشِدِیْنَ کَمَا اَرْشَدْتُہٗ فَاِنْ لَّمْ یَفْعَلْ فَاَنَا غَیْرُ رَاضٍ مِّنْہُ وَاللّٰہُ تَعَالٰی سَاخِطٌ عَلَیْہِ وَالنَّبِیُّ مُعْرِضٌ عَنْہُ وَعُثْمَانُ بْنُ جَعْفَرٍ رَجُلٌ مِّسْکِیْنٌ ضَعِیْفُ الْحَالِ غَیْرُ قَوِیِّ الْبَالِ فَاِنْ جَآءَہٗ تَائِبٌ یُّرِیْدُ اَنْ یَّتُوْبَ عِنْدَہٗ فَلَا یَمْنَعْہُ وَیَبْسُطِ الْیَدَ لَہٗ وَیُلْبِسُ الْخِرْقَۃَ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الشَّاھِدُ عَلٰی مَاکَتَبْتُ وَاَشَرْتُ اِنْ کَانَ فِیْہِ شَیْءٌ مِّنْ وُّجُوْدِیْ وَوُجُوْدِ نَفْسِیْ فَاَنَا بَرِیٌّ مِّنْہُ وَاَنْتَ غَفَّارُ الذُّنُوْبِ وَسَتَّارُ الْعُیُوْبِ فَاعْفُ عَنِّیْ وَاغْفِرْلِیْ وَوَفِّقْنِیْ عَلٰی اَحْسَنِ الْاَحْوَالِ وَاَجَلِّ الْاَقْوَالِ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ وَاَنْتَ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ٭

اسکا یہ دعویٰ میرے نزدیک کوئی چیز نہین ہے جو اس بارے مین میری نصیحت پر عمل کرے آداب کی نگہداشت رکھے اور اسکی پابندی کرے تو وہ بھی میرا مرید اور مجاز ہے اور احمد بن عزیز دبیر یہ ان لوگون مین ہین جنکی طرف مین نے کتاب کی ابتدا اور انتہا تک اشارہ کیا ہے اور ان اشیار پر وہ فائز ہین وہ میرے بچے اور باطنی اولاد ہین انپر واجب ہے مسترشدین کی رہنمائی کرین اسلیے کہ مین نے انکی رہنمائی کی ہے اور اگر وہ نہ کرین گے تو مین اونسے راضی نہونگا اللہ تعالےٰ انپر غضبناک ہوگا۔ حضور اقدس نبی صلعم منہ پھیرلین گے نیز عثمان بن جعفر ایک مرد مسکین کمزور حال شخص ہے اسکا دل قوی نہین ہے اگر کوئی طالب اسکے پاس آئے اور توبہ کرنا چاہے تو اسکو انکار نہ کرنا چاہیے اپنا ہاتھ بڑہانا چاہیے اور اسکو خرقہ پہنانا چاہیے اے میرے اللہ تو شاہد ہے اسپر جو مین نے لکھا اور جسکی طرف مین نے اشارہ کیا ہے اگر اسمین میرا یا میرے نفس کا کچھ دخل ہو تو اس سے بری ہون اور تو غفار الذنوب ہے اور ستار العیوب ہے مجھکو معاف فرما۔ اور مجھکو بہترین افعال اور بزرگ اقوال کی توفیق دے تو غفور، رحیم کریم اور حلیم ہے۔ برحمتک یا ارحم الراحمین والحمد للہ رب العالمین۔

باب ششم

در ذکر اولاد حضرت مخدوم رضی الله عنه و
فضائل و شمائل ایشان رضی الله عنه
بدانکه حضرت مخدوم رضی الله عنه را
دو پسر بودند یکے بزرگ زبدۂ اصحاب
شریعت قدوۂ ارباب طریقت و حقیقت
مرشد ثقلین تاج الدولة سید حسین
رضی الله عنه المعروف بہ سید محمد اکبر
طاب ثراه و حسن مثواه و فضایل ایشان
بیشتر از آنست که در کتاب آید چنین گویند
بعد تولد از ایشان طائفۂ ابدالان بہ تهنیت
آمدند میوه از تیهۂ بنی اسرائیل آوردند
از درختے که آنرا درخت تجلی میگویند
آنجا ازین جنس چند درخت معدودست
اول مخدوم زاده بزرگ را ازان بار
سوده گھٹی ذقه دادند چنانکه مردمان خرما می
دهند و مخدوم زادۂ خورد را نیز همین داده
بودند هر دو مخدوم زاده دانشمند و اهل
بودند در جمیع علوم معقول و منقول پیش
اساتذۂ دهلی چنانکه خدمت قاضی
عبد المقتدر رضی الله عنه و مخدوم مولانا

باب چھٹوان

حضرت مخدوم رضی کی اولاد اور انکے فضائل اور خصایل کا ذکر
حضرت کے دو لڑکے تھے بڑے خلاصہ اصحاب شریعت
پیشوائے ارباب طریقت و حقیقت تاج الدولہ
والدین سید حسین رضی الله عنہ معروف بہ سید
محمد اکبر طاب ثراہ و حسن مثواہ انکے فضائل احاطہ
تحریر سے باہر ہین لوگ کہتے ہین کہ جب وہ پیدا
ہوئے تو ابدالون کی جماعت مبارکبا دینے کیلئے
آئی اور بنی اسرائیل کے میدان سرگردانی سے
ایک درخت کا میوہ لائے تھے جسکو درخت تجلی
کہتے ہین - وہان اس قسم کے چند گنتی کے درخت
ہین سب سے پہلے مخدوم زادے کو پانی مین گھسکر
گھٹی مین کر دیا - اسی طرح چھوٹے مخدوم
زادہ کو بھی یہ پھل دیا تھا - دونوں صاحبزادے
عالم اور اہل تھے - تمام علوم معقول و منقول ان
اساتذہ دہلی سے پڑھے تھے جیسے قاضی عبد المقتدر
مولنا خواجگی نحوی - مولانا محمد بغرا مولنا
نصیر الدین قاسم اور سلوک و تلقینات و
ارشادات حضرت مخدوم رض سے حاصل کی تھین
بڑے مخدوم زادے سے ابتدائے حال مین
خواجہ خضر سے ملاقات ہوئی تھی خواجہ خضر نے کہا کہ

خواجگی نحوی و مولانا محمد بغرا و مولانا
نصیر الدین قاسم و علوم سلوک و تلقینات
و ارشادات حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ
گرفتہ بودند مخدوم زادۂ بزرگ را در ابتدا ر
حال با خواجہ خضر علیہ السلام ملاقات
شد خواجہ فرمودند بخواہ ہر چہ میخواہی مخدوم
زادہ بزرگ گفتند مقصود من از ان جنس
نیست کہ از شما خواستہ شود گاہی در
زیارت حضرت شیخ الاسلام شیخ قطب الدین
رضی اللہ عنہ رفتہ بودند با روح حضرت شیخ
ملاقات شد تمام شب با ایشان یکجا
بودند۔ روزے در ہوائے سرما با خدمت
مولانا علاء الدین گوالیری و مولانا
بہاء الدین امام یکجا بودند و آتش افروختہ
بودند فرمودند ما را از مقصود ہیچ حجاب
نیست ہر وقتی کہ بخواہیم مقصود را بہ بینیم
و اگر استوار نمی دارید شما را بنمائیم ایشان
گفتند بنمائید در حال سوی ایشان اشارت
کردند کہ بہ بینید خدمت مولانا علاء الدین
فرمودند آنچہ مقصود بود دران دیدم حضرت
مخدوم کرامت میفرمودند اگر محمد اکبر پسر من نمی
بودی من ابریق کشی او میکردم و میفرمودند
ہیچ مریدے از پیر بہتر نشدہ است مگر دو نفر

مانگو کیا مانگتے ہو مخدوم زادے نے جواب دیا میرا
مطلوب ایسا نہین جو آپ سے مانگا جائے۔
ایکبار شیخ الاسلام شیخ قطب الدین کی زیارت
کو تشریف لے گئے تھے، حضرت شیخ کی روح
پر فتوح سے ملاقات ہوئی، تمام رات آپکے ساتھ
ایک جگہ رہے۔ ایکدن جاڑے کے موسم مین مولانا
علاء الدین گوالیری۔ مولانا بہاء الدین کے ساتھ
آپ یکجا تھے آگ جلائی تھی۔ صاحبزادہ صاحب
نے ارشاد فرمایا۔ مجھکو مقصود سے کچھ حجاب نہین
رہ گیا ہے جسوقت چاہتا ہون مقصود کو دیکھ لیتا
ہون۔ اگر تم لوگوں کو یقین نہ ہو تو دکھا دون ان
حضرات نے عرض کیا دکھائیے، اسی وقت آپ نے
ان لوگون کی طرف اشارہ کیا کہ لو دیکھو حضرت
مولانا علاء الدین نے کہا کہ جو کچھ مقصود تھا اسکو
اسی وقت مین نے دیکھا۔
حضرت مخدومؒ ارشاد فرماتے تھے کہ اگر محمد اکبر
میرا لڑکا نہ ہوتا تو مین اسکے لئے لوٹے مین پانی
بھر کر لاتا اور فرماتے تھے کہ کوئی مرید پیر سے بہتر
نہین ہوا مگر دو شخص ایک حضرت قطب الدین
حضرت مخدوم معین الدین سنجری سے اور دوسرے
محمد اکبر مجھسے۔ جب مولانا ابو الفتح گلبرگہ مین حاضر
ہوئے تو مخدوم زادہ بزرگ کے مرقد منور کی زیارت
کے لئے حضرت مخدوم سے گذارش کی حضرت

یکے خدمت شیخ قطب الدین از شیخ معین الدین
رضی اللہ عنہما دوم محمد اکبر از من چون خدمت
مولٰنا ابوالفتح بجہت پابوس حضرت
مخدوم در کلبرگہ آمدند۔ التماس رفتن زیارت
مخدوم زادہ بزرگ کردند حضرت مخدوم فرمودند
تو اورا شناختہ ایشاں گفتند بندہ را
این مقام کجاست کہ ایشانرا بشناسد فرمودند
از من بشنو آنروز کہ آں توت فروش بچہ
یعنی شیخو مردود کہ پیش ازین خدمت میکرد
آخر راندہ شد براے محمد اکبر سحر کردہ چند محل
اورا دفن کردہ بود دیدن او رفتم گفتم ترا چہ
زحمت است چوں سخت مزاحم شدم
گفت فلان سحر کردہ است و در فلان
محل و فلاں جا دفن کردہ ست نفراں
فرستادم آنجا عین بیرون آوردند دیگر
فرمودند آخرین ماہ رمضان کہ بعد آن نقل
کردہ است جلابے ہر شب میخوردی من
گفتم چرا بخوری این ترا مضر است۔
گفت حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا
فرمودند من درین ماہ رمضان ہر شب بر تو
خواہم بود ہرچہ میدانی بخور ترا مضرت نخواہد
بردو دیگر فرمودند یکے روز بمن گفت مرا فراشی
خطیرۂ قدس میدہند و این مقامی ست

مخدوم نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم نے انھیں پہچانا
بھی ہے۔ عرض کیا کہ غلام کو یہ مقام کب حاصل ہو
کہ انکو پہچانے، ارشاد ہوا تو سنو جس دن توت
فروش کے بچے شیخو مردود نے جو اس سے پہلے
خدمت گاری کرتا تھا اور آخر راندہ درگاہ ہوا
محمد اکبر پر سحر کیا اس سحر کو چند مقامات پر دفن
کیا تھا۔ مین محمد اکبر کو دیکھنے گیا۔ مین نے پوچھا
تمکو کیا بیماری ہے۔ جب بہت اصرار کیا تو کہا کہ
فلاں نے سحر کیا ہے اور فلاں جگہ اسکو دفن کردیا
ہے۔ مین نے چند آدمی بھیجے خاص اسی جگہ سے
لوگ نکال کر لاے۔ حضرت مخدومؒ ارشاد فرماتے
تھے اس رمضان کے آخر مین جسکے بعد محمد اکبر نے
انتقال کیا ہے وہ ہر رات کو جلاب کھایا کرتے
تھے مین نے کہا کیون کھاتے ہو یہ تمہارے لئے
مضر ہے تو کہنے لگے کہ حضرت بی بی فاطمہ فرماتی ہین
کہ مین اس رمضان کے مہینہ مین ہر رات
تمہارے پاس رہونگی جو کچھ جی چاہے کھاؤ کوئی
مضرت نہ کرے گا ایک مرتبہ اور حضرت
مخدوم ارشاد فرماتے تھے کہ ایکدن مجھسے محمد اکبر
کہنے لگے کہ مجھکو خطیرہ قدس کی فراشی کا منصب
عطا کررہے ہین۔ خطیرہ قدس عرش کے نیچے
ایک مقام ہے۔ حضرت امیرالمومنین علی کرم اللہ
وجہہ بھی وہان کے عہدہ دار ہین اور حضرت

زیر عرش امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ
ہمانجا عہدہ دارند در خدمت شیخ فریدالدین
ہم آنجا اند گفتیم زنہار قبول نکنی آنگاہ مرا
خراب کنی بر روی گفت قبول کنم بل کردم
فرمودند من ہمان روز دانستم کہ این را نخواہند
گذاشت روز چہارشنبہ پانزدہم ماہ ربیع
الآخر سنہ ۸۱۲ھ اثنا عشر وثمان مایہ ازین
جہان دران جہان رحلت فرمودند ایشان را
حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ غسل دادند۔
می فرمودند من دو کس را غسل دادم یکے
حضرت خواجہ خود شیخ نصیر الدین رضی اللہ
عنہ بحکم وصیت ایشان دوم محمد اکبر را روزے
مولانا ابوالفتح پیش حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ
گذرانیدہ کہ من امشب مخدوم زادہ بزرگ
را در واقعہ دیدم ایشان مرا چنین ذکر تلقین
کردند حضرت مخدوم فرمودند عجب لطفے کہ
او را بر توست تحقیق ہمچنان است من
ان ذکر جز او دیگر کسی را تلقین نکردہ بودم
حضرت مخدوم ہر چہارشنبہ بزیارت
ایشان می رفتند و کندوری آنجا خرچ
میکردند مقام علاحدہ طریق جماعت خانہ ساخت
کنانیدہ بودند پیش قبر ایشان سر بر زمین
می آوردند و روش می داشتند

شیخ فریدالدین گنجشکر بھی ہان ہین مین نے محمد اکبر سے
کہا کہ ہرگز ہرگز قبول نہ کرنا۔ اگر تم نے قبول کرلیا
تو مجھکو خراب و برباد کرڈالوگے اس نے فوراً جواب
دیا کہ مین نے قبول کرتا ہون بلکہ قبول کرلیا۔ مین
اسی دن سمجھ گیا کہ اب وہ دنیا مین زیادہ دن نہ
رہین گے۔ چنانچہ چہارشنبہ پندرہوین جمادی
الثانی سنہ ۸۱۲ھ کو اس دنیا سے اس دنیا مین رحلت
فرماگئے۔ انکو حضرت مخدوم نے غسل دیا۔ ارشاد
فرماتے ہین کہ مین نے دو آدمیوں کو غسل دیا ہے
ایک بحسب وصیت اپنے پیر مرشد حضرت شیخ
نصیرالدین محمود کو دوسرے محمد اکبر کو۔ ایک
دن مولانا ابوالفتح نے حضرت مخدوم کی خدمت
مین گذارش کی کہ مین نے رات حضرت مخدوم
زادہ بزرگ کو عالم واقعہ مین دیکھا کہ مجھکو یہ
ذکر تلقین فرمایا ہے۔ حضرت مخدوم نے ارشاد
فرمایا تیرا ان کی عجیب مہربانی ہے۔ اس ذکر کو
مین نے انکے سوا کسیکو تلقین نہین کیا تھا۔
حضرت مخدوم ہر چہارشنبہ کو انکی زیارت کے
لئے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ اور وہین دسترخوان
بچھوا کر کھانا کھلواتے تھے اور ذرا الگ ایک جگہ جماعت
خانہ کی طرح ایک مقام تیار کرایا تھا۔ انکی قبر
کے سامنے حضرت مخدوم زمین پر سر جھکا کر نذر
دیا کرتے۔ جسکو مجاور اٹھا لیا کرتے تھے اور فرمایا

مجاور را در ابر گرفتند و میفرمودند محمد اکبر
مستحق این است اگر من بغیر استحقاق میکنم
خود فردا ر قیامت چنگ ہمہ عارفان و
دامن من کتابہا بسیار تصنیف کردہ بودند
بدین تفصیل معارف عربی در علم نحو شرح
ملتقط کہ حضرت مخدوم در تفسیر نوشتہ اند شرح
آن عقیدہ پارسی رسالہ اباحت سماع رسالہ
اباحت پوشیدن کفش در مسجد مقامات
صوفیان عربی تصریف مالکی شرح سوانح
شرح مسألہ رسالہ فارسی در علم صرف ملفوظ حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ دو نسخہ یکے در دہلی و دوم
در گجرات و مخدوم زادہ بزرگ را کار خیر
در خانۂ ملک چھجو نبیسۂ حاتم خاں برادر سلطان
علاء الدین خلجی شدہ بود۔ ایشانرا یک پسر است
مخدوم زادہ میاں شاہ سیف اللہ و برائے
ایشاں عجوزہ مخدوم زادہ خرد کار خیر شدہ ست
و یک دختر بود برائے میاں کلمۃ اللہ کار خیر
شدہ بود۔ پسر دوم شیخ اعظم مقتدا و مکرم
محبوب اہل کتب و صحف جمال ملت
والدین سید یوسف المعروف۔ سید محمد اصغر
طارب ثراہ و حسن مثواہ فضایل ایشاں
از حیز تحریر و معرض تقریر متجاوز است
ہفت سالہ بودند، میگفتند بعضی صوفیاں

کرتے تھے کہ محمد اکبر ان باتوں کا مستحق ہے۔ اگر مین
بلا استحقاق یہ کرتا ہوں تو کل قیامت کے دن میرا
دامن اور تمام عرفا کا ہاتھ۔ مخدوم زادہ بزرگ نے
بہت سی کتابیں تصنیف کی تھین جنکی تفصیل یہ ہے
معارف عربی نحو مین ملتقط عقیدہ فارسی زبان
مین۔ رسالہ اباحت سماع۔ مسجد مین جوتا پہنے
کی اباحت مین ایک رسالہ۔ مقامات صوفیان عربی
زبان مین۔ تصریف مالکی۔ شرح سوانح۔ رسالہ
مسئلہ فارسی زبان۔ رسالہ علم صرف۔ ملفوظات
حضرت مخدومؒ دو نسخے ہین۔ ایک دہلی مین
لکھا تھا دوسرا گجرات مین۔ بڑے صاحبزادے
کا عقد حاتم خاں برادر سلطان علاء الدین خلجی کے
نواسہ ملک چھجو کے گھر مین ہوا تھا۔ آپ کے صاحبزادہ
میان سیف اللہ کا عقد نکاح مخدوم زادہ خرد کی لڑکی
سے ہوا۔ آپ کے ایک لڑکی بھی تھی جسکا نکاح
میان کلمۃ اللہ سے ہوا تھا۔

دوسرے مخدوم زادہ شیخ اعظم مقتدائے مکرم
محبوب اہل کتب صحف جمال الملۃ والدین سید
یوسف المعروف بہ سید محمد اصغر طاب ثراہ و حسن
مثواہ انکے فضائل تحریر و تقریر سے متجاوز ہین۔ سات

فارسی مین لفظ عجوزہ غالباً بجائے صبیہ لکھا ہے معلوم نہین کاتب
کی غلطی ہے یا اوس زمانہ کا محاورہ ہے ۔ ۲.

بیگویند ما خدا را می بینیم حضرت مخدوم
رضی اللہ عنہ خدای تبارک و تعالی
را بمن نمائید ہم ازان وقت در سلوک
شدند کشوفات و تجلیات جلالی و جمالی
نصیب ایشان شد و حقیقت اشیاء
کما ہی اشارت بران است برایشان
کشف شد روزے مولانا ابوالفتح
برایشان عرضہ داشت کہ والد این بندہ
یعنی مولانا علاء الدین گوالیری قدس
سرہ در نظر حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ بودند
مخدوم زادۂ بزرگ بندگی مخدوم برایشان لطف
و شفقت میفرمودند برین بندہ اگر مخدوم زادہ
خورد لطف کند و ازاں اسرار کہ از حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ نصیب شدہ چیزے
نصیب کنند مخدوم زادۂ خورد فرمودند مولانا
شیخ یعنی حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ در
باب شما تقصیر نمی کنند ہماں کافی است
مولانا ابوالفتح عرضہ داشت کرد فرمودند امروز
در جماعتخانہ باشید با تو چیزے خواہم گفت
بعد از نماز عصر از درون خانہ بیرون آمدند
پیش درگہ استادہ شدند فرمودند مولانا
ابوالفتح خدمت مولانا ابوالفتح شتاب رفتند
مخدوم زادۂ خورد فرمودند درون بیائید برابر

برس کی عمر مین حضرت مخدوم سے فرمایا کرتے
تھے کہ بعض صوفیہ کہتے ہین کہ ہم خدا کو دیکھا کرتے
ہین ہمکو دکھا دیجئے۔ اسی عمر سے آپ سلوک مین
مشغول ہوگئے اور کشوفات جلالیہ وجمالیہ آپ کو
حاصل ہوئین اور تمام اشیا کی حقیقت کما حقہ
آپ پر ظاہر ہوگئی۔

ایکدن مولانا ابوالفتح نے گذارش کی کہ اس
غلام کے والد مولانا علاء الدین گوالیری قدس
سرہ حضرت مخدوم کے منظور نظر تھے۔

اور بندگی مخدوم کے بڑے صاحبزادے بھی
ان پر عنایت فرماتے تھے، اگر اس غلام پر چھوٹے
مخدومزادے شفقت فرمائین اوران اسرار سے
جو حضرت مخدوم رض نے ارشاد فرمایا۔ تھوڑا سا مجھے
بھی حصہ عطا فرمائین تو عین بندہ نوازی ہو حضرت
مخدومزادہ خورد نے ارشاد فرمایا مولانا صاحب
حضرت شیخ یعنی بندگی مخدوم رض آپ کے حق مین
کمی نہین فرماتے ہین یہی کافی ہے۔ مولانا ابوالفتح
نے پھر گذارش کی۔ ارشاد فرمایا کہ آج تم جماعت
خانہ مین رہنا تم سے کچھ کہونگا۔ بعد نماز عصر گھر
سے باہر تشریف لائے اور درگاہ کے سامنے
کھڑے ہوکر مولانا ابوالفتح کو آواز دی۔ مولانا
فوراً حاضر ہوئے۔ فرمایا اندر آؤ۔ ساتھ لئے ہوئے
کوٹھے پر جاکر چھجہ پر بیٹھ گئے اور وہ ذکر جس سے

خود کردہ بالاے بام رفتند در حجرہ نشستند
بعدہ ایشاں را ذکرے بجہت کشف حقیقت
ہر شے تلقین کردند خدمت مولانا ابوالفتح از اں
اسرارہا بسیار دیدند خدمت مخدوم زادہ
میاں ید اللہ طال عمرہٗ میفرمودند گاہ گاہے
در مقام مشغولی مخدوم زادہ خورد میرفتم ناگاہ
آں مقام مملو بذات ایشاں میدیدم باز
ناگاہ ایشانرا ہمانجا نشستہ میدیدم
یکباری خدمت مخدوم زادہ خورد بالائے بام
مشغول بودند ناگاہ مخدوم زادہ میاں یمین الرحمٰن
بالا بام رفتند و برعادت خردگان چیزے
بازی میکردند و آواز بلند برداشتند خدمت
مخدوم زادہ خورد را تفرقہ شد فی الحال میاں
یمین الرحمٰن را برگرفتند و از بالاے بام
بر زمین زدند در صحن خانہ شور شد خلق خانہ
دویدند ۔ میاں یمین الرحمن را برداشتند
اصلا جاے زخم نرسیدہ جراحتے نشدہ
از صحبت خلق بکلی تنفر داشتند بیشتر در خلوت
می بودند بر اسپ و پالکی سوار نمی شدند در
مسجد جامع پیادہ میرفتند و دست بکسے نمیدادند
و بیشتر وقت در طرف نمازگہ و حوض تنہا
می رفتند مشغول می شدند و دو نفر یار بودند از
پیوستگان حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ

ہر شے کی حقیقت کا کشف ہوتا ہے۔ تلقین فرمایا
مولانا ابوالفتح نے اس سے بہتیرے اسرار دیکھے۔
حضرت مخدوم زادہ میاں ید اللہ طال عمرہ فرماتے
تھے کہ کبھی کبھی مین مخدوم زادہ خورد کی مشغولی
کی جگہ مین چلا جایا کرتا تھا۔ کبھی اس جگہ کو آپ
کی ذات سے بھرا ہوا دیکھتا تھا۔ اور پھر آپ کو
اسی جگہ بیٹھا ہوا بھی دیکھتا تھا۔ ایک مرتبہ چھوٹے
مخدوم زادہ مشغول بحق تھے کہ اتفاقاً مخدوم زادہ
میاں یمین الرحمٰن کوٹھے پر چلے گئے اور عام لڑکوں
کی طرح کھیل مین بلند آواز سے بولنے لگے جس
سے حضرت مخدوم زادہ کی مشغولیت مین خلل
پڑا اور آپ نے میاں یمین الرحمٰن کو کوٹھے سے
نیچے پھینکدیا۔ گھر مین شور ہو گیا۔ لوگ دوڑے
میاں یمین الرحمٰن کو اٹھایا نہ کہین چوٹ تھی نہ
زخم۔ صحبت خلق سے قطعی نفرت تھی۔ خلوت
مین رہا کرتے تھے۔ گھوڑے پالکی پر سوار نہ ہوتے
تھے۔ جامع مسجد پیادہ پا جاتے تھے۔ بیعت کے
لئے اپنا ہاتھ کسی کے ہاتھ مین نہین دیتے تھے۔
اکثر اوقات نماز پڑھنے کی جگہ اور حوض کیطرف تنہا
جاتے اور مشغول رہتے۔ دو آدمی آپ کے یار
تھے۔ جو حضرت مخدوم کے مرید اور خوش گلو تھے
وہ پیچھے پیچھے چلتے اور دور بیٹھے رہتے تھے۔ کبھی کبھی
مخدوم زادہ خرد انکو بلاتے اور اسنے سرود اور

خوش الحان بودند عقب شده می رفتند ودو
می نشستند گاه گاہے مخدوم زادہ خورد ایشانرا
می طلبیدند و از ایشان سرودی و غزلی
می شنیدند باز می رفتند و مشغول می شدند
و ایشان را برابر گرفته باز می گشتند۔ مخدوم
زادہ خورد را کار خیر در خانہ علاء الدین سید اصل
دھلی شده بود ایشان را ہفت پسر بودند۔
پسر بزرگ مخدوم زادہ مقبول حضرت
اللہ میاں ید اللہ طال عمرہٗ بعد از ان میاں
یمین الرحمن و میاں یمین اللہ و میاں اللہ و
میاں باللہ و میاں من اللہ و میاں صبغت اللہ
الغرض برای میاں ید اللہ دختر میاں سالار
کار خیر شده بود و برای میاں یمین الرحمن دختر
قاضی راجا و میاں یمین اللہ و میاں باللہ رحمت
حق پیوسته بودند حق تعالی باقی ماندگانرا
عمر دراز دہد و مخدوم زادہ خرد اعنی محمد اصغر را
یک دختر بود که برای مخدوم زادہ میاں صفیر اللہ
ولد محمد اکبر را کار خیر شده بود خدمت مخدوم زادہ
میاں ید اللہ را ہم از خوردگی آثار قبولیت
و نجابت ظاہر بود ہم از آں حضرت مخدوم رضی اللہ
عنہ ایشاں را گاہ گاہ قبولا می گفتند در انکہ
خدمت مخدوم بی بی را مرض موت شد حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ میاں ید اللہ را فرمودند

اور غزل سنتے تھے۔ سماع کے بعد پھر آپ چلے جاتے
اور مشغول بحق ہو جاتے اور پھر جب لوٹتے تو
ان لوگوں کو ہمراہ لئے واپس تشریف لاتے
حضرت مخدوم زادہ خرد کی شادی سید علاء الدین
کے یہاں ہوئی تھی جو دہلی کے جلیل القدر سادات
میں تھے، آپ کی سات لڑکیاں ہوئیں بڑے
مخدوم زادہ مقبول[1] حضرت اللہ میاں ید اللہ طال
عمرہ تھے ان کے بعد میاں یمین الرحمن پھر میاں
یمین اللہ۔ میاں للہ میاں باللہ میاں
من اللہ میاں صبغۃ اللہ رضی اللہ عنہم۔
الغرض میاں ید اللہ سے میاں سالار کی لڑکی بیاہی
گئی تھی میاں یمین الرحمن سے قاضی راجا کی
لڑکی میاں یمین اللہ و میاں باللہ وصال فر
فرما گئے۔ حق تعالیٰ باقی صاحبزادوں کی عمر
دراز فرمائے۔
مخدوم زادہ خرد میاں محمد صغر کے ایک لڑکی تھی تھیں
جو مخدوم زادہ میاں صفیر اللہ ولد محمد اکبر کے
نکاح میں آئیں۔ حضرت مخدوم زادہ میاں ید اللہ
میں لڑکپن ہی سے آثار قبولیت و نجابت و
شرافت ظاہر تھے، اسی وجہ سے حضرت

[1] انکا لقب حضرت قبول اللہ حسینی تھا اور حضرت بندہ
نواز گیسو دراز کے بعد آپ ہی خلیفہ و صاحب سجادہ ہوئے۔

یداللہ برو مشغول شو و دریاب کہ عاقبت مرض ایشان چیست۔ میاں یداللہ عرضہ داشتند ایشان را بیشتر حیات نیست بعد چند روز ممات یافتند حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ در خلوت میاں یداللہ را اذکار و مراقبات تلقین میکردند و می گفتند این را بکسے نگوے بعدہ میاں یداللہ عرضہ داشتند کہ بمولانا ابوالفتح بگویم یا نہ فرمودند او را بگوئی پدر تو و محمد اکبر پدر او حسینی مولانا علاء الدین گوالیری محبت بسیار داشتند۔ ہیچ از وے پوشیدند تو ہم از وے ہیچ مپوش ہم ازاں خدمت میاں یداللہ و خدمت مولانا ابوالفتح بالائے بام مقام قاضی سراج الدین بیشتر یکجا مشغول بودند و یکبارگی خدمت مولانا ابوالفتح بر مخدوم زادہ خورد نشستہ بودند حضرت مخدوم فرمودند مولانا ابوالفتح با یداللہ یکجا مشغول باشی یداللہ اگرچہ خورد ست از ما ست بعدہ این بیت خواندند ؎

بچہ بط اگرچہ دینہ بود
آب دریا بسش تا بسینہ بود

حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ را سہ دختر

مخدوم کبھی کبھی قبولاً[1] ارشاد فرمایا کرتے جس وقت مخدوم بی بی کو مرض موت لاحق ہوا تو حضرت مخدوم نے ارشاد فرمایا۔ میاں یداللہ جاؤ اور مشغول بحق ہو اور معلوم کرو کہ انکے مرض کا کیا انجام ہوگا۔ میاں یداللہ نے عرض کیا کہ انکی حیات زیادہ نہیں ہے چنانچہ تھوڑے دن کے بعد انکا انتقال ہوگیا۔ حضرت مخدوم میاں یداللہ کو خلوت میں اذکار۔ مراقبات کی تلقین فرمایا کرتے اور ارشاد فرماتے کہ اسکو کسی سے نہ بتانا میاں یداللہ نے گذارش کی کہ مولانا ابوالفتح سے کہوں یا نہ کہوں حضرت نے ارشاد فرمایا انسے کہدینا تمہارے باپ اور محمد اکبر انکے باپ مولانا علاء الدین گوالیری سے بہت محبت کرتے تھے اور انسے کچھ بھی نہ چھپاتے تھے۔ تم بھی انسے نہ چھپاؤ۔ اسی الفت کیوجہ سے میاں یداللہ اور حضرت مولانا ابوالفتح اکثر دونوں قاضی سراج الدین کے جائے قیام پر یکجا مشغول بحق رہا کرتے تھے

---

[1] حضرت بندگی میاں سید یداللہ حسینی کے ملفوظات میں درج ہے کہ حضرت بندہ نواز نے اپنی تمام اولاد کو بارگاہ حضرت جل وعلیٰ میں پیش فرمایا وہاں سے شرف قبولیت میاں یداللہ حسینی کو بخشا گیا اسلئے آپکا عرف قبول اللہ قرار پایا۔ اسی وجہ

[2] بی بی فاطمہ ستی۔ بی بی بتول۔ بی بی امۃ الدین

بودند دختر بزرگ بی بی فاطمہ عرف ستی بی بی
بحوالہ میاں ابن الرسول پسر میانگی سید
چندن برادر حضرت مخدوم رضی اللہ عنہما
بخدمت سید چندن را چہار پسر بودند و
دو دختر۔ پسر بزرگ سید احمد و ایشان را
یک پسر بود سید اصغر نام دوم پسر سید
ابن الرسول و ایشان را از دختر حضرت مخدوم
رضی اللہ عنہ یک پسر بود میاں مثال اللہ
کار خیر ایشاں در خانہ نصیر خاں شدہ بود بعد
چند روز ہر دو نقل کردند۔ فرزندے بنت
چہار دختر بود یکے در خانہ سید زین العابدین
و یکے در خانہ سید عبد الحلیم و یکے در خانہ
سید فضل اللہ و یکے در خانۂ قرابت سید
رسول سید علی را دو پسر بودند یکے یوسف
دوم سید جلال ولد شاہ علی برج العاشق
ولدہ شاہ فضل اللہ داماد بی بی فاطمہ بنت
حضرت مخدوم ولدہ شاہ محمود نبسۂ بی بی
فاطمہ و شاہ محمود داماد شاہ یداللہ نام
زن شاہ محمود بی بی منۃ اللہ بنت بی بی حجۃ
ہمشیرۂ شاہ کلمۃ اللہ بن بی بی بتول بنت
حضرت مخدوم و سیوم پسر سید
چندن سید پیر رسول نام داشتہ و چہارم
پسر سید پیر رسول نام داشتہ و چہارم

ایکمرتبہ حضرت مولانا ابو الفتح و مخدوم زادہ خرد
بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت مخدوم نے ارشاد فرمایا
مولانا ابو الفتح یداللہ کے ساتھ ایک ہی جگہ مشغول
رہا کرو۔ یداللہ اگرچہ عمر مین تم سے چھوٹے ہین
مگر میرے ہین اسکے بعد آپ نے یہ شعر پڑھا ؎

بچہ بط اگرچہ دینہ بود
آب دریاش تا بسینہ بود

حضرت مخدوم کے تین لڑکیاں تھین بڑی
صاحبزادی بی بی فاطمہ عرف ستی بی بی میان
ابن الرسول منجھلے صاحبزادہ سید چندن
برادر مخدوم کے نکاح مین تھین۔ حضرت سید
چندن کے چار صاحبزادے اور دو صاحبزادیان
تھین۔ سب سے بڑی سے صاحبزادہ سید
ابن الرسول تھے۔ آپ کے حضرت مخدوم کی
صاحبزادی سے ایک لڑکا ہوا جسکا نام میان
مثال اللہ تھا۔ جسکی شادی نصیر خان کے
گھر مین ہوئی تھی۔ تھوڑے دن کے بعد دونون
انتقال کر گئے۔ اور اون سے کوئی لڑکا نہیں ہے
صرف چار صاحبزادیان۔ ایک سید زین العابدین

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۷
سے حضرت بندہ نواز پیار مین آپکو قبولا کہا کرتے
تھے ۱۲

پسر سید بعض رسول یکدختر سید جیندن
بنت رسول نام درخانۂ سید جیون حق بود
ازان دو پسر بودند سید کبیر الدین و سید
فخر الدین و ایشان در دہلی اند دوم دختر سید
جیندن تاخاتون نام داشت درخانہ بود و دختر
میانگی حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ بی بی بتول را
بحوالہ سید سالار بود و ایشانرا دو پسر بودند
میان کلمۃ اللہ و کارخیر ایشان درخانۂ مخدوم
زادۂ بزرگ شدہ بود۔ و میاں روح اللہ
کہ ایشانرا از سلطان احمد خطاب دولتخان
شدہ بود و این ہر دو برادر فرزندان
نہ اند و میاں سالار را سہ دختران بودند یکے
بحوالہ شمس الدین و یکے بحوالہ میاں عبد اللہ
پسر سید ابو المعالی خسر بودہ حضرت مخدوم
رضی اللہ عنہ و درخانۂ میاں عبد اللہ پسر
شدہ بود۔ درانکہ تولد آں پسر می شد
خیلے تعلق سبب درد زہ بود۔ حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ یعنے یارانرا فرمودند
بروید مشغول شوید دریابید کہ عاقبت کار این
چیست از انجملہ شیخ نبیسنا ابو الفتح ہم بودند
ایشان رفتند مشغول شدند آخر شب
در واقعہ کسے بر ایشان گفت کہ درخانۂ
میاں عبد اللہ پسر تولد شد ایشان در

گھر میں دوسری سید عبد الحلیم کے گھر میں تیسری
سید فضل اللہ کے گھر میں چوتھی سید رسول کے
فرا ہمند کے گھر میں بیاہی گئیں سید علی کے دو
لڑکے تھے ایک سید یوسف دوسرے سید جلال
اونکے صاحبزادہ شاہ علی برج العاشق اونکے صاحبزادہ
شاہ فضل اللہ داماد بی بی فاطمہ بنت حضرت
مخدومؓ اونکے صاحبزادہ یعنی حضرت مخدوم کی
صاحبزادی کے نواسہ شاہ محمود یعنی صاحب شاہ
محمود میاں بیر اللہ کے دادا تھے ان کی زوجہ
مطہرہ کا اسم گرامی نعمۃ اللہ بنت بی بی حجۃ ہمشیرہ
شاہ کلمۃ الدین بی بی بتول بنت حضرت مخدومؓ
تیسرے لڑکے سید جیندن کا پیر رسول نام تھا۔
چوتھے کا سید بعض رسول۔ ایک لڑکی سید جیندن
کی بنت رسول نامی سید جیون حق کے گھر میں
بیاہی تھیں ان سے دو لڑکے سید کبیر الدین اور
سید فخر الدین ہوئے۔ یہ لوگ دہلی میں ہیں۔
دوسری لڑکی سید جیندن کی تاخاتون نامی گھر میں
تھیں منجھلی صاحبزادی حضرت مخدومؓ کی بی بی بتول
سید سالار کے نکاح میں تھیں انکے دو لڑکے تھے
ایک میاں کلمۃ اللہ جن کی شادی صاحبزادہ بزرگ
کے گھر میں ہوئی تھی، دوسرے میاں روح اللہ انہیں
سلطان احمد بہمنی کی طرف سے دولتخاں کا خطاب ملا تھا
یہ دونوں بھائی لاولد تھے میاں سالار کے تین

حال آمدند پیش حضرت مخدوم گذرانیدند
و بر میاں عبداللہ گفتند الغرض کیفیت
تمام گفتند۔ ہماں کہ نفرے از درون
دویدہ آمد گفت پسر زادند ہمہ خوش
شدند۔ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ
برایشاں مرحمت بسیار کردند ویکے در حبالۂ
مخدوم زادہ میاں یداللہ۔ دختر سیوم حضرت
مخدوم بی بی امۃ الدین بحوالہ میاں بعض رسول
پسر سید جنیدن بودند و از ایشاں یک دختر
بود رضی اللہ تعالے عنہا۔

لڑکیاں تھیں۔ ایک لڑکی میاں شمس الدین سے اور ایک
لڑکی میاں عبداللہ پسر سید ابو المعالی سے بیاہی
گئی۔ سید ابو المعالی حضرت مخدومؓ کے سالے تھے
میاں عبداللہ کے گھر میں لڑکا ہوا تھا اسکی ولادت
میں شدید درد زہ ہوا جس سے بہت ہی تعلق خاطر پیدا
ہوگیا تھا۔ حضرت مخدوم نے بعض مریدین سے ارشاد
فرمایا کہ جاکر مشغول بحق ہوں اور اس ولادت کا
انجام دریافت کریں ان مریدین میں مولنٰا
ابو الفتح بھی تھے، سب لوگ جاکر مشغول بحق ہوئے
آخر شب میں کسی نے مولانا ابو الفتح سے عالم واقعہ
میں کہا کہ میاں عبداللہ کے گھر میں لڑکا پیدا ہوا۔
وہ اسی وقت حاضر خدمت ہوے اور حضرت مخدوم سے
کل واقعہ بیان کیا عالم واقعہ کی ساری کیفیت میاں
عبداللہ سے بھی بیان کی اوسی وقت ایک آدمی
دروازہ سے دوڑا ہوا آیا اور لڑکا پیدا ہونے کی
اطلاع دی سب لوگ خوش ہوے حضرت مخدوم نے
مولانا ابو الفتح پر بہت شفقت و مہربانی فرمائی میاں
سالار کی ایک لڑکی حضرت مخدوم زادہ میاں یداللہ سے
بیاہی گئی تھی۔ حضرت مخدوم کی تیسری صاحبزادی
بی بی امۃ الدین میاں بعض رسول پسر سید جنیدن
کے نکاح میں آئیں اونکے بطن سے صرف ایک لڑکی
تھی رضی اللہ عنہا۔

شجرہ

ناظرین کی آسانی کے لئے تفصیل قرابت حضرت بندہ نوازؒ مندرجہ متن سے تیار کرکے اس مقام پر شجرہ کی شکل میں درج کیا جاتا ہے۔

حضرت سید یوسف رحمۃ اللہ علیہ

- حضرت سید چندن
  - (۱) سید احمد
    - سید اصغر
  - (۲) سید ابن رسول زوجہ بی بی فاطمہ
    - (۱) دختر زوجہ شاہ فضل اللہ
    - (۲) میاں فضل اللہ زوجہ دختر نصیر خان
      - (۱) دختر زوجہ زین العابدین
      - (۲) دختر زوجہ سید عبد الحلیم
      - (۳) دختر زوجہ سید فضل اللہ
      - (۴) دختر سید رسول کے خاندان میں بیاہی گئیں
  - (۳) سید پیر رسول
  - (۴) سید بعض رسول
  - (۵) بنت رسول زوجہ سید جیون حق
    - سید کبیر الدین
    - سید فخر الدین
  - (۶) تاج خاتون

- سید علی
  - (۱) سید یوسف
  - (۲) سید جلال
    - شاہ علی برہان العاشق
      - شاہ فضل اللہ

- حضرت سید محمد گیسو دراز بندہ نوازؒ
  - (۱) سید محمد اکبر زوجہ دختر ملک بہجو نبیسہ حاتم خاں برادر سلطان علاء الدین خلجی
    - میاں سیف اللہ زوجہ دختر سید محمد اصغر
    - دختر زوجہا میاں کلمۃ اللہ
  - (۲) سید محمد اصغر زوجہ دختر سید علاء الدین دہلوی
    - (۱) میاں ید اللہ زوجہ دختر میاں سالار
    - (۲) میاں حبیب الرحمن زوجہ دختر قاضی رابعہ
    - (۳) میاں یمین الدین
    - (۴) میاں للّٰہ
    - (۵) میاں بااللہ
    - (۶) میاں من اللہ
    - (۷) میاں صبغۃ اللہ
    - (۸) دختر زوجہ میاں سیف اللہ
  - (۳) بی بی فاطمہ عرف ستی بی بی زوجہا میاں ابن الرسول
  - (۴) بی بی بتول زوجہا سید سالار
    - (۱) میاں کلمۃ اللہ
    - (۲) میاں روح اللہ
    - (۳) دختر زوجہا میاں شمس الدین
    - (۴) دختر زوجہا میاں عبد اللہ پسر ابوالمعالی
    - (۵) دختر زوجہا میاں ید اللہ
  - (۵) بی بی امۃ اللہ زوجہ سید بعض رسول
    - دختر

باب هفتم

در ذکر خلفاء حضرت مخدوم رضی الله عنه از فرزندان وغیرہم آوردہ اند که اوّل خلافت شیخ علاؤ الدین گوالیری یافت دانشمند ذو فنون بودند تحصیل علوم ظاهر بر حضرت قاضی عبد المقتدر و شیخزاده و شهاب الدین علی کرده بودند و تحصیل علوم باطن بر حضرت مخدوم رضی الله عنه در ابتدا احوال در مجلس سلطان محمد داشتند و تولیت و فتوی قصبه گوالیر خیلها نه ایشان بسیار بود کاتب این سیر محمدی برابر حضرت مخدوم رضی الله عنه در گوالیر آمده بود همه را دیده و قضا و احتساب هم در خانهٔ ایشان بود دستگاه دنیاوی بیشتر داشتند چون بحضرت مخدوم پیوستند وجه و عهده ترک داده فقر اختیار کردند و متوکل شدند بیشتر گوالیر و جبا نذیر در کوهها و خرابه ها مشغول می بودند صوم دوام داشتند دوگان چهارگان طے میکردند در آخرین ماه رمضان که بعد ازان رحلت فرمودند در تمام ماه سه افطار کرده بودند پیش از نقل چهارده ماه خبر کرده بودند که نقل من در فلان وقت خواهد بود، پنجگان ششگان ماه نان خورش

باب ساتوان

حضرت مخدوم کے خلفاء صاحبزادے وغیرہ کے بیان مین۔

لوگ کہتے ہین کہ سب سے پہلے خلیفہ مولانا علاؤ الدین گوالیری تھے جو عالم اور متعدد علوم و فنون سے واقف تھے علم ظاہری کی تحصیل آپ نے مولانا عبد المقتدر سے شیخ زادہ شہاب الدین علی سے کی تھی اور علم باطن کی تحصیل حضرت مخدوم رضی الله عنه سے کی۔ ابتدا مین سلطان محمد کو پڑھاتے تھے۔ تولیت فتویٰ نویسی قصبہ گوالیر کی انکے تعلق تھی۔ انکا خاندان اور ساز و سامان بہت تھا۔ کاتب سیر محمدی حضرت مخدوم کے ہمرکاب گوالیر گیا تھا اور ان سب کو وہین دیکھا تھا۔ عہدہ قضا احتساب بھی انہین کے گھر مین تھا دنیاوی ثروت بہت زائد تھی۔ جب حضرت مخدوم کے مرید ہوئے تو وجہ معاش و عہدے سب ترک کرکے فقر و درویشی اختیار کرلی۔ متوکل ہوگئے مدت تک گوالیر۔ جبا نذیر اور پہاڑون اور ویرانون مین مشغول رہتے۔ ہمیشہ روزے سے رہتے، دو دو دن اور چار چار دن طے کے روزے رکھتے تھے۔ آخر مہینہ رمضان مین جس کے بعد وصال کیا پورے مہینہ رمضان مین صرف تین دن افطار کیا تھا۔ انتقال سے چودہ مہینے

ہمی خوردند۔ استغراق باحق کلی داشتند
ایشاں را کشف القبور و کشف ارواح و
ملاقات با مردمان غیب بود بسیار خارق
عادت از ایشاں ظاہر بود در آخر شعبان
سنہ ۸۰۱ھ احدی و ثمانمایۃ حضرت مخدوم رضی
اللہ عنہ ایشاں را خلافت دادند چوں گوالیر را
کافران گرفتند با فرزندان در کالپی آمدند
سکونت گرفتند و ہمانجا در آخر محرم
سنہ ۸۲۴ھ اربع و عشرین ثمانمایۃ بحضرت حق
پیوستہ قدس اللہ سرہٗ و در وقت وداع
ایشان حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ ایشانرا
فرمودہ بودند کہ قاضی نور الدین اجہودھنی و
مولٰنا معین الدین توہانی را من اجازت
کردہ ام و خلافت دادہ از جہت من مثال
برائے ایشان بنویس بفرستی و ایشان
ہر دو مردمان دانشمند و مشغول و صاحب
حال بودند بعد ازان شیخ صدر الدین
خوندمیر خلافت یافتند سکونت ایشان در
قصبۂ ایرچہ پور بود۔ پدر و جد ایشان شیخ الاسلام
ایرچہ بودند بسیار دیہات در وجہ خود
و در وجہ لنگر داشتند و در قصبہ مذکور ایشان
را اعتبار تمام بود۔ اوایل سنہ ۸۱۰ھ عشر و
ثمانمایۃ بتقبیل پابوس حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ

پہلے خبر کردی تھی کہ فلان وقت میرا انتقال
ہوگا۔ پانچ پانچ مہینے چھ چھ مہینے سالن نہین کھاتے
تھے اللہ تعالے کے ساتھ استغراق کلی رکھتے تھے
آپ کو کشف قبور کشف ارواح غیبی لوگوں سے
ملاقات کثرت سے حاصل تھی۔ خوارق عادات
کرامات آپ سے بہت ظاہر ہوتی تھین آخر شعبان
کے مہینے سنہ ۸۰۱ھ مین حضرت مخدوم نے آپ کو
خلافت عطا فرمائی۔ جب گوالیر کو کافروں نے
لیلیا تو کالپی چلے آئے وہاں سکونت اختیار کرلی
وہین آخر محرم سنہ ۸۲۴ھ مین رحلت فرمائی قدس اللہ
سرہٗ۔ انکو جب حضرت مخدومؓ نے رخصت فرمایا
تو ارشاد فرمایا تھا کہ قاضی نور الدین اجہودہنی
مولانا معین الدین توہانی کو مین نے اجازت دی
ہے اور اس کے ساتھ خلافت بھی دی ہے اُنکے
لئے فرمان خلافت لکھدو اور بھیجدو یہ دونون
صاحب عالم مشغول صاحب حال تھے۔
اسکے بعد شیخ صدر الدین خوندمیر نے خلافت
پائی ان کی سکونت قصبہ ایرچہ پور مین تھی انکے
والد دادا ایرچہ کے شیخ الاسلام تھے۔ بہت
سے دیہات اپنی معاش مین اور لنگر کے خرچ کے
لئے رکھتے تھے۔ قصبہ مذکور مین ان کے خاندان
کا اعتبار اعزاز بہت تھا۔ سنہ ۸۱۰ھ کے اول مین
گلبرگہ حضرت مخدومؓ کی پابوسی کے لئے تشریف

درگلبرگہ آمدند چند گاہ در نظر حضرت مخدوم بودند
و تربیت برگرفتند و تلقین ذکر و مراقبہ
شدند و در وقت وداع حضرت مخدوم
رضی اللہ عنہ ایشانرا خلافت دادند بعد ازان
خدمت قاضی اسحاق محمد خلافت یافتند دانشمند
بودند و سبق میگفتند و فتوی قصبہ چھیترہ
داشتند پدر وجد ایشان نیز مفتی بودند
خیلخانۂ ایشانہم بسیار بود ہمہ اہل علم و فضل
بودند در آخر سنہ عشر و ثمانمائۃ بر حضرت
مخدوم در گلبرگہ رفتند خیلی تربیت و ارشاد
گرفتند و نیکو مشغول شدند وقت
وداع حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ ایشانرا
خلافت دادند بعد ازان قاضی سلیمان محمد
برادر قاضی اسحاق خلافت یافتند و ایشان
نیز اہلیت تمام داشتند و بیشتر در کوہہا
و صحرایہا مشغول می بودند بعدہٗ خدمت
قاضی اسحاق قصد گلبرگہ کردند چند گہ
آنجا در نظر حضرت مخدوم بودند تلقینات
یافتند و در وقت وداع حضرت مخدوم
رضی اللہ عنہ ایشانرا نیز خلافت دادند بعد
ازان خدمت قاضی علیم الدین بن شرف
از اقارب قاضی شاد اجھو دہنی خلافت یافتند
او مردی اہل علم و صلاح بود چند گاہ

لائے تھے۔ چند دنوں حضرت مخدومؒ کی حضوری
مین حاضر رہے اور تربیت حاصل کی۔ ذکر مراقبہ
مین مشغول رہتے۔ رخصت کے وقت حضرت مخدومؒ
نے خلافت سے سرفراز فرمایا۔ اس کے بعد حضرت
قاضی اسحاق محمد نے خلافت پائی یہ عالم تھے اور
سبق پڑھایا کرتے تھے اور فتوی نویسی قصبہ چھیترہ
کی کیا کرتے تھے۔ ان کے دادا بھی مفتی تھے۔ انکا
گھرانا بھی بہت بڑا تھا اور سب اہل علم و فضل ہوئے
ہین۔ آخر سنہ ۸۱۰ھ مین حضرت مخدومؒ کے پاس
گلبرگہ تشریف لے گئے اور بہت کچھ تربیت و ارشاد
حاصل کیا اور اچھی طرح سے مشغول بحق ہو گئے
حضرت مخدومؒ نے رخصت کرتے وقت انکو خلافت
عطا فرمائی۔ اسکے بعد قاضی محمد سلیمان۔ قاضی اسحاق
کے بھائی نے خلافت پائی۔ ان کے بھی بہت اہلیت
تھی اور زیادہ تر پہاڑوں اور ویرانوں مین
مشغول بحق رہتے تھے۔ اس کے بعد قاضی اسحاق
نے گلبرگہ آنے کا قصد و ارادہ کیا۔ چند مہینے حضرت
مخدوم کی خدمت مین پیش نظر فیض اثر رہے تلقینات
حاصل کین رخصت کے وقت ان کو بھی حضرت
مخدوم نے خلافت عطا فرمائی۔ اسکے بعد قاضی
علیم الدین بن شرف نے جو قاضی شاد اجھو دہنی کے
عزیز قریب تھے۔ خلافت پائی۔ وہ صاحب علم اور
بڑی صلاحیت کے آدمی تھے۔ حضرت مخدوم رضی اللہ

صحبت و تربیت حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ
و مخدومزادگان بود و تلقین و ارشاد گرفتہ
بود وقت وداع در سنہ ۸۱۱ احد و عشر و ثمانمائہ
حضرت مخدوم رضی اللہ او را خلافت دادند
بعد ازان خدمت مخدومزادہ بزرگ یعنی
محمد اکبر رضی اللہ عنہ در آخر سنہ ۸۱۱ احدی
عشر و ثمانمائہ خلافت و نہالچہ خود دادند و
مقابلہ خود در جماعت خانہ بر نہالچہ نشاندند و
ہمہ یاران را فرمودند بر ایشان روش
برید چنانچہ پیش من آرید ہمچنان پیش او بیارید
یاران ہمچنان کردند بعد این قصہ موازنہ
ہفت ماہ ازین سرائے فانی بدان سرائے
باقی رحلت فرمودند بعد ازان خدمت سید
ابو المعالی خلافت یافتند خسر پورہ حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ و خادم بودند دانشمند
و مشغول و تارک دنیا بودند بعد ازان خدمت
خواجہ احمد دبیر خلافت یافتند در ابتدا ر حال
عہدہ دبیری سلطان فیروز بادشاہ گلبرگہ
داشتند و جہ او استقامت میان حشم
بود چون سنہ ۸۰۶ ست و ثمانمائہ شیخ علاء الدین
گوالیری برائے پابوس حضرت مخدوم
رضی اللہ عنہ در گلبرگہ آمدند پیش حضرت
مخدوم فصوص آغاز کردند و دانشمندانیکہ

تعالےٰ عنہ اور مخدوم زادون کی خدمت مین کچھ عرصہ
تک رہی اور تلقین و ارشاد حاصل کی سنہ ۸۱۱ھ مین انھین
بھی حضرت مخدوم نے رخصت کرتے وقت خلافت
عطا فرمائی۔ اسکے بعد حضرت مخدومزادہ بڑے سید محمد
اکبر نے سنہ ۸۱۱ھ کے آخر مین خلافت پائی۔ حضرت
مخدوم نے خود اپنا نہالچہ عطا فرمایا اور جماعت خانہ
مین اپنے روبرو نہالچہ پر بٹھایا اور تمام مریدین جو
موجود تھے ان سے ارشاد فرمایا انکو اسطرح نذر
دو جیسے میرے سامنے لاتے ہو۔ سب نے حکم کی
تعمیل کی۔ اس قصہ کے بعد تقریباً سات مہینہ
گذرنے پر مخدوم زادۂ بزرگ نے وصال فرمایا
اس کے بعد سید ابو المعالی نے خلافت پائی۔ یہ
حضرت مخدوم کے سالے تھے اور خادم۔ عالم مشغول
تارک الدنیا تھے۔ اس کے بعد خواجہ احمد دبیر نے
خلافت پائی۔ ابتداء حال مین سلطان شاہ فیروز
بادشاہ گلبرگہ کی سلک ملازمت مین آپ منشی دبیر
تھے اور سررشتۂ فوج مین ملازم تھے۔ سنہ ۸۰۶ھ مین
جب مولانا شیخ علاء الدین گوالیری قدمبوسی مخدوم
کے لئے گلبرگہ حاضر ہوئے اور حضرت مخدوم کی خدمت
اقدس مین انھوں نے فصوص[1] پڑھنی شروع کی۔ تو
علماء نے جو سلطان شاہ فیروز کے ہر وقت ساتھ
رہتے تھے۔ بادشاہ سے یہ کہدیا کہ فصوص مین مصنف

[1] یعنی فصوص الحکم یہ محی الدین بن العربی کی کتاب کا نام ہے

ملازمت با سلطان فیروز داشتند بر
سلطان گفتند سخن نصوص مشیر محل منحرف
از شریعت است حضرت مخدوم در آنحل چہ
می گویند کس در مجلس ایشان برود حاوی
شود اینجا باید بگوید خواجہ احمد دبیر را
اختیار کردند خواجہ احمد دبیر عوارف بدست
گرفت پیش حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ
آمد التماس خواندن کرد حضرت مخدوم
فرمودند برو پیش محمد اکبر بخوان خواجہ احمد
گفت معنی ظاہر تر ہر کسے بندہ را معلوم
است فرمودند پس چہ حاجت است کہ
بخوانی باز گرد باز گشت پیش در نشستہ ماند
و از ہر کسے استفسار کردند باز بر حضرت مخدوم
کہ تواند گفت کہ سخن او رد کند ہمہ گفتند جز
خدمت شیخ علاء الدین دیگری نتواند گفت
خواجہ احمد شیرینی ستدہ بہر ملاقات خدمت
شیخ علاء الدین رفت ایشان پرسیدند
شما را ارادت کجاست ایشان گفتند بر
حضرت شیخ فرید الدین اجودہنی خدمت
شیخ علاء الدین گفتند سن شما اندک می نماید
با ایشان ملاقات از کجا دست داد خواجہ گفت
بندہ ربط قلب با حضرت شیخ دارد ہر وقتی
کہ می خواہد با ایشان در خواب ملاقات

نے بہت سی جگہ جادہ شریعت سے منحرف ہو کر قوال
لکھے ہین۔ دیکھیے حضرت مخدوم رضا اس جگہ ان اقوال
کو کیا فرماتے ہین کسیکو آپ کی مجلس مین جانا چاہیے
اور آپ کے بیانات کو سمجھکر آئے اور یہان بیان
کرے سب نے خواجہ احمد دبیر کو منتخب کیا۔ خواجہ دبیر نے
عوارف ہاتھ مین لی اور حضرت مخدوم کی خدمت
مین حاضر ہوئے اوس کتاب کے پڑھنے کی استدعا
کی حضرت مخدوم نے ارشاد فرمایا کہ جاؤ سید محمد اکبر سے
اسکو پڑھو (آپ حضرت مخدوم کے بڑے صاحبزادے
تھے) خواجہ احمد دبیر نے عرض کیا کہ اس کتاب کے
معنی ظاہری مجھکو معلوم ہین حضرت مخدوم نے ارشاد
فرمایا کہ پھر پڑھنے کی کیا ضرورت ہے واپس چلے
جاؤ۔ خواجہ احمد دبیر واپس ہوے اور چوکھٹ کے
پاس بیٹھ گئے اور ہر شخص سے یہی پوچھتے رہے کہ
وہ شخص کون ہے جس کی بات حضرت مخدوم کی
بارگاہ مین مقبول ہوتی ہے۔ سب نے کہا کہ مولانا
علاء الدین گوالیری ہین۔ انکے سوا کوئی کچھ نہین
کر سکتا ہے۔ خواجہ احمد دبیر نے شیرینی منگوائی اور
مولانا علاء الدین کی ملاقات کو گئے۔ مولانا
نے پوچھا کہ آپ کو کس سے بیعت ہے۔ خواجہ نے
کہا کہ حضرت شیخ فرید الدین اجودہنی شکر گنج سے
مولانا علاء الدین نے کہا کہ آپ کا سن تو کم معلوم
ہوتا ہے۔ آپ کو حضرت فرید الدین گنج شکر اجودہنی سے

پیشود خدمت شیخ علاءالدین فرمودند امشب
بروید مشغول شوید چون حضرت شیخ را در خواب
ببینید پیش ایشان عرضه داشت کنید که
بندہ فلان عرضه داشت کرده است
در کتابها طائفهٔ شما هم چنین ست
که بیعت خواب اعتبار ندارد اگر معتبر است
پس در کتابها چگونه نوشته اند که بیعت
خواب اعتبار ندارد و اگر معتبر نیست
پس مرا چرا ضایع می کنید خواجه احمد دبیر
رفت مشغول شد حضرت شیخ فریدالدین
مسعود را در خواب دید کیفیت تمام
عرضه داشت خدمت شیخ فرمودند مولانا
علاءالدین نیکو میگوید بیعت خواب
اعتبار ندارد بروید مولانا علاءالدین
مرید شو بامداد آن خواجه احمد دبیر
با پسران و روش بخدمت مولٰنا
علاءالدین آمد کیفیت شب تقریر کرد و
التماس بیعت ایشان کرد ایشان
گفتند خدمت شیخ مقتدا و این طائفه اند
روش این که ایشان بهتر دانند
مرید را در خانقاه پیر مرید گرفتن بے ادبی
باشد ایشان هرگز نه فرمایند که
... در جماعت خانه پیر خود مرید بگیرم

ملاقات کا موقع کیسے ملا۔ خواجہ نے کہا کہ بندہ کو ربط
قلبی حضرت کیساتھ ایسا ہے کہ جس وقت مین چاہتا
ہون خواب مین ملاقات ہوجاتی ہے۔ مولانا
علاءالدین نے کہا کہ جائیے اور آج کی رات
مشغول ہوجئے۔ جب حضرت کو خواب مین دیکھئے
تو ان سے گذارش کیجئے کہ فلان بندہ نے عرض کیا
ہے کہ آپ کے ہم مشرب لوگون کے کتابون
مین لکھا ہے کہ خواب مین بیعت کرنے کا کوئی
اعتبار نہین ہے۔ پس اگر یہ بیعت قابل اعتبار
ہے تو پھر کتابون مین ویسا کیون لکھدیا ہے
اور اگر معتبر نہین ہے تو پھر مجھکو کیون آپ برباد کرتے
ہین۔ خواجہ احمد دبیر اوٹھکر چلے گئے اور جاکر مشغول
ہوئے۔ جب حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر کو
خواب مین دیکھا تو سارا قصہ عرض کیا۔ حضرت
شیخ نے ارشاد فرمایا کہ مولانا علاءالدین نے
ٹھیک بات کہی ہے۔ خواب کی بیعت کا اعتبار
نہین ہے۔ جاؤ اور مولانا علاءالدین کے پاس
جاکر مرید ہوجاؤ۔ صبح کو خواجہ احمد دبیر مع اپنے
لڑکون کے علاءالدین کی خدمت مین نذر لیکر
حاضر ہوئے اور تمام خواب کا قصہ عرض کیا اور اپنے
مرید کرنے کی درخواست کی۔ مولٰنا علاءالدین
نے کہا کہ حضرت مخدوم اس جماعت کے پیشوا
ہین۔ اس کام کی روش وہ بہتر جانتے ہین۔

ایشان بدین معنی گفته اند که برو بر مولٰنا
علاء الدین مرید شو یعنی هر کجا که او بگوید خواجه
احمد گفتند من نمیدانم هرچه شما را مصلحت
افتد بکنید ایشان گفتند برا بر من بیائید
مرید حضرت مخدوم کنانم همچنان کردند بر
حضرت مخدوم آوردند بودند کنانیدند بعده
چندگاه در صحبت خدمت شیخ علاء الدین بودند
بفرمان حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ تربیت
از ایشان گرفتند بعده مدت مدید در نظر
حضرت مخدوم ماندند تلقینات گرفتند وجه و
استقامت ترک دادند مشغولی بکمال
داشتند در سنه ۸۱۵ خمس وعشر وثمانمائه
حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ ایشان را خلافت
دادند بعد از ان خدمت شیخ ابو الفتح بن علاء الدین
گوالیری خلافت یافتند دانشمند متبحر ذو فنون
صاحب تصانیف در علوم ظاهر و باطن تحصیل
علوم ظاهر بر پدر خود خدمت شیخ علاء الدین
کردند و بر خدمت مولٰنا احمد تھانیسری و
پسر برادر زادهٔ ایشان تحصیل علوم باطن و
مشغولیها در ابتداء بر پدر خود در انتها
بر حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ همیشه متوکل بودند
و در خانهائے ہیچ بادشاہے و ملوکے و غیر
آن رفتن و در مجلس حاضر شدن نبود و چون پدر

مرید کے لئے پیر کی خانقاہ مین کسی کو مرید کرنا بھی
بے ادبی مین داخل ہے۔ حضرت گنج شکرؒ ہرگز
یہ نہ فرمائین گے کہ مین پیر کے جماعتخانہ مین بیٹھکر
کسیکو مرید کرون۔ حضرت نے صرف یہ فرمایا ہے
کہ مولانا علاء الدین کے پاس جاؤ اور مرید ہوجاؤ۔ اس
کا یہ مطلب ہے کہ جہان مین کہون وہان مرید
ہوجائیے۔ خواجہ احمد بیر نے کہا کہ مین نہین جانتا
آپ کے نزدیک جو مصلحت ہو وہ کیجئے۔ مولانا
علاء الدین نے کہا کہ آپ میرے ساتھ آئے مین
آپ کو حضرت مخدوم کا مرید کرا دیتا ہون۔ چنانچہ
ایسا ہی کیا۔ خواجہ احمد کو حضرت مخدوم رضی اللہ
کی خدمت مین لائے اور حضرت کا مرید کرا دیا اسکے
بعد خواجہ صاحب مولانا علاء الدین کی خدمت مین
چند روز حاضر رہے اور حضرت مخدوم کے فرمان
کے بموجب مولانا سے تربیت حاصل کرتے رہے
بعدہ بہت زمانہ تک حضرت مخدوم کی خدمت
مین حاضر رہے اور تلقینات حاصل کین۔ نوکری
ترک کر دی اور بجد مشغول بحق رہتے تھے ۸۱۵ھ
مین حضرت مخدوم نے انکو خلافت عطا فرمائی۔ اسکے
بعد حضرت مولانا ابو الفتح بن مولانا علاء الدین گوالیری
نے خلافت پائی۔ یہ بڑے متبحر، عالم، ذوفنون
صاحب تصانیف علوم ظاہر و باطن تھے۔ علوم
ظاہری کی تحصیل اپنے والد بزرگوار یعنی مولٰنا

ایشان خدمت شیخ علاء الدین نقل میکردند ایشانرا خلافت و سجاده دادند در آخر محرم سنه ۸۱۴ اربع و عشر و ثمانمائة بعد نقل پدر خود قصد پابوس حضرت مخدوم رضی الله عنه کردند در گلبرگه آمدند خیلی تربیت از حضرت مخدوم رضی الله عنه گرفتند و تلقین اذکار و مراقبات بسیار یافتند و در وقت وداع پانزدهم ماه شعبان سنه ۸۱۸ ثمان عشر و ثمانمائة از حضرت مخدوم خلافت یافتند حضرت مخدوم رضی الله عنه جامها مرتب و نهالچه و نمکدان دادند تا سر کوچه رسانیدن آمدند. حضرت مخدوم خرج راه دادند قبول نه کردند به شیخ زاده جلال الدین تھانیسری فرمودند برو از سلطان و وزیران خرج بیار موازنه چهار هزار تنکه می آورد خدمت شیخ ابوالفتح او را مانع شدند گفتند من نخواهم ستد او به حضرت مخدوم رضی الله عنه گذرانیده فرمان شد نه باش که درویش را این مقدار استقلال باید باسے

ازان مولنا ابوالفتح برکات این محمدی حکایت میکرد در آن ایام خدمت ایشان تعلم میکردند موازنه هفده یا هژده ساله بودند خوابے دیده بودند که آفتاب

علاء الدین گوالیری سے، نیز مولانا احمد تھانیسری اور انکے بھتیجہ سے کی تھی۔ علوم باطنی ابتدا میں اپنے والد ماجد سے حاصل کیے تھے اور آخر میں حضرت مخدوم سے ہمیشہ متوکل رہے۔ کسی بادشاہ کے مکان پر نہ گئے اور نہ کسی مجلس ہی میں جاتے تھے۔ جب آپ کے والد ماجد مولانا علاء الدین کا وصال ہو گیا تو وقت انتقال انھوں نے خلافت و سجادہ انھیں عطا فرمایا اور باپ کی وفات کے بعد آخر محرم ۸۱۴ھ میں مولانا ابوالفتح نے حضرت مخدوم کی پابوسی کا قصد کیا گلبرگہ حاضر ہوئے اور پھر کچھ تربیت حضرت مخدوم سے حاصل کی اور بہت کچھ ذکروں، مراقبوں کو حاصل کیا اور رخصت کرنے کے وقت پندرہویں شعبان ۸۱۸ھ کو خلافت حضرت مخدوم نے عطا فرمائی۔ حضرت مخدوم نے پورا لباس ترتیب وار، نہالچہ، نمکدان۔ انکو مرحمت فرمایا اور گلی کے کنارے تک مشایعت فرماتے ہوئے خود تشریف لائے سفر خرچ عطا کیا مگر مولانا ابوالفتح نے سفر خرچ لینے سے انکار کیا۔ شیخزادہ جلال الدین تھانیسری سے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جاؤ اور بادشاہ کے وزیر سے انکا سفر خرچ لادو تقریباً چار ہزار تنکہ وہ جاکر لائے مولانا ابوالفتح نے انکو جانے سے روکا اور کہا کہ بادشاہ کے وزیر کا بھی سفر خرچ دیا ہوا میں نہ لونگا۔ حضرت مخدوم نے ارشاد فرمایا خبردار درویش کو اسقدر استقلال ضرور چاہیے

وماهتاب هر دو بر سر ایشان بر آمده اند و
ایشان در نور هر دو نیر اند این خواب بر
استادان خود تهانیسریان گفتند ایشان
تعبیر گفتند که شما را تربیت از دو بزرگوا
خواهد بود آخر همچنان شد که تربیت و
خلافت از حضرت مخدوم که مثل آفتاب
بودند و از پدر خود که بمنزله مهتاب بودند یافتند
بعد ازان خدمت مخدوم زاده میان کلمة الله
را اجازت کردند وایشان در ابتداء
حال در کار تیر و ترکش بودند آخر مشغول شدند
نظر لطف حضرت مخدوم رضی الله عنه بر ایشان
بسیار بود هر وقتی که برگ می خوردند پس
خورده ایشان را میدادند این جمله دوازده
نفر شدند بعد ازان چون آخر وقت
شد و رحلت ازین سرای فانی بدان
سرای باقی نزدیک شد و موعد وصال
محبوب نزدیک تر رسید۔ سیزده نفر دیگر
را خلافت دادند بدین تفصیل اول خدمت
مخدوم زاده خورد میان سید یوسف
المعروف ۔ سید محمد اصغر و بعد حضرت مخدوم
رضی الله عنه بر سجاده نشست بحکم حضرت
مخدوم کاتب این سیر محمدی نیز در آوان
جلوس سجادگی پابوس کرد و تبرک صحبت

مولانا ابوالفتح کے ایک مرید نے اس کاتب سیر
محمدی سے یہ حکایت بیان کی تھی کہ جس زمانہ
مین مولانا ابوالفتح پڑھتے تھے ان کی عمر سترہ یا
اٹھارہ برس کی ہوگی، آپ نے خواب دیکھا تھا کہ
سورج چاند دونوں آپ کے سر پر نکلے ہوئے
ہین اور آپ دونوں کی روشنی مین ہین، آپ نے
اس خواب کو اپنے تھانیسری استادوں سے بیان
کیا۔ انھون نے یہ تعبیر دی کہ آپ کی تعلیم و تربیت
دو بزرگوں سے ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ سے جو مثل آفتاب کے تھے
آپنے تربیت و خلافت حاصل کی اور اپنے والد ماجد
سے بھی جو مثل ماہتاب کے تھے تربیت و خلافت پائی
اسکے بعد مخدوم زادہ میان کلمۃ اللہ کو آپ نے
اجازت فرمائی۔ ابتداء سن مین تیر و ترکش کا آپکو
شوق تھا اور اسی مین وقت صرف ہوتا۔ آخر الامر
مشغولیت بحق نصیب ہوئی، نظر لطف، کیمیا اثر
حضرت مخدوم کی آپ پر بیحد تھی، ہر وقت جب
پان کھاتے تو منہ سے چبایا ہوا پان انکو مرحمت
فرماتے۔ یہ تمام خلفا بارہ عدد ہوئے اسکے بعد
جب آپکا آخر وقت ہوا یعنی اس دنیاے فانی سے
عالم جاودانی کیطرف تشریف لیجانے کا زمانہ قریب
آیا۔ اور محبوب سے وصال کا موعودہ وقت بہت
قریب پہونچ گیا تو آپ نے تیرہ آدمیوں کو اور خلافت

دویم خدمت مخدوم زاده میان ید الله
سیوم خدمت مخدوم زاده میان
سیف الله چهارم میان عبد الله پسر سید
ابو المعالی پنجم خدمت قاضی راجا
اول صدر جهان گلبرگه بودند و پیشتر
برادر و پدر ایشان نیز صدر جهانی
داشتند تارک شده بودند و عهده
گذاشتند مشغول باحق گشته اند
ششم خدمت شیخ زاده شهاب
الدین که دانشمند بودند و سبق می گفتند
و پدر ایشان نیز شیخ سلیمان شیخی
بزرگ در گلبرگه بود. نسبت خلافت
شیخ الاسلام زین الدین دولتا
بادی داشت. هفتم خدمت مولانا
بهاء الدین دهلوی از خیلخانه مولانا
ضیاء الدین سنامی بودند دانشمند
حضور مشغول بودند سالها حضرت
مخدوم را امامت کرده بودند هشتم
خدمت قاضی سراج الدین که سالها
حضرت مخدوم را خدمت کرده بودند. در
جماعتخانه سبق می گفتند نهم
قاضی سیف الدین از لکهنو بودند
از بزرگ زادگان مقام خیلخانه ایشان

عطا فرمائی جسکی تفصیل یہ ہے پہلے مخدوم زادہ حضرت
میاں یوسف المعروف بسید محمد اصغر حضرت
مخدوم کے وصال کے بعد بحکم حضرت مخدوم سجادہ
نشین ہوئے سید محمدی کا لکھنے والا بھی اس جلسہ
مین موجود تھا۔ قدم بوسی کی برکت حاصل کی تھی۔
دوسرے مخدوم زادہ میان ید اللہ تیسرے مخدوم زادہ
میان سیف اللہ [ف] چوتھے میان عبد اللہ بن سید
ابو المعالی۔ پانچوین قاضی راجا۔ آپ پہلے گلبرگہ
مین صدر جہان تھے (یہ اسوقت کا بادشاہی معزز
عہدہ تھا) آپ کے بھائی والد بھی صدر جہانی کے
عہدہ پر ممتاز تھے۔ آپ نوکری چھوڑ کر تارک
ہو گئے اور مشغول بحق ہوے چھٹے شیخ زادہ
شہاب الدین عالم تھے ہمیشہ پڑھایا کرتے آپ کے
والد شیخ سلیمان گلبرگہ مین بڑے بزرگ شیخ تھے
جنکو نسبت خلافت شیخ الاسلام زین الدین
دولت آبادی سے تھی۔ ساتوین مولانا بہاء الدین دہلوی
تھے جو مولانا ضیاء الدین سنامی کے خاندان سے
تھے، آپ عالم مجرد پرہیزگار مشغول بحق تھے کئی
برس تک آپنے امامت نماز حضرت مخدوم کی کی
ہی۔ آٹھوین قاضی سراج الدین تھے جنھوں نے
سالہا سال حضرت مخدوم کی خدمت گذاری کی
ہے اور جماعتخانہ مین سبق پڑھایا کرتے تھے۔ نوین
قاضی سیف الدین لکھنو کے رہنے والے تھے یہ

ف/ مرآۃ الاسرار مین حضرت میر سید اشرف جہانگیر سمنانی کے ایک مکتوب کے حوالہ سے میان صفی اللہ نام لکھا ہے

ہم علما و مشائخ بودند اہل علم و فضل و سماع
بودند و ہم ملک زادہ عز الدین یازدہم ملک
شہاب الدین ہر دو پسران ملک قطب الدین
حلکنی کہ ہر دو متعلم و صالح و مشغول بودند و در
ذکر و مراقبہ ذوقی تمام داشتند دوازدہم
شیخ حمید الدین اجہودہنی صوفی نیک مشغول
بودہ است سیزدہم ملک زادہ عثمان کہ اول
صاحب دستگاہ بود و جہہ استقامت دیوانی
بسیار داشت بعدہ تارک شد ہم در روضہ
مقام گرفت و سہ نفر دیگر بودند ایشان را
صریح اجازت نبود اما در حیات حضرت مخدوم
رضی اللہ عنہ مرید گرفتند و خدمت مخدوم
این را شنیدند ساکت شدند اما چہ
در حیات مخدوم رضی اللہ عنہ یکے سید سعد الدین
در دہلی مردی مشغول صاحب سماع بود
دوئم شیخ در حالت سکر جام محبت آشامیدہ
مہابت بودہ اما ہر دو را مواخذہ نکرد و دعا نیز
کرد و سکر مہابت چنانکہ عمر رضی اللہ عنہ
را در رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گرفتہ
میکشید و مانع می شد از نماز بر عبد اللہ
ابی کہ او از منافقان بود و سکر محبت چنانکہ
حق تعالیٰ در قصہ مہتر موسیٰ و ہارون علیہ السلام
میگوید و اخذ براس اخیہ یجرہ الیہ موسیٰ ہارون

وہاں کے بزرگ زادے تھے آپکا خاندان علما و مشائخ
کا خاندان تھا، جو سب اہل علم و فضل و سماع تھے.
دسوین ملک زادہ عز الدین اور گیارہوین ملک
شہاب الدین یہ دونوں ملک قطب الدین حلکنی کے
لڑکے تھے۔ یہ دونوں پڑھتے پڑھاتے تھے اور ذکر و
مراقبہ کے ساتھ پورا پورا ذوق رکھتے تھے۔ بارہوین شیخ
حمید الدین اجہودہنی، صوفی۔ نیک مشغول شخص تھے
تیرہوین ملک زادہ عثمان جو پہلے بہت خوشحال آدمی
تھے۔ دیوانی اور سررشتہ مین ملازم تھے اور بہت تنخواہ
تھی اسکے بعد یہ تارک ہوگئے، روضہ ہی مین مقیم بھی رہے
تین شخص اور تھے جنکو صریحی اجازت نہ تھی لیکن یہ
لوگ حضرت مخدوم کے زمانۂ حیات مین لوگون کو مرید
کرنے لگے آپ نے اس بات کو سنا اور سنکر خاموشی
اختیار فرمائی ان مین سے ایک شخص دہلی مین سید
سعد الدین نامی تھے۔ جو آدمی مشغول و صاحب
سماع تھے دوسرے شیخ ف مدہوشی کے
زمانہ مین محبت کا پیالہ پیا تھا۔ آدمی ہیبت ناک
تھے حضرت مخدوم نے اونپر کسی قسم کا مواخذہ
نہین فرمایا تھا۔ بلکہ اون کے لئے دعا فرمائی اور
مدہوشی ہیبتناکی اون مین اس قسم کی تھی۔ جیسی
حضرت عمر خلیفہ دوئم مین تھی کہ آپ نے حضرت

ف۔ یہان پر نام ایسا لکھا ہوا ہے کہ پڑھا نہین جاتا نواب
کلیان والے نسخہ مین بھی جگہ صاف ہے مترجم غفرلہ

را موسی سر گرفته بکشید و هارون می گفت
یا ابن ام لا تاخذ بلحیتی ولا براسی هیچ مسلمانرا
روا نباشد که کسے را بے گناه بگیرد و در حق
او فعلی کند که موسی به هارون کرد علی الخصوص
که پیغمبر مرسل را و ازین سبب بر موسی
هیچ عتاب نیامد که در حالت سکر محبت
بود و اصل این سخن از آنجاست که هر که ترک
اسباب بگیرد و کلی برزاق مشغول شود
رزق من حیث لا یحتسب بدو برسد

روزے تو باز نگردد ز در
کار حق کن غم روزی مخور

و هر که از ساکن غافل بود و بخالق ساکین
مشغول همه اس او را منقاد و فرمانبردار
گردد و هر که از اقسام خارج گردد و بقیام
مشغول خیر و شر عالم همه سبب منفعت
او گردد و هر که با وامر و نواهی بے شعور شود
و دران حالت حکم او اے امر نیز از وے
متاخر گردد تا آن هنگام که ازان استغراق
بخود باز آید الا آن مست که دوام داشته
چنین سکری در انبیا علیہ السلام جائز نباشد
و اگر اندکے ازین معنی در یشان پدید آمد موجب
استغفار گردد که او مکلف است بدعوت
و بیان احکام شرایع و این سکر مانع ست

رسول مقبول صلعم کی ردا مبارک پکڑ کر کھینچی اور
عبد اللہ ابی پر جو منافقون مین سے تھا - نماز جنازہ
پڑھنے سے روکا اور یہ فعل خلیفہ دوم کا محبت کے
نشہ مین تھا جیسا کہ حضرت موسیٰ حضرت ہارون
علیہما السلام مین اللہ تعالے ارشاد فرماتا ہے -
وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِیْهِ یَجُرُّهٗ اِلَیْهِ حضرت
موسیٰ نے اپنے بھائی کے بال پکڑ کر اپنی طرف
کھینچا حضرت ہارون کہتے ہیں - یَا ابْنَ اُمَّ
لَا تَاْخُذْ بِلِحْیَتِیْ وَلَا بِرَاْسِیْ - اے
میری ماں کے لڑکے (یعنی بھائی) میری ڈاڑھی
اور سر کے بال نہ پکڑ کر کھینچ - مسلمان کو ایسا زیبا
نہین ہے کہ کسی بے گناہ کو پیٹے ویسے ہی بلکہ
ایسا برتاو کرے جیسا حضرت موسیٰ نے حضرت
ہارون کے ساتھ کیا علیہما السلام - مگر کسی قسم
کا حضرت موسیٰ پر عتاب و سرزنش نہین ہوئی
اس لئے کہ یہ فعل حضرت موسیٰ کا محبت کے نشہ
مین تھا حقیقت مین محبت کی بیہوشی اور نشہ
ایسا ہوتا ہے جبکہ اسباب و آلات کو
بالکل ہی ترک کر دیا گیا ہو اور کلیتہً رزاق کی
طرف مشغولیت حاصل ہو اور اسی جگہ سے
اسکو رزق دیا جاتے کہ وہ اسکو اپنے احاطہ
فہم تک نہ لا سکے -

ونشاید کہ کسی از امت دران ذلت
بدیشان اقتدا کند لہذا چون موسیٰ با ہارون
در سکر محبت این فعل بکرد و بعد ازان
بمقام استغفار باز آمد گفت رب
اغفرلی ولاخی و سکر محبت بمنزلہ غفلت
وحیرت ست در مستی خمر و از خوردن شرب
مقصود نہ مستی است بلکہ مقصود انبساط
نشاط ذوق است و انبیا را انبساط و ذوق
بلکہ نشاط دائم حاصل ست و از مستی معصوم
اند کرامۃً من اللہ تعالےٰ و بعضی اولیا
محفوظ اند درین جہت درجہ ایشان بالاتر
از مرتبہ اہل سکر کہ اولیا در مقام متابعت
اند و انبیا در مسند اقتدا و امامت اند
پس این سکر بر شرا محبت بر ایشان
جائز است و ہرچہ درین انواع سکر
از اولیا در وجود آید آنرا انکار نباید کردن
و اقتدا و اقرار ہم نباید کردن و ہر وقت
کہ در علم کسے متوار شوی باید کہ عیبہا
او در نظر می نیاری اگر عیب او نظر کنی
از برکت علم و نعمت تعلیم او محروم مانی
و یقین بدانکہ نقش انبیا رہبر عبودیت
کفر است حضرت موسیٰ علیہ السلام چون
از غلبات سکر بیہوش آمد از نفسہ مفقود

۵ روزی تو باز نہ گردد ز در
کار خدا کن غم روزی مخور

تمہارے دروازہ سے روزی واپس نجائیگی
خدا کے کام مین مشغول رہو روزی کا غم نہ کرو
جو شخص مخلوق سے غافل اور مخلوق کے خدا کیساتھ
مشغول رہیگا تو تمام مخلوق خدا اوسکی فرمانبردار
و مطیع رہیگی اور جو شخص اقسام سے خارج و
علیحدہ ہوکر قسام کے ساتھ مشغول رہیگا تو تمام
عالم کی برائی بھلائی اوسکے منفعت کا سبب
بنیگی۔ جو کوئی اوامر و نواہی سے بے شعور ہو
جائیگا تو اس حالت مین حکم اوامر و نواہی اس
سے ساقط ہوجائینگے اسوقت تک کہ وہ اس
حالت میں استغراق سے اپنی خودی کی طرف
پھر لوٹ نہ آئے لیکن وہ مست اگر ہمیشہ ایسا ہی
رہیگا۔ تو ہمیشہ اس سے حکم ساقط رہیگا اس قسم کا نشہ
مدہوشی انبیا علیہ السلام کے حق مین جائز نہین ہے اگر
ذرا سی بھی اس قسم کی حالت نبی مین پیدا ہو تو وہ استغفار
کو واجب کرتی ہے کیونکہ انبیا تو مخلوق کی
دعوت کے مکلف ہین انکو احکام کا بیان اور
شرایع کی وضاحت کرنی چاہیے اور اس
قسم کا نشہ عبادت کا مانع ہوتا ہے۔ خدا نکرے
کہ کوئی امت والا اس قسم کی لغزش کرے
اور حضرت انبیا کی اس مدہوشی میں پیروی کرے

توبہ کرد و گفت سبحانک انی تبت
الیک وانا اول المومنین و شیخ
جنید قدس سرہ درین آیت کریمہ میفرماید
وما یتبعوا اکثرہم الا ظنا آنست کہ
جملہ واصلان می پندارند کہ رسیدند و
ایشان در محل انفصال کہ ابو یزید از ین
عالم بیرون رفت الا تر وعمہم و ابوبکر
واسطی میفرماید الا ظنا آنست کہ جملہ واصلان
می پندارند کہ رسیدند و ایشان
در محل انفصال اند۔ ہمین گمان کہ اینجا
حقیقت توحید است نہ اتصال و نہ
انفصال است و گفتہ اند ظن خواص نفسانی
است در طلب مراد خود گفتہ کہ نزول
واردات بحصول مواجید بر اندازہ حفظ
قلوب مشائخ و رعایت آداب سماع
است کہ واردات الٰہی بر سہ قسم است
یک قسم واردی آنست کہ کمتر ست
قوت بشری می آید و تغیر مزاج نکند
و لشکر سلطنت حواس برقرار ماند لیکن
اورا از تمیز معہود غائب کند قسم دوم
واردی آنست کہ چون نزول کند قوت
بشری طاقت آن ندارد و از آنچہ در وجود
آید بیخبر بود ۔۔۔

اسی لیے حضرت موسی سے جب یہ فعل ہارون کے
ساتھ ہوگیا اور حضرت موسیٰ جب اوس حالت سے
واپس ہوئے تو اللہ تعالے سے مغفرت چاہی اور
عرض کیا رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِاَخِیْ پروردگار مجھکو
اور میرے بھائی کو معاف فرما محبت کا نشہ بمنزلہ
غفلت و حیرت کے ہے جیسے کہ شراب کے نشہ
مین حالت ہوتی ہے۔ شراب پینے سے مقصود مستی نہین
ہے بلکہ مقصود انس و نشاط و ذوق ہوتا ہے۔
انبیاء علیہم السلام کو ذوق بلا مسرت دائمی حاصل
ہوتی ہے اور مستی سے وہ معصوم ہین اور اللہ تعالی
کیجانب سے یہ شرف و بزرگی انھین عطا کیگئی ہے
بعض اولیاء اللہ بھی معصیت سے محفوظ ہین اس
وجہ سے انکا مرتبہ نشہ و سکر محبت والون سے بلند تر ہے
کیونکہ یہ اولیاء اللہ ایسے ہین کہ انکی پیروی کیجاتی
ہے اور انبیاء علیہم السلام کل کے کل مستند اقتدا
و امامت پر ہین پس یہ نشہ شراب محبت کا ان حضرات
اولیاء اللہ کے لئے جائز ہے اور جو کچھ اس قسم کے
نشہ مین اولیاء اللہ سے سرزد ہوتا ہے اسکا انکار
کرنا مناسب نہین ہے اور نہ اسکا اقرار و اتباع
کرنا مناسب ہے اور جب کسی کے تم ہر وقت
محتاج ہو تو پھر اوسکے عیب نظر نہ آوینگے اگر تم اس
کے عیب گیری کروگے تو اسکے عیوب کو دیکھوگے تو اسکے
علم کی برکت و نعمت تعلیم سے محروم رہوگے اور یقینا

خبر خواجگی چہ می پرسی
خبر او ہمین کہ بے خبر است

قوت وضعف واردی اندازۂ حفظ قلوب مشائخ ورعایت آداب سماع است ہرچہ درین دو چیز اوقوی تر نزول واردات متوالی وحصول مواجید متواتر ویکے از شرط سماع آنست کہ زمان مکان واخوان نگاہ باید داشت زمان آنکہ ہر وقت کہ دل مشغول شود یا وقت طہارت یا وقت نماز یا وقت طعام یا وقتیکہ دل پراگندہ بود سماع ہیچ اثر نہ کند ودرنہ گیرد مکان آنکہ رہگذرے باشد یا جاے ناخوش وتاریک بود یا خانۂ ظالمے بود ووقت شوریدہ شود اخوان آنکہ آنانکہ حاضر بوند از اہل سماع باشند واگر اہل سماع مریدان یک پیر باشند یا معتقداں یک خاندان اثر بیشتر بود والّا درویشاں یک صفت یا ہمہ صوفیان یا ہمہ مولہاں یا ہمہ قلندراں یا ہمہ حیدریان کہ حقیقت حالت احوال یکدگر است وچون متکبرے از اہل دنیا حاضر بود یا زاہدے متکبر مزور یا متکلفے کہ بتکلف حالت آرد ورقص کند یا قومے از اہل غفلت حاضر باشند ویا بہر جانب می نگرند یا زناں نظارہ کنند

جان لو کہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے بھید وںکا افشا کرنا کفر ہے۔ حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام نشہ کے غلبہ سے جب ہوش مین آئے تو اپنی کہی ہوئی باتوں سے توبہ کیا اور عرض کیا سُبحَانَكَ اِنّی تُبتُ اِلَیكَ وَاَنَا اَوّلُ المُؤمِنِینَ تو پاک ہے، مین تیری جناب مین توبہ عرض کرتا ہون اور مین مومنون مین پہلا ہون۔ حضرت جنید قدس سرہ اسی آیت کریمہ مین ارشاد فرماتے ہین وَمَا یَتّبِعُ اَکثَرُھُم اِلّا ظَنًّا۔ اور اکثر لوگ پیروی نہین کرتے ہین مگر اکثر گمان کی۔ یہ ہے کہ سب اپنے کو پہونچا ہوا جانتے ہین کہ پہنچ گئے حالانکہ یہ سب محل نفصال مین ہین۔ کیا تم نے یہ نہین دیکھا کہ ابو یزید اس عالم سے باہر نہین گئے۔

ابو بکر واسطیؒ فرماتے ہین کہ الاظنًّا کے یہ معنی ہین کہ تمام پہنچے ہوئے لوگ گمان کرتے ہین کہ ہم پہنچ گئے درانحالیکہ یہ لوگ ابھی محل انفصال مین اسی خیال مین ہین جہان حقیقت توحید ہے نہ وہان اتصال ہے اور نہ انفصال۔ حضرات صوفیہ نے فرمایا ہے کہ خواص کا نیال نفسانی ہے جو اپنے مراد کی طلب مین کہتے ہین کہ نزول واردات۔ حصول مواجید اندازہ حفظ قلوب مشائخ ورعایت آداب سماع کے موافق ہوتا ہے۔ واردات الٰہی تین قسم کے ہوتے ہین، ایک قسم وہ کہ واردات قوت بشری سے کم درجہ کے وارد ہوتے ہین، اس مین مزاج مین تغیر نہین ہوتا ہے۔

یا جوانان درمیان قوم باشند۔ از اہل
غفلت کہ شہوت در ایشاں غالب باشد
سماع حرام بود۔ چہ سماع درین وقت آتش
شہوت از ہر دو جانب تیز کند یعنی از جانب
زناں و مرداں و ہر کہ بشہوت طرفے نگرد
دل برو آویختہ شود و آن آویختہ فسق و فساد
گردد و این چنین سماع مفید نہ بود بلکہ
مضر باشد و آداب دیگر آنست کہ
اہل سماع ہمہ چشم در پیش افگنند
و دریکدگر نہ نگرند و ہر کسے تمگی خویش
بسماع دہد و درمیان سخن نہ گویند و آب
نہ خورند و از جوانب نہ نگرند و دست و سر
نہ جنبانند و بتکلف ہیچ حرکت نکنند
بلکہ چنانکہ در تشہد می نشینند و
درنماز باادب و ہمہ دل با حق سبحانہ تعالی
دارند و منتظر آن باشند تا چہ فتوح
پدید آید از غیب بنسبت سماع و خویشتن
نگاہ دارند تا بہ اختیار برنہ خیزند و حرکت
نہ کنند و چوں کسے از غلبات وجد
بجد برخیزد باوے موافقت کنند۔
و اگر دستارش بافتاد دستارہا بنہد
و این ہمہ اگرچہ بدعت است ولیکن نہ ہر
چہ بدعت است نشاید کہ بسیار بدعت

سلطنت حواس کا لشکر ثابت قدم و برقرار رہتا ہے
لیکن اسکو تمیز معہود سے غائب کر دیتا ہے، دوسری
قسم واردات کی یہ ہے کہ جب وہ نازل ہوتا ہے تو قوت
بشری اسکی متحمل نہین ہوتی اور جو کچھ وجود مین آتا ہے
اس سے انسان بیخبر ہو جاتا ہے سہ

خبر خواجگی چہ می پرسی
خبر او ہمین کہ بیخبر است

خواجگی کی خبر کیا پوچھتے ہو، اسکی خبر یہی ہے کہ وہ بیخبر ہے
اور اسمین قوت و ضعف باندازہ قوت و ضعف حفظ
قلوب مشائخ اور باندازہ آداب سماع ہوتا ہے جس
شخص مین یہ دو چیزین زیادہ قوی ہونگی نزول
واردات حصول مواجید اسکو دمبدم ہونگے۔ سماع کے
شرایط مین ایک شرط یہ ہے کہ زمانہ۔ جگہ۔ ساتھ سننے
والون پر نگاہ رکھنا ضروری ہے۔ زمانہ یہ کہ دل جس وقت
کہ کسی فکر مین مشغول ہوتا ہے۔ یا طہارت کرنے کا وقت
ہوتا ہے یا نماز کا وقت یا کہانے کا وقت ہو یا دل مین
جس وقت انتشار پراگندگی ہو اس وقت سماع کچھ اثر نہین
کرتا۔ مکان یہ کہ رہگذر ہو یا ناپسندیدہ جگہ ہو۔ اندھیرا
ہو یا کسی بدکار کا گھر ہو اس جگہ شوریدہ وقتی پیدا ہوتی
ہے۔ ساتھ سننے والے وہ ہین جو سماع کی مجلس مین موجود
ہون۔ اگر سننے والے سب ایک پیر کے معتقد یا ایک پیر کے
مرید ہوں تو انکا اثر بہت اچھا پڑتا ہے سننے والے
درویش ایک ہی مشرب کے ہون یا سب صوفی ہون یا سب

نیکو باشد بدعت مذموم آن باشد که
بر مخالفت سنت باشد اما حسن خلق و
دل مردمان شاد کردن در شرع محمود
است و هر قومے را عادتے ست و با ایشان
مخالفت کردن در اخلاق ایشان بدخوئی
بود که رسول علیه السلام فرموده اند ـ
خالقوا الناس باخلاقهم که با هر کسے
بر وفق عادت بخوئی او زندگانی کنید
چون این قوم بدان موافقت شاد
شوند و ازین مخالفت متوحش گردند
مخالفت ایشان از سنت نبود و جمله
رسول علیه السلام پیش او بر پائے نه
خواستندے که وے آنرا کاره و متوحش
بودے نخواستے برائے خوشدلی را اولی
ترک عادت عرب دیگر است و عادت
عجم دیگر مطلوب سرور مومن است که
رسول صلے الله علیه وسلم فرموده من
سر مومنا فکانما سر الله و حسن خلق
آنست که کسے را بمراد خود نبرد بلکه خود را
بر مراد خلق دارد تا آنکه مراد ایشان موافق
شرع بود و دیگر شرط برائے نزول و
برکات و حصول مواجید حفظ آداب مشائخ
است چنانکه حق تعالے میگوید و رفتنه

اہل عشق و محبت یا سب قلندر یا سب کے سب حیدری
ہوں اس لئے کہ ان کے احوال کی حالت کی حقیقت
ایک سی ہوتی ہے اور اگر جلسہ میں کوئی متکبر دنیا دار
موجود ہوگا یا کوئی زاہد خشک۔ مغرور و مکار موجود
ہوگا یا ایسا شخص جو بتکلف حالت پیدا کرے اور
ناچے وجد میں آئے یا کوئی ایسا آدمی موجود ہو جو اہل
غفلت سے ہیں یا ہر طرف نگاہ اٹھا اٹھا کر دیکھ
رہے ہیں یا عورتیں تماشہ دیکھ رہی ہوں یا ایسے
نوجوان لوگ ہوں جو اہل غفلت سے ہوں اور جنہیں
مادہ شہوت زیادہ غالب ہے تو پھر سماع حرام ہوگا
اسوقت سماع شہوت کی آگ دونوں طرف سے تیز
کریگا یعنی مردوں عورتوں دونوں میں اور جو شخص شہوت
کی نظر سے کسیطرف دیکھیگا تو دل کو اسی طرف تعلق
ہوگا۔ اور یہ فسق و فجور کی بات ہے ایسا سماع فائدہ
مند نہیں ہے بلکہ مضر ہے۔ آداب سماع میں دوسرا
یہ ہے کہ اہل سماع سب کے سب اپنی نگاہ صرف سامنے
رکھیں ایک دوسرے کو نہ دیکھیں اپنے آپ کو ہمہ تن
سماع میں محو کریں سماع کے درمیان بات چیت
نہ ہو پانی نہ پیے دائیں بائیں نہ دیکھے۔ ہاتھ سر نہ
ہلائے اور بتکلف کسی قسم کی کوئی حرکت نہ کرے
بلکہ جس طرح سے نماز میں تشہد پڑھنے کے لئے بیٹھتے
ہیں ویسے باادب بیٹھے دل کو حق سبحانہ تعالیٰ کیطرف
متوجہ رکھے اور اس بات کے سب سننے والے منتظر ہیں

باخضر علیہ السلام هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا مراد صحبت خضرؑ است۔ شرایط ادب طلب اذن است در صحبت کہ موسیٰؑ اذن صحبت طلبیدہ است بعدہٗ خضرؑ باو شرط کرد کہ در ہیچ مسئلہ باو اعتراض نہ کند و در ہیچ حکمے باو معارضہ پیش نیارد وچوں مہتر موسیٰؑ اعتراض بکرد او عفو کرد وکرت سیوم میان ایشان اعتراض براے نفس بود مفارقت شد سبب آنکہ اول کرت ودوم کرت اعتراض للہ بود وکرت سیوم اعتراض براے نفس بود کہ لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا ورسول علیہ السلام فرمودہ کہ ہیچ جوانے پیرے را سبب کبر سن گرامی نکند مگر آنکہ حق بگمارد کسے را در ایام پیری او را پیرے او گرامی کند یعنی سبب کبر سن وگفتہ اند تحجم جملہ فرقتها مخالفت است یعنی ہرکہ با شیخ خود مخالفت کند کہ بطریق او مستقیم تواند ماند وحلقہ کہ میان ایشان است منقطع گردد یا آنکہ در بقعہ مجتمع باشد تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى وہرکہ با شیخ خود بشوخی صحبت کند بعدہ بدل باو اعتراض کند او عقد صحبت را نقض کردہ باشد و

کہ گیا فتوح غیب سے ظاہر ہوتا ہے۔ سماع کے متعلق اسبات کو نگاہ رکھین کہ باختیار خود سماع مین کہڑے نہ ہوجائین۔ کسی قسم کی جسم کو حرکت نہ دین اور اگر کوئی شخص غلبہ وجد کی وجہ سے کھڑا ہوجائے تو سب کو اسکی موافقت مین کھڑا ہوجانا چاہئے اگر اسکی پگڑی گرجاے تو اٹھاکر رکھ دینی چاہئے۔ یہ تمام باتین اگرچہ بدعت ہین مگر یہ ضرور نہین کہ جتنی بدعتین ہین وہ سب بدعت سیئہ ہی ہوں بلکہ بہت سی بدعت حسنہ بھی ہین۔ بدعت سیئہ وہ ہے جو سنت کے مخالف ہو لیکن عمدہ اخلاق اور انسان کا دل خوش کرنا شریعت مین محمود وممدوح ہی اسبات کا رواج ہر قوم مین ہی انلوگوں کی مخالفت کرنا لوگوں کے اخلاق کے رو سے بدخلقی ہے اس لئے کہ حضور اقدس صلعم نے ارشاد فرمایا ہے خَالِقُوا النَّاسَ عَلٰى اَخْلَاقِهِمْ لوگوں سے انکے اخلاق وعادات کے موافق پیش آؤ جبکہ لوگ اس طرح موافقت کرنیسے خوش ہوتے ہین اور اسکی مخالفت سے برخاستہ خاطر ہوتے ہین تو اسکی مخالفت کرنا سنت نبویہ کے خلاف ہے حضور اقدس صلعم کے اہلبیت آپ کے سامنے کھڑے نہین ہوتے تھے اس لئے کہ حضور اقدس صلعم اسکو مکروہ و برا سمجھتے تھے۔ ہان کسیکو خوش کرنے کو کھڑے ہوجاتے تھے اور یہ اولی تر تھا۔ غرضکہ عرب کی عادت اور ہے عجم کی اور ہے۔ مقصود سنت تو خوش کرنا ہے

بر د توبہ و انابت واجب آید وگفتہ اند عقوق شیخ واستاد را توبہ نیست وابوعبدالرحمن مسلمی گوید کہ استاذ ابوسہیل معلوکے روز جمعہ مجلسے میکرد کہ در وختم قرآن بود یک جمعہ ویدم کہ آن مجالس رامجالس قول بدل فرمود من درود گفتم کہ مجالس قران رامجالس قول بدل کردند۔ ہرکہ باستاذ خود گوید لِمَ یعنی چرا ہرگز فلاح نیابد۔ وقتی جنید بر سرے سقطی قدس اللہ سرہ در آمد اورا کارے فرمود درحال باتمام رسانید چوں بازگشت رقعہ بردست داد دراں نبشتہ کہ سمعت

حادیا یحدو فی البادیہ ویقول ؎
ابکی دماً ویدریك ما یبکینی
ابکی حذاران تفارقینی
وتقطعی حبلی وتھجرینی

یعنی شنیدم در بادیہ از کسے کہ شتر می راند وسرودے می گفت وسرود این بود کہ یکے از نظم مصرعے در کلام عرب بسیار است گویا ہر مصراعے بمنزلہ بیتے است وحاصلش آنکہ خون می گریم وچہ چیز ترا داناگردانیدہ کہ چہ مرا بگریہ می آرد می گریم از ترس آنکہ از من مفارقتے کنی ورشتۂ علائقہ مرا قطع کنی وترک من گیری درین معنی فرمودہ ؎

حضور اقدس صلعم نے ارشاد فرمایا مَنْ سَتَرَ مُؤْمِنًا فَکَاَنَّمَا سَتَرَ اللہَ حسن خلق اسکو کہتے ہین کہ کسیکو اپنے مقصود و مراد کے موافقت کرنے والا نہ بنالے بلکہ اپنے آپ کو خلق خدا کے مقصود و مراد کے موافق بنائے مگر اسی حدتک کہ یہ موافقت شرع کی مخالف نہ ہو۔

نزول واردات کی دوسری شرط۔ نزول واردات وحصول مواجید کے لئے مشائخ کے قلوب کی حفاظت ضروری ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے۔ هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا کیا مین تمہارے ساتھ چلون اسبات پر کہ تم مجھکو تعلیم کرو وہ بات جو تم کو سکھائی گئی ہے، مراد خضر علیہ السلام کی صحبت ہے اور ادب کی شرط یہ ہے کہ ساتھ رہنے کے لئے اجازت ہو اسی لئے حضرت موسیٰ نے پہلے حضرت خضر سے ساتھ رہنے کی اجازت چاہی اسکے بعد خضرؑ نے انسے شرط کی کہ کسی مسئلہ مین تم مجھپر اعتراض نہ کرنا وجہ نہ پوچھنا کسی حکم کا میرے معارضہ نہ کرنا۔ اسی لئے جب حضرت موسیٰؑ نے حضرت خضرؑ کی مصلحت پر اعتراض کیا تو حضرت خضرؑ نے باوجود اقرار موسیٰؑ پھر بھی معاف کردیا تیسری بار جب حضرت موسیٰ نے نفس کی خاطر اعتراض کیا تو پھر دونوں مین جدائی ہوگئی۔ سبب یہ تھا کہ پہلی مرتبہ اور دوسری مرتبہ کا اعتراض اللہ کے لئے تھا تیسری مرتبہ کا اعتراض خواہش نفس کے لئے تھا کہ لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا کہ اگر تم چاہتے

خون میگریم وز توچہ پنہان دارم
کز بہر چہ این دو چشم گریان دارم
ہر چند دلی بوصل شادان دارم
صد چاک از و زبیم ہجران دارم

وابوالحسن ہمدانی گوید کہ یک شب نزدیک جعفر خلدی بودم و من درخانہ گفتہ بودم کہ برای من مرغ بریان کنید خاطر من متعلق مرغ بود جعفر گفت کہ امشب با ما موافقت کن من تعللی میکردم کہ خاطر من سوی مرغ بود چون درخانہ آمدم مرغ پیش من آوردند سگ درآمد مرغ در ربود بامداد چون بخلوت جعفر رفتم بمجرد آنکہ چشم او بر من افتاد گفت ہر کہ دل مشائخ را در نیابد حق تعالی بروسگی مسلط گرداند تا اورا ایذا رساند وقتی شقیق بلخی وابوتراب نخشبی بخدمت بایزید آمدند۔ سفرہ درمیان نہادند جوانی حاضر بود او را گفتند طعام بخور گفت روزہ دارم ابوتراب گفت بخور ثواب یکماہ روزہ بستان قبول نکرد شقیق گفت ثواب یکسال روزہ بستان ہم ابا آورد بایزید گفت بگذارید کہ دست اورا بعد چند روز بتہمت دزدی خواہند برید روا میداریم کہ دست درکاسہ ما کن بعد یک سال اورا بتہمت دزدی گرفتند و دست

تو اسپر تم مزدوری لیتے۔ حضور اقدس صلعم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی جوان کسی بڈھے کی تعظیم بڑے سن کے لحاظ سے ہنین کرتا ہے مگر اللہ جل شانہ کیکو مقرر فرماتا ہے کہ بڑھاپے مین اسکی بھی کبر سنی کی وجہ سے ویسی ہی تعظیم کرے۔ لوگون نے کہا ہے تمام جدائیوں کا بیج مخالفت ہے یعنی جو شخص اپنے پیر سے مخالفت کریگا وہ کہاں اسکے راستہ پر مستقیم رہ سکتا ہے اور جو زنجیر کہ اونکے درمیان مین ہے وہ ٹوٹ جائیگی یا یہ کہ ایک جگہ وہ جمع ہونگے مگر تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَّقُلُوبُهُمْ شَتّٰى۔ تم اُن لوگون کو مجتمع سمجھتے ہو دران حالیکہ اون لوگوں کے قلوب مختلف و منتشر ہین جو کوئی اپنے پیر کے ساتھ رہتا ہو اور شوخیاں کرتا ہو اور بعدہ دل سے اسپر معترض ہو تو گویا اس نے صحبت کے معاہدہ کو توڑ ڈالا اور اسپر توبہ و استغفار واجب ہوئی ہو۔ لوگوں نے کہا ہے کہ استاد اور پیر سے علیحدگی اور قطع تعلق کرنے کی توبہ نہیں ہے ابو عبد الرحمن سلمی کہتے ہین کہ استاد ابو سہیل صعلوکی جمعہ کے دن ایک مجلس مقرر کیا کرتے تھے اس مین قرآن کا ختم ہوا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ بجائے ختم قرآن پاک کے وعظ سے اسکو بدل دیا تو مین نے درود پڑھا اور عرض کیا کہ قرآن کی مجلس کو وعظ سے بدل دیا ہے جو کوئی بھی اپنے استاد سے یہ کہیگا کہ ایسا کیون کیا اسکی وجہ کیا ہے ایسا شخص ہرگز ہرگز فلاح و بہبود نہ پائے گا۔ حضرت جنید جسوقت حضرت

قطع کردند پیش سہیل عبداللہ استاذ بوعلی خبازی را در بصرہ صفت کردہ بودند کہ او از اولیاست چون در بصرہ رفت قصد ملاقات او کرد چون در دکان او در آمد او بر طریق خبازان جامہ بر روبستہ بود در دل خود گفت اگر این ولی است ریش این بخواہد سوخت جامہ در محاسن بستن چہ حاجت است بمجرد آنکہ او را اسلام کردم آغاز کرد تو مرا بچشم اہانت وحقارت دیدی ترا از کلام من ہیچ منفعت نباشد واصلا با وسخن نگفت مردے دیگر شنید روزے قصد زیارت او کرد او را دریافت اما چنان نہ یافت کہ شنیدہ بود ازو بپرسیدند فلان را دریافتی چگونہ بیافتی گفت آن چنان نیافتم کہ برو گمان داشتم گفتند تو او را بنظر اہانت واستہزا دیدی وہر کرا بنظر اہانت نگرد از فائدہ او محروم ماند و اگر قابل فائدہ نباشد از دعا ضرب رسد زنہار ہوش دار باز گرد او را بحرمت دریاب چون باز گشت از زیارت وملاقات او منفعتہا وبرکتہا دیدہ چون بنظر تعظیم دید وعمر بن عثمان مکی حسین منصور را دید کہ چیزے می نبشتہ اند پرسید

سری سقطی قدس سرہ کے پاس حاضر ہوئے۔ سری سقطی نے اپنے کسی کام کے لئے فرمایا اسی وقت جنید نے اس کی تعمیل کی اور جب واپس ہوئے تو ایک رقعہ ہاتھ میں دیا جسمین لکھا ہوا تھا کہ مین نے جنگل وصحرا مین حدی خوان کو حدی پڑھتے یہ سنا تھا یعنی ایک شخص جو اونٹ ہنکا رہا تھا جنگل مین مین نے سنا وہ یہ گیت گا رہا تھا۔ اَبْکِیْ دَمًا وُیُدْرِیْكَ مَایبکیتی

ابکی حذار ان تفارقینی

وتقطع حبلی وتھجرینی

ایک سہ مصرعی نظم ہے جو عربون کے کلام مین بہت پائی جاتی ہے گویا ہر مصرعہ ایک بیت کی جگہ پر ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ مین خون رو رہا ہون اور کس چیز سے تہین معلوم ہوا کہ مجھے کون سی شئی رولا رہی ہے مین اس ڈر سے رو رہا ہون کہ مجھہ سے تو جدا ہو جائیگی اور میرے دل کی لگاو کی ڈوری کو کاٹ دیگی اور مجھے تو چھوڑ دیگی اسی مضمون کو کسی نے کہا ہے ؎

خون میگریم وزتو چہ پنہان دارم ٭ کز ہجر چہ این دو چشم گریان دارم

ہر چند دلے بوصل شادان دارم ٭ صد چاک ز دو زبیم ہجران دارم

یعنی خون کے آنسو روتا ہون اور تجھ سے یہ بات چھپاتا ہون کہ کسواسطے یہ میری دونوں آنکھین رو رہی ہین گو میرا دل وصل سے شاد ہے مگر ہجر کے خوف سے اسمین سیکڑون چاک پڑے ہوے ہین۔

ابوالحسن رضؓ ہمدانی فرماتے ہین کہ ایک رات جعفر خلدی

رحمۃ اللہ علیہ اند گفت قرآن را معارضہ میکنم او را دعاے بد کرد و محجوب گردانید و مشائخ گفتہ اند آنکہ او را بطول مدت پیش آمد تاثیر دعا عمرو بن عثمان مکی بود وقتی حسین منصور در سراے جنید بود گفت کیست گفت حق جنید گفت نہ حق بل بالحق اَیُّ خَشَبَۃٍ تُفسِدُہا کدام حطب وار است کہ تو خراب کنی او را پنجہ و را الفت و بدعا استاد وی بود عمرو بن عثمان مکی کہ جزوی یکی تصنیف کردہ بود در توحید و علم صوفیان وے آنہا پنہان بگرفت و آشکارا کرد و با خلق نمود سخن باریک بود در نیافت بر وے منکر شدند و مہجور ساخت وے بر حلاج نفرین کرد و گفت الہی کسے برو گمار کہ دست و پایش ببرد و چشم برکند و بر دار کند و آن ہمہ واقع شد بدعا استاذ وی و چون اہل بلخ محمد فضل را بیرون کردہ اند بر ایشان دعاء بد کرد و گفت الہی ایشان را از نعمت محروم گردان بعدہ شیخ صدقی از شیخ نخواست و ہر کہ پیر او از وے خشنود باشد جزا او در حالت حیات شیخ برسد و التعظیم آن شیخ از دل او زائل گردد و چون آن شیخ نقل کند حق تعالی جزا از رضا بدو رساند و ہر کہ او از پیر ناخشنود بود دل او بد و متغیر در حال حیات شیخ مکافات آن بدو

کے پاس میں بیٹھا تھا گھر میں نے کہہ دیا تھا میرے لیئے مرغ تل کر رکھنا میرے دل میں مرغ کا خیال لگا ہوا تھا جعفر خلدی نے ارشاد فرمایا کہ آج رات کو کھانا میرے ساتھ کھاؤ اور میرے ہی ساتھ رہو میں نے پس و پیش کیا اسلئے کہ میرا دل مرغ میں تھا جب میں گھر چلا آیا تو گھر والے مرغ میرے سامنے لائے اتنے میں ایک کتا آیا اور مرغ کو اٹھا لیگیا۔ جب صبح کو جعفر خلدی کے سامنے حاضر ہوا آنکھ پڑتے ہی ارشاد فرمایا کہ جو کوئی مشائخ کے دل کا خیال نہیں رکھتا تو اسپر خداوند تعالےٰ کتا مسلط کرتا ہے تاکہ اسکو ایذا پہنچائے شقیق بلخی۔ ابو تراب نخشبی حضرت بایزید رح کے حضور میں حاضر ہوے دستر خوان بچھایا گیا۔ ایک جوان دوسرا بھی موجود تھا ہر چند اس سے لوگوں نے کہا کہ کھانا کھایئے اُسنے کہا کہ میں روزہ سے ہوں۔ ابو تراب نخشبی نے کہا کہ کھا لو۔ ایک مہینہ کے روزہ رکھنے کا ثواب لو اُسنے نہیں مانا۔ شقیق بلخی نے فرمایا کھا لو۔ ایک سال کے روزہ کا ثواب لو۔ پھر بھی اسنے انکار ہی کیا۔ حضرت بایزید نے ارشاد فرمایا کہ جانے بھی دو چند دنوں کے بعد اسکا ہاتھ چوری کے الزام میں کٹ جائیگا مجھے پسند نہیں ہے کہ ایسا ہو۔ آخر ایسا ہی ہوا ایک سال کے بعد کسی نے [illegible] کے الزام میں گرفتار کیا اور ہاتھ کاٹ ڈالا

نرسد کہ بسیار دشوار نماید کہ اولیاء خدا از مردم دل
باشند و ایشان با خلق و کرم مخلوق اند و حکایات
بہ نقل شیخ بدر رسانند و الا شیخ ورا در محبت
نتواند دید و چون شیخ مرید را بکارے امر کند و بمصلحتی
فرستد باید کہ توقف و تاویل بدان کار نکند و
ہیچ سببی از ان امر باز نگردد یکے از مریدی سوال
کرد کہ اگر شیخ ترا با استاد ترا بکار فرستد در
مسجد بری اقامت نماز برآید چہ کنی مرید گفت
بھمان کار شیخ بروم و بنماز مشغول نشوم آن
شیخ گفت احسنت کہ مرید چنین باید و این
معنی از جای دیگر است ؏

مرا با جعد خوبان ابتلائیست
ولی دانم کہ این سودا زبائیست

وقتی سخی بغداد در ایام ماہ رمضان میان بازار
می رفت خواجہ با سگان نشستہ دید گفت
بگو چیزے بیارند و خواجہ را ہم چنان بود کہ گرد
بر گرد ایشان سگان بودندی قاضی چند دینار
پیش آورد و خواجہ فرمود تا ثرید بیارند و قدری
پیش سگان انداخت و قدرے پیش خود نہاد
خوردن گرفت قاضی را گفت تو ہم بخور تا قاضی
در حال خوردن گرفت خواجہ گفت قضا ہی کہ
ترا بیار کیا د چون قاضی از انجا باز گشت علما
غوغا کردند و این چیز بخلیفہ رسانیدند کہ او ساقط

سہیل عبد اللہ رح کے سامنے لوگوں نے استاد بو علی خبازی
کی بصرہ میں بہت تعریف کی تھی کہ وہ اولیاء اللہ میں
سے ہیں جب عبد اللہ بصرہ گئے تو ابو علی خبازی کی
دوکان پر بھی گئے قصد ملاقات کرنے کا تھا دکان پر
دیکھا کہ باورچیوں کا سا ڈھاٹا باندھے ہیں۔ اپنے
دل میں کہنے لگے کہ یہ اگر ولی ہے تو اس کی ڈاڑھی
کھانا پکانے میں تنور سے نہ جلے گی۔ لہذا ڈاڑھی میں
ڈھاٹا باندھنے کی کیا ضرورت ہے جس وقت میں نے سلام
کیا نظر پڑتے ہی مجھ سے فرمانے لگے۔ تو نے مجھکو بنظر
حقارت و اہانت دیکھا۔ تجھکو میری بات سے شیخ
نہ پہنچے گا۔ پھر قطعاً اس نے بات نہ فرمائی۔ ایک دوسرے
شخص نے ابو علی خبازی کی تعریف سنی ایکدن اسکی
زیارت کا قصد کیا ملاقات ہوئی لیکن جیسا سنا تھا ویسا
نہ پایا اس سے لوگوں نے پوچھا کہ فلان شخص سے تم کو
ملاقات ہوئی تھی تم نے کیسا پایا اس نے کہا کہ جیسا میرا
گمان تھا ویسا میں نے نہیں پایا۔ سب نے یہی کہا
کہ تم نے انکو بنظر استہزا و تمسخر حقارت سے دیکھا
کوئی انکو اس نگاہ سے دیکھتا ہے تو انکے فیض سی محروم
رہتا ہے اگر فیض کے قابل وہ نہیں ہے تو پھر اسپر بلا
کی ضرب پڑتی ہے زنہار ہوش میں آؤ اور بعزت
و احترام انکے ساتھ پیش آؤ۔ جب وہ لوٹا اور زیارت
کی توجہ کہ بنظر تعظیم دیکھا تھا بہت سی منفعتیں حاصل
ہوئیں۔ حضرت عمر بن عثمان مکی نے منصور کو دیکھا کچھ

العدالت گشت لایق تنفیذ قضا و قبول شہادت
نماند در ماہ رمضان میان بازار با دیوانہ طعام
بخورد و خلیفہ محضر ساختہ و جملہ اکابر و صدور را
جمع فرمود و قاضی را طلبیدہ با قاضی آغاز کرد
کہ چرا چنین کردی قاضی گفت من کفارت
افطار صوم در کتابہا یافتہ ام یک دہ آزاد خواہم کرد یا
شصت مسکین را طعام خواہم داد یا جامہ یا شصت
روز روزہ خواہم داشت اما کفارت آنکہ نفس در روش
دیوانہ رد کنم در ہیچ کتابے نیافتہ ام ضرورۃ چیزے تجویز
اختیار کردم کہ کفارت آن مرا معلوم بود و احتراز کردم
از چیزے کہ بکفارت آن علم نداشتم قاضی را خلیفہ
انصاف داد و گفت خلق بغداد بر شما بد اعتقاد شدہ اند
من شمار اقضا ر کہ دادم توجہ عالمان بدان جہت
است قاضی گفت این خود بفیض شیخ یافتہ ام
و در تفسیر امام یعقوب کشافی مسطور است کہ بر زبہتر
موسیٰ علیہ السلام وحی شد کہ ای موسیٰ اگر مرا بر در
خود بینی چہ کنی گفت الٰہی مرا طاقت جواب این سخن
نیست حق تعالیٰ فرمود کہ من ازین منزہ ام اما فقرا
و مساکین را نا شان در گاہ بارگاہ خود گردانیدہ ام
بر در ہاے شما با ایشان ہمان کنید کہ با من یعنی اگر در
خانہ شما بیائیم و با شما باشم چگونہ بہ تعظیم در رائید و ایشان
را ہمچنان پندارید و ہمچنان تعظیم دارید ٥
گذشت آن کہ ستم کرد آن بویش چنان اکنون
حرام من بوے خود کہ از من میز ند بویش

لکھ رہا ہے۔ حضرت نے پوچھا کیا ہے کہا قرآن کا جواب
لکھ رہا ہوں حضرت نے بددعا دیکر انکو محروم کیا۔ مشائخ نے
فرمایا ہے کہ عمر میں جو کچھ انکو پیش آیا اسی بددعا کا اثر تھا
منصور نے ایکبار جنید کا دروازہ کھٹکھٹایا پوچھا کون ہے
کہا حق۔ فرمایا حق نہیں تو محق ہے۔ ای خشبۃ
تُفْسِدُ هَا داری کون سی لکڑی ہے جسے توڑ دیگے جو کچھ
انپر پڑی ہے انکے استاد کی بددعا تھی عمرو بن عثمان مکی نے
صوفیون کے علم اور توحید مین ایک جزو تصنیف کیا تھا اسکو
حسین منصور نے پوشیدہ ... لیا اور دنیا مین منتشر کر دیا
مسئلہ دقیق تھا سمجھ مین نہ آیا ... ہو گیا ... وہ ...
نکالدیا حسین منصور حلاج کو ملامت کی اور فرمایا اسے منصور
پر کسیکو مسلط کر جو اسکے ہاتھ پاؤن کاٹ ڈالے اور آنکھین
نکال لے اور سولی پر چڑھا دے۔ استاد کی بددعا سے یہ سب
کچھ ہوا۔ اہل بلخ نے حضرت محمد فضل کو شہر سے نکال دیا تھا
تو بددعا کی تھی کہ اے اللہ اہل بلخ کو اپنی نعمت سے محروم
کر دے اسکے بعد بلخ مین کوئی صدیق نہیں پیدا ہوا اسکا
پیر خوش ہوگا تو شیخ کی حیات ہی مین اسکو جزا ملیگی اور نہین
تو مرید کے دل سے شیخ کی عظمت باقی رہیگی۔ شیخ کے
وصال کے بعد اللہ تعالیٰ اسکی رضامندی کا بدلہ دیگا اور
اگر پیر ناخوش ہوگا تو مرید سے اسکا دل ... پھر جائیگا۔ اگر چہ
شیخ کی حیات مین اسکا بدلہ نہ دیگا تاکہ پیر پر شاق نہ ہو
کیونکہ اولیا اللہ ... ہوتے ہین مگر شیخ کے وصال کے
بعد بدلہ دیا جائیگا ورنہ شیخ تو صحبت کی نگاہ سے ...
گا۔ اگر شیخ کچھ حکم دے اور کسی کام سے نہ کھینچے تو ... دیل

ورنہ توقف نہ کرے اور کسی وجہ سے منہ نہ موڑے کسی نے مرید سے پوچھا کہ تمہارا شیخ یا استاد اگر تمکو کسی کام کو سے بھیجے۔ راہ میں مسجد سے تکبیر نماز کی آواز آئے تو کیا کروگے مرید نے کہا کہ شیخ کا کام کرونگا۔ اسے شیخ نے شاباش کہا اور کہا کہ مرید ایسا ہی چاہئے۔ میرا دل زلف مین مبتلا ہے مگر میرا یہ سودا کہین اور سے ہے۔ قاضی بغداد ماہ رمضان مین بازار سے گزر رہے تھے ایک فقیر کو کتونکے ساتھ بیٹھا دیکھا اس نے کہا کچھ منگاؤ۔ فقیر کو ہر وقت کتے گھیرے رہتے تھے قاضی نے چند اشرفیان دین فقیر نے ثرید منگایا تھوڑا کتوں کے سامنے ڈالا تھوڑا خود کھانے لگا۔ قاضی سے کہا تم بھی کھاؤ فوراً کھانے لگے فقیر نے کہا تمکو مکہ کا عہدۂ قضا مبارک ہو جب قاضی وہان سے واپس آئے تو علما نے شور کیا اور خلیفہ کو اطلاع دی کہ وہ عدالت کرنے کے قابل نہین رہے کیونکہ اسنے سر بازار بھی رمضان مین ایک دیوانے کے ساتھ کھانا کھالیا ہے خلیفہ نے محضر لکھوایا معزز لوگون کو جمع کرکے قاضی کو بلاکر پوچھا کہ تمنے ایسا کیون کیا قاضی نے جواب دیا کہ روزہ توڑنے کا کفارہ مین نے کتابون مین دیکھا ہے۔ ایک غلام آزاد کرونگا۔ یا ساٹھ مسکینونکو کھانا کپڑا دیدونگا یا ساٹھ روزے رکھ لونگا لیکن ایک دیوانے کی خواہش کو رد کرنے کا کفارہ کہین نہین دیکھا مجبوراً جسکا کفارہ معلوم تھا اسے اختیار کیا۔ اور جو نہین معلوم تھا اس سے پرہیز کیا خلیفہ نے یہ فیصلہ کیا کہ اہل

بغداد تم سے بدعقیدہ ہوگئے ہین اسلئے مین تم کو مکہ معظمہ کا قاضی بناتا ہون وہان تمام دنیا کے لوگ آتے ہین۔ قاضی نے کہا یہ اسی دیوانے فقیر کا فیض ہے۔ تفسیر امام یعقوب کشافی مین لکھا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام پر وحی آئی اگر تم مجھے اپنے دروازہ پر دیکھو تو کیا کروگے کہا خدایا مجھے اسکے جواب کی طاقت نہین ہے۔ اللہ تعالے نے فرمایا کہ مین بے نیاز ہون مگر فقرا و مساکین کو نائب بنایا ہے اپنے دروازہ پر انکے ساتھ وہی کرو جو تمکو میرے ساتھ کرنا چاہئے اگر مین تمہارے دروازہ پر آؤن اور تمہارے گھرون مین رہون تو میری کیسی تعظیم کروگے۔ انکو بھی ویسا ہی سمجھو۔

جس نے مجھے اپنی خوشبو سے مست کیا ہے وہ چلا گیا۔
لیکن اپنی ہی خوشبو سے خراب ہون کیونکہ مجھ سے اسکی خوشبو آتی ہے۔

قطعہ تاریخ نتیجہ فکر مولوی محمد متین صاحب شمسی

چو دیدا ستادم حالات مخدوم
درّ تنش به سلک ترجمہ سفت
ز ہاتف خواست شمسی سال طبعش
ز سے اسرار گنج معرفت گفت

۱۳۴۷ھ

تاریخ طبع حضرت مولانا حکیم حافظ شاہ سید احمد صاحب سجادہ نشین سجادہ حسبیہ الہ آباد

چو دیدم ترجمہ در حال مخدوم | در شہوار از صبح رسا سُفت
بہ پرسیدم ز سید سال طبعش | چہ خوش جان شراب معرفت گفت